نبی مکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند و بالا شان و عظمت پر لکھا گیا عظیم و شان درود بنام درودِ تاج

شرح
درودِ تاج

شارح:
علامہ ابو التراب
محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

شرح درودِ تاج

شارح:

علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح دُرودِ تاج

نام کتاب	دُرودِ تاج
شارح:	علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری
ناشر	چوہدری غلام رسول
پرنٹرز	آصف صدیق، پرنٹر
قیمت	روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ
معراج کب ہوئی؟	104
معراج کتنی باراور کیسے ہوئی؟	105
دیدارِ الٰہی	105
مختصر تذکرۂ معراج	108
سفرِ معراج کی سواریاں	111
سفرِ معراج کی منزلیں	111
بادل کٹ گیا	112
ایک ضروری تبصرہ	112
قصیدہ معراجیہ	113
وَالْبُرَاقِ (صاحب براق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	121
وَالْعَلَمِ (اورجھنڈے (والے ہیں)	124
لواء الحمد	126
ہدایت کا جھنڈا	127
شبِ قدر میں بھی جھنڈے	129
دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ ﷺ	
(بلا اور وبا کو دُور کرنے والے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))	131
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل کُشائی فرمائی	147
الجواب	154
عائدہ قاہرہ	155
فائدہ زاہرہ	170

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات | صفحہ

☆☆☆☆☆

دُرودِ تاج

دُرودِ تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب وظیفہ ہے۔ بے شمار صوفیا اور اولیاء نے یہ درود پاک خود پڑھا اور اپنے سلسلۂ طریقت میں اپنے ارادت مندوں کو پڑھنے کی تلقین کی۔ اس درود پاک میں پڑھنے والے کو صاحبِ کشف بنا دینے کی خصوصیت بہت نمایاں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص صاحبِ کشف بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس درود پاک کو روزانہ سو مرتبہ پڑھے اور تین سال تک یہی معمول جاری رکھے' انشاء اللہ! اس عرصہ میں صاحبِ کشف بن جائے گا۔ اور اگر وہ اس سلسلے کو تاحیات جاری رکھے تو وہ صاحبِ روحانیت بن جائے گا' کیونکہ درود صفائی قلب کے لیے نہایت ہی اکسیر کا درجہ رکھتا ہے' اس لیے جو شخص اس درودِ پاک کو روزانہ کم از کم مرتبہ پڑھتا ہو اس کا دل گناہوں سے پاکیزہ ہو جاتا ہے اور نیک راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا خواہش مند ہو تو وہ اسے شبِ جمعہ میں ۱۷۰ مرتبہ پڑھے اور ۴۰ جمعہ تک یہی عمل جاری رکھے' انشاء اللہ شرفِ زیارت سے مشرف ہو گا۔

دفع سحر یا آسیب اور جن شیاطین کے تنگ کرنے کی صورت میں اس درودِ پاک کو گیارہ مرتبہ پڑھیں' انشاء اللہ آسیب یا جن وغیرہ ہوا تو دفع ہو جائے گا۔ اضافۂ رزق کے لیے بعد نمازِ فجر ۷ مرتبہ روزانہ وظیفہ کے طور پر پڑھنا روزی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ دشمنوں' ظالموں' حاسدوں اور حاکموں کی زیادتیوں سے بچنے کے لیے اسے روزانہ ایک بار پڑھنا ہی کافی ہے کسی نیک مقصد یا حاجت کے

لیے نصف شب کے بعد چالیس مرتبہ صدقِ دل سے پڑھنا بہت اکسیر ہے۔ شفائے امراض کے لیے پانی پر گیارہ مرتبہ پڑھ کر دَم کرنا شفایابی کا موجب ہوگا۔ اگر کوئی حُبِّ تسخیر خلق کے لیے اس کا عامل بننا چاہے تو اسے چاہیے کہ چالیس رات خلوت میں بیٹھ کر اسے روزانہ ۱۱۱ مرتبہ پڑھے' انشاء اللہ چلّہ مکمل ہونے پر جس کی طرف توجہ کرے گا وہی قائل ہو کر اسیر ہو جائے گا۔

بانجھ عورت کے واسطے اکیس خرموں پر سات دفعہ پڑھ کر دَم کرے اور ہر روز ایک خرما اس کو کھلائے پھر بعد غسل طہارت اس سے ہم بستر ہو۔ خدا کے فضل سے فرزند صالح پیدا ہوگا۔ اگر عورت حاملہ کو کسی بھی قسم کا خلل ہو تو سات دن تک سات مرتبہ روزانہ پڑھ کر پانی پر دَم کر کے پلائے۔ مالک کے فضل سے خیر ہوگی۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ

الٰہی ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما

صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَ

جو صاحب تاج و معراج اور براق والے اور

الْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ

جھنڈے والے ہیں جن کے وسیلے سے بلا وبا قحط

وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ

مرض اور دکھ دُور ہوتا ہے آپ کا نامِ نامی لکھا گیا بلند کیا گیا

مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَیِّدِ

قبول شفاعت کیا گیا اور لوح و قلم میں کھدا ہوا ہے آپ

الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ

عرب و عجم کے سردار ہیں آپ کا جسم نہایت مقدس

مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ

خوشبو دار پاکیزہ اور خانہ کعبہ و حرم پاک میں منور ہے آپ چاشت گاہ کے

الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْهُدٰی

آفتاب اندھیری رات کے ماہتاب بلندیوں کے صدر نشین راہِ ہدایت کے نور

كَهْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ

مخلوقات کی جائے پناہ اندھیروں کے چراغ نیک اطوار

الشِّيَمِ ط شَفِيْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ

کے مالک اُمتوں کے بخشوانے والے بخشش و کرم سے

وَالْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ

موصوف ہیں اللہ آپ کا نگہبان جبریل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خدمت گزار

وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ

براق آپ کی سواری معراج آپ کا سفر سدرة

الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ

المنتہٰی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام اور (قربِ خداوندی میں) قاب قوسین کا مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ

مطلوب ہے اور مطلوب ہی آپ کا مقصود ہے اور مقصود آپ کو حاصل ہے

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ

آپ رسولوں کے سردار نبیوں میں سب سے پیچھے آنے والے گنہگاروں کے

اَلْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ

بخشوانے والے مسافروں کے غم خوار دنیا جہان کے لیے رحمت

رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ

عاشقوں کی راحت مشتاقوں کی مراد خدا شناسوں کے

الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السّٰلِكِيْنَ مِصْبَاحِ

آفتاب راہِ خدا پر چلنے والوں کے چراغ مقربوں

الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وِالْغُرَبَآءِ

کے راہ نما محتاجوں غریبوں اور مسکینوں سے

وَالْمَسٰكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ

محبت رکھنے والے جن و انس کے سردار حرمین کے نبی

اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ

دونوں قبلوں (بیت المقدس و کعبہ) کے پیشوا اور دنیا و آخرت میں

صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ

ہمارے وسیلہ ہیں وہ جو مرتبہ قاب قوسین پر فائز ہیں دو

الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ

مشرقوں اور دو مغربوں کے رب کے محبوب ہیں حضرت امام حسن

وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي الْقَاسِمِ

اور حضرت امام حسین کے جدِ امجد اور ہمارے اور (تمام) جن وانس کے آقا ہیں یعنی ابی القاسم

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ ط يَآاَيُّهَا

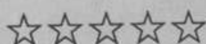
محمد بن عبد اللہ جو اللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں اے نورِ جمالِ محمدیہ کے

الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

مشتاقو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر درود وسلام

وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

بھیجو جو بھیجنے کا حق ہے۔



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا

الٰہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرما!

حل لغات

سَیِّدٌ: مالک، بادشاہ۔

فی القرآن المجید:

(وَأَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَی الْبَابِ) (25/12)

آقا جس کے اس غلام اور نوکر چاکر ہوں، بڑی جماعت کا منتظم ومتولی۔

(وَسَیِّدًا وَحَصُوْرًا وَنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ) (39/3)

ہر واجب الاطاعت شخص، نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسل، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے تعلق رکھنے والا ہر فرد۔ ہر چیز کا اعلی وارفع، جیسے کہا جائے: "القرآن سید الکلام"۔

سَیِّدُ الْعُلَمَاء (یعنی علماء کا سردار)

"اِنَّہُ السَّیِّدُ الْفَرْدُ الْاِمَامُ "یعنی یہ یکتا و یگانہ سردار و امام ہیں۔

سیدنا میں موجود نا عربی زبان میں ہمارے کے معنی میں آتا ہے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار

انبیاء علیہم السلام کے مراتب میں فرق ہے۔ بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے بڑا رُتبہ ہمارے آقا و مولیٰ سیّد الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے نبوت کا سلسلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم فرمادیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہوجاتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات عالی میں جمع فرمادیے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص کمالات بہت زائد ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ خدا کی راہ انبیاء علیہم السلام ہی کے ذریعے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارومدار انہیں کی فرمانبرداری پر ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الجن والانس والی کل احمر واسود واحلت لی الغنائم دون الانبیاء وجعلت لی الارض کلها طهورا ومسجدا ونصرت بالرعب اما می شهر افاعطیت خواتیم سورة البقرة وكانت من كنوز العرش وخصصت بها دون الانبياء فاعطیت المثانی مكان التورة والمئين مكان الانجيل والحواميم مكان الزبور وفضلت بالمفصل وانا

میں جن وانس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو

سید ولد ادم فی الدنیا والاخرۃ ولا فخر وانا اول تنشق الارض عنی وعن امتی ولا فخر بیدی لواء الحمد یوم القیامۃ وجمیع الانبیاء تحتہ ولا فخر والی مفاتیح الجنۃ یوم القیامۃ ولا فخر وبی تفتح الشفاعۃ ولا فخر وانا سابق الخلق الی الجنۃ یوم القیامۃ والا فخر وانا امامھم وامتی بالاثر۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت ۱/ ۱۳)

آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورۃ حجرات سے آخر قران تک ہے اور دنیا وآخرت میں میں تمام بنی ادم کا سردار ہوں ،اور کچھ فخر نہیں ۔اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں ،اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے ،اور کچھ فخر ۔اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی ،اور کچھ فخر نہیں ،اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی ،اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر نہیں۔میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔ اللھم جعلنا منھم فیھم ومعھم بجاھہ عندك امین!اے اللہ !ہمیں کردے ان سے ،ان میں ،اور ان کے ساتھ، اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں جو تیرے ہاں ہے۔یا الٰہی! قبول فرما۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم القیامۃ وھل تدرون مما ذلك یجمع اللہ الاولین والاخرین فی صعید واحد الحدیث بطولہ۔

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالی سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا۔ پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل باب قول اللہ تعالی ذریۃ من حملنا مع نوح الخ ۲ /۲۸۴و۲۸۵)(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱)(سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ما جاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۴۴۲ دار الفکر بیروت ۴/۱۹۶)(مسند امام احمد حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۳۵)

درود شریف

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہے۔ چنانچہ خالق کائنات جل جلالہ کا حکم ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲، الاحزاب:۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھیجتے رہو اور ان پر سلام بھیجتے رہو جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔ (احزاب)

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالٰی اس پر دس مرتبہ درود شریف (رحمت) بھیجتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، الحدیث: ۴۰۸، ص ۲۱۶)

اللہ اکبر! شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کا کیا کہنا؟ ایک حقیر و ذلیل بندہ خدا کے پیغمبر جمیل کی بارگاہِ عظمت میں درود شریف کا ہدیہ بھیجتا ہے تو خداوند جلیل اس کے بدلے میں دس رحمتیں اس بندے پر نازل فرماتا ہے۔

درود شریف کے فضائل وفوائد بہت زیادہ ہیں یہاں بہ نظر اختصار ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ خداوند کریم ہم تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت امام اعظم کا استغاثہ

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْا رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ
اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ
كَلَّا وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ یَكُنْ
لِاَ بِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاكَ

(قصیدۂ نعمانیہ)

ترجمہ: اے سید السادات! میں آپ کے پاس قصد کر کے آیا ہوں میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار ہوں اور آپ کی پناہ گاہ میں پناہ گزین ہوں۔ آپ کی وہ ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ کیا جاتا اور نہ کوئی مخلوق عالم وجود میں آتی۔ میں آپ کے جود و کرم کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں!



مَوْلٰـــنَا

(ہمارے) مولیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حل لغات

النھایہ میں لفظ مولا کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں۔ رب (پرورش کرنیوالا) مالک۔ سردار انعام کرنیوالا آزاد کرنیوالا مدٰدگار محبت کرنیوالا تابع (پیروی کرنے والا) پڑوسی ابن العم (چچا زاد) حلیف (دوستی کا معاہدہ کرنیوالا) عقید (معاہدہ کرنے والا) صھر (داماد، سسر) غلام آزاد شدہ غلام جس پر انعام ہوا جو کسی چیز کا مختار ہو۔ کسی کام کا ذمہ دار ہو۔ اسے مولا اور ولی کہا جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ پر کوئی اسلام قبول کرے وہ اس کا مولا ہے یعنی اس کا وارث ہوگا وغیرہ۔

(ابن اثیر، النہایہ، 228:5)

ہمارے مددگار

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے پاس آجاویں پھر خدا سے مغفرت مانگیں اور رسول بھی ان کیلئے دعاء مغفرت کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ5، النساء:64)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد سے توبہ قبول ہوتی ہے اور یہ مدد زندگی سے خاص نہیں بلکہ قیامت تک یہ حکم ہے یعنی بعد وفات بھی

ہماری توبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مدد سے قبول ہوگی بعد وفات مدد ثابت ہوئی۔ اسی لئے آج بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ مدینہ منورہ میں سلام پڑھتے وقت یہ آیت پڑھ لیا کریں اگر یہ آیت فقط زندگی کے لئے تھی تو اب وہاں حاضری کا اور اس آیت کے پڑھنے کا حکم کیوں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہانوں کے لئے رحمت۔

(پ17، الانبیاء:107)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کی رحمت ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی جہان تو رہے گا اگر آپ کی مدد اب بھی باقی نہ ہو تو عالم رحمت سے خالی ہو گیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔ (پ22، سبا:28)

اس "لِلنَّاسِ" میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آئے اور آپ کی یہ مدد تا قیامت جاری ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ

اور یہ بنی اسرائیل کافروں کے مقابلہ میں اسی رسول کے ذریعہ سے فتح کی دعا کرتے تھے پھر جب وہ جانا ہوا رسول ان کے پاس آیا تو یہ ان کا انکار کر بیٹھے۔ (پ1، البقرۃ:89)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بھی

لوگ آپ کے نام کی مدد سے دعائیں کرتے اور فتح حاصل کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد دنیا میں آنے سے پہلے شامل حال تھی تو بعد بھی رہے گی اسی لئے آج بھی حضور کے نام کا کلمہ مسلمان بناتا ہے۔ درود شریف سے آفات دور ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات سے فائدہ ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات سے بنی اسرئیل جنگوں میں فتح حاصل کرتے تھے۔ یہ سب بعد وفات کی مدد ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم ! اب بھی بحیات حقیقی زندہ ہیں ایک آن کے لئے موت طاری ہوئی اور پھر دائمی زندگی عطا فرمادی گئی قرآن کریم تو شہیدوں کی زندگی کا بھی اعلان فرمارہا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ زندوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں عالم ہے، حافظ ہے، قاضی ہے اور مردوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عالم تھا، زندوں کے لئے "ہے" اور مردوں کے لئے "تھا" استعمال ہوتا ہے۔ نبی کا کلمہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی زندگی میں پڑھتے تھے وہی کلمہ قیامت تک پڑھا جاوے گا کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ صحابہ کرام بھی کہتے تھے کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ہیں اور ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں اگر آپ زندہ نہ ہوتے تو ہمارا کلمہ بدل جانا چاہئے تھا ہم کلمہ یوں پڑھتے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، جب آپ کا کلمہ نہ بدلا تو معلوم ہوا کہ آپ کا حال بھی نہ بدلا لہٰذا آپ اپنی زندگی شریف کی طرح ہی سب کی مدد فرماتے ہیں ہاں اس زندگی کا ہم کو احساس نہیں۔

☆☆☆☆☆

مُحَمَّد ﷺ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اسم مفعول من حَمَّدَ.

الذی یُحَمَّدُ کثیرا.

لفظ "محمد" کے معنی ہیں: جس کی بہت تعریف کی گئی، بہت سراہا گیا۔

یہ لفظ اپنی اصل حمد سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے تعریف کرنا۔ یہ نام ان کے دادا حضرت عبد المطلب نے رکھا تھا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ (سورۃ آل عمران: 144)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (سورۃ الأحزاب: 40)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ (سورۃ محمد: 2)

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل یوں

ارشادفرماتے ہیں:

اور محمد واحمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں:

حدیث صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سمّوا باسمی ولاتکنوا بکنیتی۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب من سمّی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۱۵) (صحیح مسلم کتاب الادب باب النھی عن التکنی بابی القاسم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۶) (جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع الخ امین کمپنی دہلی ۲ /۱۰۷) (سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب الجمع بین اسم النبی وکنیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳) (مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۱۷۰) (المعجم الکبیر حدیث ۱۲۵۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۷۳) (کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عباس حدیث ۴۵۲۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۲۱)

حدیث ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبا لی وتبرکاً باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ۔ جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔

(کنز العمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ حدیث ۴۵۲۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۲۲)

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں:

هذا امثل حديث ورد في هذا الباب واسناده حسن۔ — جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

(ردالمحتار بحوالہ السیوطی کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۶۸)

ونازعه تلميذه الشامي بما رده العلامة الزرقاني فراجعه۔ — ان کے شامی شاگرد نے اس میں نزاع کیا کہ جس کو علامہ زرقانی نے رَد کیا تھا لہٰذا اس کی طرف رجوع کریں۔

حدیث (۵) حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔

رب عزوجل فرمائے گا:

ادخلا الجنة فاني اٰليت على نفسي ان لايدخل النار من اسمه احمد ومحمد۔ — جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

(الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۸۸۳۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵ / ۴۸۵)

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو، کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ (جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ت) ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بدمذہب اگرچہ حجر اسود ومقام

ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنّم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی ا ۔ وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیں،

(ا ۔ کنزالعمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۱۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ا / ۲۲۳)(العلل المتناہیۃ باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ا / ۱۶۳)

اور فقیر نے اپنے فتاوٰی میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقینا حرام ہے۔

حدیث (۶) ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

قال الله تعالٰی عزوجل وعزتی وجلالی لا اعذب احدا تسمی باسمك بالنار یامحمد۔	رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

(تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر الفتنی باب فضل اسمہ واسم الانبیاء کتب خانہ مجیدیہ ملتان ص ۸۹)

حدیث (۷) حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، حدیث (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، حدیث (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعد نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اطعم طعام علی مائدۃ ولاجلس علیھا وفیھا اسمی الا قُدِّ سُوا کل یوم مرتین۔

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اوران میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دوبار مقدس کئے جائیں۔

(الکامل لابن عدی ترجمہ احمد بن کنانہ شامی دارالفکر بیروت ۱ /۱۷۲)

حاصل یہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دوبار امکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔لہٰذا حدیث امیرالمؤمنین کے لفظ یہ ہیں:

مامن مائدۃ وضعت فحضر علیھا من اسمہ احمد ومحمد الا قدس اللہ ذٰلك المنزل کل یوم مرتین۔

کوئی دسترخوان بچھایا نہیں گیا کہ اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کا نام احمد اور محمد ہو (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) تو اللہ تعالٰی ہرروز دوبار اس گھر کو تقدس بخشتا ہے یعنی مقدس کرتا ہے (اورہر روز دوبار وہاں اس کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔مترجم)۔

(الفردوس بمأثور الخطاب عن علی ابن ابی طالب حدیث ۶۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۴۳،۴۴)

حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عثمان عمری مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمدان وثلثۃ۔

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(کنزالعمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان العمری مرسلا حدیث ۴۵۲۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ /۴۱۹)

ولہذا فقیر غفراللہ تعالٰی نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لئے عرف جدا مقرر کئے بحمد اللہ تعالٰی فقیر کے پانچ محمد اب موجود ہیں سلّمھم اللہ تعالٰی وعافاھم والٰی مدارج الکمال رقاھم (اللہ تعالٰی ان سب کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اورانہیں مدارج کمال تک پہنچائے۔ت) اور پانچ سے زائد اپنی رہ گئے جعلھم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہ اٰمین (اللہ تعالٰی اپنی رحمت کے صدقے اوراسم محمد کی اس عزت وتوقیر کے صدقے جواس کی بارگاہ میں ہے ہمارے لئے اپنی رحمت اوران کی ذات کوذریعہ اجر، ذخیرہ اور پیشرو بنادے، آمین۔)

حدیث (۱۱) ظرائفی وابن الجوزی امیرالمومنین مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیھم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتھم الا لم یبارك لھم فیہ۔

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اوراسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لئے مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

(العلل المتناہیۃ باب فضل اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۲۶۷ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱ /۱۶۸)

حدیث (۱۲) طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ ثلثۃ فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل۔

جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

(المعجم الکبیر حدیث ۱۱۰۷۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ /۷۱)

حدیث (۱۳) حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمّیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس والاتقبحوالہ وجھا۔

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ، اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

(تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن اسمٰعیل العلوی ۱۰۸۲ دار لکتاب العربی بیروت ۳/۹۱)

حدیث (۱۴) بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمدا فلا تضربوہ ولا تحرموہ۔

جب لڑکے کا نا محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم رکھو۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار باب کرامۃ اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حدیث ۱۹۸۸ بیروت ۲/ ۴۱۳)

حدیث (۱۵) فتاوٰی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے روایت کی:

من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنھا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا۔

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے: اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

(فتاوٰی امام شمس الدین سخاوی

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما کان فی اھل بیت اسم محمدا لا کثرت برکتہ۔ ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح المواھب۔

جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے (دسویں حدیث کے ذیل میں علامہ مناوی نے اس کو شرح تیسیر میں ذکر فرمایا اور اسی طرح علامہ زرقانی نے شرح مواہب للدنیہ میں ذکر کیا ہے۔ت)

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ماضر احدکم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۳۵۲)

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف ص ۶۸۲ ۔ ۶۸۳ ج ۲۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



صَاحِبِ التَّاجِ ﷺ

جوصاحبِ تاج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہیں)

تاج: بادشاہی ٹوپی ۔تاج:Crown

جگ راج کوتاج تورے سر سو

ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

بلاشبہ جتنے فضائل وکمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوعطافرمائے گئے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے:

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

ترجمہ کنزالایمان: اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کریگا۔(پ ۱۲، یوسف:۶)

شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ میں فرماتے ہیں:

ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام	اللہ عزوجل نے اپنی تمام نعمتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تمام کردیں۔

(مدارج النبوۃ بیان عقل ودر علم، ج اول، ص ۳۶)

نبیوں میں سب سے افضل سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں"۔ اولاد آدم عرف میں نوع انسانی کے لئے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں بولا جاتا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ: "آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے"۔ یہ حدیث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

فضیلتِ مطلقہ کے مقصد میں ظاہر تر اور بہت صریح ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد صاحب فضیلت حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، پھر حضرت موسیٰ پھر عیسیٰ اور نوح (علیہم السلام) ہیں اور یہ پانچوں حضرات اُولوا العزم ہیں جو سب رسولوں اور نبیوں میں افضل اور بزرگ تر ہیں، راہ حق میں ان کا صبر و مجاہدہ سب سے زیادہ ہے۔

تو بے واسطہ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) تک پہنچنے والے صرف "محمد رسول اللہ" ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ ہی سبب ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء، اولیاء وعلماء علیہم الصلوٰۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی۔ بارگاہِ عزت (عَزَّ وَجَلَّ) میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ولھٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ

شفاعتِ انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔

(ملخصا، مسند احمد، الحدیث ۲۱۳۱۳، ج۸، ص ۵۳)

حضور شافع شفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا كان يوم القيمة كنت امام النبين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر۔ رواه احمد والترمذى وابن ماجة والحاكم باسانيد صحيحة عن ابى بن كعب رضى الله تعالى عنه۔

روزِ قیامت تمام انبیاء کا امام اوران کا خطیب اور اُن کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔ اسے امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے صحیح سندوں سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(جامع الترمذی ابواب الجنائز امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۲۲)

مالکِ شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں، اور جو کوئی شفاعت کرے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطیت الشفاعة ۱؎ رواہ البخاری ومسلم والنسائی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فی حدیث اعطیت خمسألم یعطھن احدٌ من الانبیاء قبلی ۲؎۔

شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی ہے۔اسے بخاری، مسلم اورنسائی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔اس حدیث میں کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کے انبیاء کو نہ ملیں۔

(۱؎ صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۲)(۲؎ صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۲)

خصوص نصوص ختمِ نبوت

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا و طھورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون۔

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا، مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اورمخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمتیں حلال ہوئیں اورمیرے لئے زمین پاک کرنے والی اورنماز کی جگہ قرار

دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللہ کا رسول ہُوا اور مجھ سے انبیاء ختم کئے گئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب مواضع الصلوٰۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/۱۹۹)

خاتم النبیین

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا شافع ومشفع ولا فخر۔

میں تمام رسولوں کا پیش رو ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(سنن الدارمی، حدیث ۵۰، باب ما اعطی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن قاہرہ مصر، ۱/۳۱)

احمد وحاکم وبیہقی وابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی مکتوب عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان اٰدم لمنجدل فی طینتہ۔

بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

(المستدرک کتاب التاریخ، ذکر اخبار سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دارالفکر بیروت، ۲ / ۶۰۰)(کنزالعمال حدیث ۳۲۱۱۴،موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۱/۴۴۹)

آدم سروتن بآب وگل داشت
کو حکم بملکِ جان ودل داشت

(حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے جبکہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بحکم خداوندی جان ودل سے سرفراز تھے۔)

لوح محفوظ پر شہادت ختمِ نبوت

مواہب لدنیہ ومطالع المسرات میں ہے:

اخرج مسلم فی صحیحه من حدیث عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلّم انه قال ان الله عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنة فکان عرشه علی الماء، ومن جملة ما کتب فی الذکر وهوام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین۔

یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد خاتم النبیین ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

ثم قال بعد هذا فی المواهب وعن العرباض بن

پھر اس کے بعد مواہب میں فرمایا اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ساریة ا۔ ، فذکر الحدیث المذکور اٰنفا و قال بعدہ فی المطالع وغیر ذٰلك من الاحادیث۲۔ ، اھ وقال الزرقانی بعد قوله ان محمدا خاتم النبیین فان قیل الحدیث یفید سبق العرش علی التقدیر وعلی کتابة محمد خاتم النبیین۳۔ الخ فافادوا جمیعا انه بتمامه حدیث واحد مخرج ھٰکذا فی صحیح مسلم والعبد الضعیف راجع الصحیح من کتاب القدر فلم یجد فیه الا الی قوله وکان عرشه علی الماء وبھذا القدر عزاہ له فی المشکوٰۃ والجامع الصغیر والکبیر وغیرھا فاللّٰه اعلم۔

سے مروی ہے ابھی مذکور حدیث کو ذکر کیا اور اس کے بعد مطالع المسرات میں فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں ہے اھ،اور علامہ زرقانی نے اپنے قول "تحقیق محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں" کے بعد فرمایا اگر اعتراض ہو کہ حدیث سے عرش کی تخلیق، تقدیر اور محمد خاتم النبیین لکھنے سے قبل کا فائدہ دے رہی ہے الخ،تو ان سب نے افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سب ایک حدیث ہے جس کو صحیح مسلم میں تخریج کیا ہے جبکہ اس عبد ضعیف نے صحیح مسلم کی کتاب القدر کو دیکھا تو اس میں صرف ان کا قول یہ پایا "وکان عرشه علی الماء" اس کا عرش پانی پر تھا، اور اسی قدر کو مشکوٰۃ میں صحیح مسلم و جامع صغیر و کبیر وغیرہما کی طرف منسوب کیا ہے تو اللہ تعالی زیادہ علم والا ہے۔

(ا۔ المواہب اللدنیۃ،باب سبق نبوتہ، المکتب الاسلامی،بیروت، ۱/ ۵۷)(مطالع المسرات،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد،ص ۹۸)(۲۔ مطالع المسرات،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد،ص ۹۸)(۳۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ،المقصد الاول،دار المعرفۃ،بیروت،۱/۳۱)

عمارت نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم وترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابوہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد وترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بالفاظ متناسبہ ومعانی متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصرا حسن بنیانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلك اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل [1]، وفی لفظ للشیخین فانا اللبنة وانا خاتم النبیین [2]۔

میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرنے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی، میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی، مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی، مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی، میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(۱ـ مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مطبع مجتبائی دہلی، ص ۵۱۱) (۲ـ صحیح البخاری، باب خاتم النبیین، قدیمی کتب، کراچی۔ ۱/ ۵۰۱) (صحیح مسلم، باب ذکر کونہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبیین، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/ ۲۴۸) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۶۴۔۶۶۵ ج ۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المَرْتبت،

پروانہ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین وملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں صاحب تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

آیت اولیٰ: قال تبارك وتعالی: واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتٰب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ءاقررتم واخذتم علی ذٰلکم اصری ط قالو اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشّٰهدین فمن تولّٰی بعد ذٰلك فاولٰئك هم الفاسقون۔ (القرآن الکریم ۳/۸۱)

پہلی آیت: اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا، اور یاد کراے محبوب! جب خد انے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں، پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے توتم ضرور ہی اس پر ایمان لانا، اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب انبیاء نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ اب جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین امیر المومنین جناب مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی:

لم یبعث الله نبیا من

یعنی اللہ تعالٰی نے آدم علیہ الصلوٰۃ

ادم فمن بعده الاخذ علیه العهد فی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن به ولینصرنّه ویاخذ العھد بذٰلك علی قومه۔

والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوتو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد

(المواہب اللدنیۃ عن علی المقصد الاول اخذ العہد علی الانبیاء المکتب الاسلامی بیروت ۱/۶۶) (جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۳/۸۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷)

اسی طرح حِبر الائمہ عالم القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہوا، رواہ ابن جریر ا؎ وابن عساکر وغیرہما (اس کو ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا۔)

(ا؎ جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت آیۃ ۳/۸۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۸۷)

بلکہ امام بدر زرکشی وحافظ عماد بن کثیر وامام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری کی طرف نسبت کیا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

ونحوه اخرج الامام ابن ابی حاتم فی تفسیره عن السدی کما اورده الامام الاجل السیوطی فی الخصائص الکبرٰی۔

اور اس کی مثل امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سدی سے روایت کیا جیسا کہ امام اجل سیوطی علیہ الرحمہ نے خصائص کبرٰی میں وارد کیا ہے۔

زرقانی نے کہا: شامی نے فرمایا ہے کہ میں اس کو صحیح بخاری میں نہیں پاسکا۔)

(الخصائص الکبریٰ باب خصوصیۃ باخذ المیثاق علی النبیین الخ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۸)(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول دارالمعرفہ بیروت ۱/۴۰)

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء نشر مناقب وذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس ومحافل ملائک منزل کو حضور کی یاد ومداح سے زینت دیتے، اور اپنی امتوں سے حضور پرنور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

(القرآن الکریم ۶۱/ ۶)

(اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ت) کہتا تشریف لایا۔ اور جب سب ستارے روشن مہ پارے مکمنِ غیب میں گئے افتاب عالمتاب ختمیت مآب نے باہزاراں ہزار جاہ وجلال طلوع اجلال فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم دھر الداھرین (اللہ تعالیٰ آپ پر اور دیگر تمام رسولوں پر ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔)

ابن عساکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ادم فمن بعدہ ولم تزل الامم تتباشر بہ وتستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیر امۃ، وفی خیر قرن وفی خیر

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی فرماتا رہا، اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے

اصحاب وفی خیر بلد۔	اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے حضور کو بہترین امم وبہترین قرون وبہترین اصحاب وبہترین بلاد میں ظاہر فرمایا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر باب خصوصیت باخذ المیثاق الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۸،۹)

اوراس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے:

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکٰفرین۔ (القرآن الکریم ۲/۸۹)	یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پراس کے وسیلہ سے فتح چاہتے، پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں: جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے:

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی اٰخر الزمان الذی نجد صفته فی التوٰرة۔	الٰہی! مدد دے ان پر صدقہ نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

(الدرالمنثور تحت الآیہ ۲/۸۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۹۶)

اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

اسی پیمان الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو ان موسٰی کان حیًّا الیوم ماوسعه	قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسٰی دنیا میں ہوتے تو

الا ان یتبعنی ۔ اخرجه الامام احمد ا؎ والدارمی والبیهقی فی شعب الایمان عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما، ابو نعیم فی دلائل النبوة واللفظ له عن امیر المؤمنین ۲؎ عمر الفاروق رضی الله تعالیٰ عنه ۔

میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی (اس کو امام احمد، دارمی اور شعب الایمان میں بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور لفظ ابونعیم کے ہیں۔)

(ا؎ مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۳۸۷)(۲؎ دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۸)

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور منصب رفیع نبوت ورسالت پر ہوں گے، حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی ونائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ اخرجه الشیخان؎ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ۔

کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (اس کو شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

(صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۴۹۰)(صحیح مسلم

کتاب الایمان باب نزول عیسٰی بن مریم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۷)

اور اس عہد واثق کی پوری تائید وتوکید حق عز جلالہ نے توریت مقدس میں فرمائی جس کی بعض آیتیں ان شاء اللہ تابش اول ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" لکھا۔ اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں، اور تمام انبیاء ومرسلین اوران کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت ورسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلٰوۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے، اور حضور کا ارشاد "وکنت نبیا وادم بین الروح والجسد"۱؎ (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے۔) اپنے معنی حقیقی پر ہے۔(۱؎ المستدرک للحاکم کتاب الایمان دارالفکر بیروت ۲ /۶۰۹)

(کنزالعمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۲۱۱۸ و ۳۱۹۱۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ /۴۰۹ و ۴۵۰)

اگر ہمارے حضور حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسٰی وعیسٰی صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے، ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے۔ اسی کا اللہ تعالٰی نے ان سے عہد لیا اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء ومرسلین نے حضور کی اقتداء کی، اور اس کا پورا ظہور اروز نشور ہوگا جب حضور کے زیر لوا آدم ومن سواکافہ رسل وانبیاء ہوں گے، صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین نے خصائص کبری اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمٰی ومواہب کبرٰی سمجھا من شاء التفصیل فلیرجع الٰی کلماتھم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین (جو تفصیل چاہتا

ہے وہ ان کے کلام کی طرف رجوع کرے ان سب پر اللہ تعالٰی کی رحمت ہو۔)

بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے، صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اصل الاصول ہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں، امتیوں کو جو نسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء ورسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع وطفیلی ع

مقصود ذاتِ اوست دگر جملگی طفیل

(مقصود ان کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں۔)

آیہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کے بعض لطائف

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں۔ت) پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکد فرمایا۔

اوّلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء معصومین ہیں۔ زنہار حکم الٰہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں۔ کافی تھا کہ رب تبارک وتعالٰی بطریق امر انہیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا، یہ عہد عهد الست بربکم۔ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ت) کے بعد دوسرا پیمان تھا، جیسے کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ت) کے ساتھ محمد رسول اللہ (محمد اللہ کے رسول ہیں۔) تا کہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر پہلا فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے۔

(القرآن الکریم ۷/ ۱۷۲)

پھراس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف وبجل وعظم۔

ثانیاً اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکد فرمایا:

لتؤمنن به ولتنصرنه ۔ (القرآن الکریم ۳/ ۸۱)

تم ضرور اس کی مدد کرنا اور ضرور اس پر ایمان لانا۔

جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں۔امام سُبکی فرماتے ہیں: شاید سوگندِ بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً نون تاکید۔

رابعاً وہ بھی ثقیلہ لاکر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

خامساً یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں: ءاقررتم کیا اس امر پر اقرار لاتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل وتسجیل مقصود ہے۔

سادساً اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا:

واخذتم علی ذٰلکم اصری ۔ (القرآن الکریم ۳/ ۸۱)

خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً علیہ یا علی ھٰذا کی جگہ علی ذٰلکم۔ (القرآن الکریم ۳/ ۸۱)

فرمایا کہ بُعد اشارت عظمت ہو۔

ثامناً اور ترقی ہوئی کہ فاشھدوا۔ (القرآن الکریم ۳/ ۸۱)

ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے منکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعاً کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا:
وانا معکم من الشاھدین۔ (القرآن الکریم ۳/۸۱)
میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔
عاشراً سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآنکہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی، یہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ:
فمن تولّٰی بعد ذٰلك فاولٰئك ھم الفٰسقون۔ (القرآن الکریم ۳/۸۲)
اب جو اس اقرار کے بعد پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔
اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام واہتمام تمام ہے جو باری تعالٰی کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے:
من یقل منھم انی الٰہ من دونه فذٰلك نجزیه جھنم ط کذٰلك نجزی الظّٰلمین O (القرآن الکریم ۲۱/۲۹)
جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔
گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جز اول لا الٰہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے، میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سرنہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول ومقتدا کہ انبیاء ومرسلین بھی اسکی بیعت وخدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔ والحمد للہ رب العٰلمین، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سید المرسلین محمد واٰله وصحبه اجمعین O اشھد ان لا الٰه الا اللہ وحدہ لاشریك له وان سیدنا محمدا عبدہ ورسوله سید المرسلین وخاتم النبیین واکرم الاولین والاٰخرین صلوات اللہ وسلامه علیه وعلٰی اٰله واصحابه

اجمعین۔ سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔اور اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے رسولوں کے سردار محمد مصطفی پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی لائق عبادت نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ اس کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں میں آخری نبی اور اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ اللہ تعالٰی کے درود وسلام ہوں ان پر، ان کی آل پر اور ان کے تمام صحابہ پر۔

اس سے بڑھ کر حضور کی سیادت عامہ وفضیلت تامہ پر کون سے دلیل درکار ہے۔

وللہ الحجۃ البالغۃ (اور اللہ کی حجت پوری ہے۔)

آیت ثانیہ: قال عز مجدہ: وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔

(القرآن الکریم ۲۱/۱۰۷)

دوسری آیت: اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء وملائکہ سب داخل ہیں۔ تو لاجَرم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان سب پر رحمت ونعمت رب الارباب ہوئے، اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند وفیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کاملین وعلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض وسماء میں اولٰی وآخرت میں دین ودنیا میں روح وجسم میں چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ میں جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کما بیّنّاہ بتوفیق اللہ تعالٰی فی

رسالتنا سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ۔ (جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالہ "سلطنت المصطفی فی ملکوت الوریٰ"، میں بیان کیا ہے۔)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیہ کریمہ کے تحت لکھا:

لماکان رحمة للعٰلمین لزم ان یکون افضل من کل العٰلمین۔ قلت وادعاء التخصیص خروج عن الظاهر بلا دلیل وهو لایجوز عند عاقل فضلا عن فاضل والله الهادی۔

جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔ میں کہتا ہوں تخصیص کا دعوٰی کرنا ظاہر سے بلا دلیل خروج ہے اور وہ کسی عاقل کے نزدیک جائز نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل کے نزدیک۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲ / ۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶ / ۱۶۵)

آیت ثالثه: قال جل ذکره:

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ (القرآن الکریم ۱۴ / ۴)

تیسری آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔

علماء فرماتے ہیں: یہ آیہ کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔

اگلے انبیاء صرف اپنی قوم کے رسول ہوئے اور ہمارے رسول ہر فرد مخلوق کے لئے۔ اقول:

وقال الله تعالیٰ لقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومه ا ۔ وقال تعالیٰ والیٰ

عاد اخاھم ھودا[۲]۔

(۱؎ القرآن الکریم ۷/۵۹) (۲؎ القرآن الکریم ۷/۶۵)

اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی نے فرمایا: تحقیق ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف۔ اور فرمایا اللہ تعالٰی نے عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا۔

وقال تعالٰی والٰی ثمود اخاھم صٰلحًا[۱] وقال تعالٰی ولوطا اذ قال لقومہٖ[۲]۔ وقال تعالٰی والٰی مدین اخاھم شیعبا[۳]۔

(۱؎ القرآن الکریم ۷/۷۳) (۲؎ القرآن الکریم ۷/۸۰) (۳؎ القرآن الکریم ۷/۷۵)

اور فرمایا کہ ثمود کی طرف انکی برادری سے صالح کو بھیجا۔ اور فرمایا: اور لُوط کو بھیجا جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اور فرمایا: مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا۔

وقال تعالٰی ثم بعثنا من بعدھم موسٰی باٰیٰتنا الی فرعون وملائہٖ[۱] وقال تعالٰی وتلک حجتنا اٰتینٰھا ابراھیم علٰی قومہٖ[۲]۔

(۱؎ القرآن الکریم ۷/۱۰۳) (۲؎ القرآن الکریم ۶/۸۳)

اور فرمایا: پھر ان کے بعد ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا: اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی۔

وقال تعالٰی فی یونس علیہ السلام وارسلناہ الٰی مائۃ الف اویزیدون[۱]۔ وقال تعالٰی فی عیسٰی علیہ السلام ورسولاً الٰی بنی اسرائیل[۲]۔

(۱؎ القرآن الکریم ۷ ۳/۱۴۷) (۲؎ القرآن الکریم ۳/۴۹)

اور یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔ اور عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

اسی لئے صحیح حدیث میں فرمایا:

کان النبی یبعث الی قومه خاصة۔ رواه الشیخان۔عن جابر رضی الله تعالٰی عنه۔	نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔(اس کو شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

(صحیح البخاری کتاب التیمم ومواضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۸)(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۸)

دوسری روایت میں آیا:

کان النبی یبعث الی قریته ولا یعدوها ۔ رواه ابو یعلی۔ عن عوف بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔	نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔ (اس کو ابو یعلٰی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔)

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان بحوالہ ابی یعلٰی حدیث ۶۳۶۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۱۰۴)

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے فرماتا ہے:

وما ارسلنٰك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ولكن اكثر الناس لايعلمون۔ (القرآن الکریم ۳۴/۲۸)

نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر سب لوگوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، پر بہت لوگ بے خبر ہیں۔

وقال تعالٰی قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔

(القرآن الکریم ۷/ ۱۵۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو فرما اے لوگو! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

وقال تعالیٰ تبارك الذی نزّل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا۔ (القرآن الکریم ۲۵/ ۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ڈر سنانے والا ہو سارے جہان کو۔

اسی لئے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق کا فّة۔ اخرجه مسلم۔ عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه۔

میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف بھیجا گیا (اس کو مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

(صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۹)

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات سے ہے۔

دارمی، ابویعلٰی، طبرانی، بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا:

ان الله تعالٰی فضل محمدا صلی الله تعالٰی علیه وسلم علی الانبیاء وعلی اهل السماء۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء وملائکہ سے افضل کیا۔

حاضرین نے وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا:

ان الله تعالٰی قال: وما ارسلنا من رسول الا بلسان

یعنی اللہ تعالیٰ نے اور رسولوں کے لیے فرمایا ہے ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول

قومہٖ، وقال لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما ارسلنٰك الا کافة للناس فارسلہ الی الانس والجن۔ مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا: ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رسول سب لوگوں کیلئے۔ تو حضور کو تمام انس وجن کا رسول بنایا۔

(الدرالمنثور تحت الآیۃ ۱۴ / ۴ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۵ و ۶) (شعب الایمان حدیث ۱۵۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۱۷۳)(سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۷ دارالمحاسن للطباعۃ القاہرہ ۱ / ۲۹ و ۳۰)

علماء فرماتے ہیں: رسالت والا کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے، اور محققین کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل، کما حققناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالۃ "اجلال جبریل"۔ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجروشجر وارض وسماء وجبال وبحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ ودائرہ تامہ میں داخل، اور خود قرآن عظیم لفظ علمین، اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی مؤکد بکلمہ کافۃ۔ اس مطلب پر احسن الدلائل طبرانی معجم کبیر میں یعلٰی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیئ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس۔ کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو، مگر بے ایمان جن وآدمی۔

(المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲ / ۲۶۲)(کنزالعمال بحوالہ الطبرانی عن یعلٰی بن مرہ حدیث ۳۱۹۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ / ۴۱۱)

اب نظر کیجئے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیتِ مطلقہ حضور سید المرسلین صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم پر حجت ہے:

اولاً اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیائے سابقین علیہم الصلٰوۃ والتسلیم ایک ایک شہر کے ناظم تھے۔ اور حضور پرنور سید المرسلین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ وعلیہم اجمعین سلطان ہفت کشور، بلکہ بادشاہ زمین وآسمان۔

ثانیاً اعبائے رسالت سخت گرانبار ہیں۔ اوران کا تحمّل بغایت دشوار انا سنلقی علیك قولا ثقیلًا۔ (القرآن الکریم ۷۳/۵)

(بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔)

اسی لیے موسٰی وہارون سے عالی ہمتوں کو پہلے ہی تاکید ہوئی لاتنیا ذکری۔ دیکھو میرے ذکر سے ست نہ ہوجانا۔ (القرآن الکریم ۲۰/۴۲)

پھر جس کی رسالت ایک قوم خاص کی طرف اس کی مشقت تو اس قدر جس کی رسالت نے انس وجن وشرق وغرب کو گھیر لیا اس کی مؤنت کس قدر۔ پھر جیسی مشقت ویسا ہی اجر، اور جتنی خدمت اتنی ہی قدر افضل العبادات احمزھا (سب سے افضل عبادت سب سے سخت ہوتی ہے۔)

ثالثاً جیسا کام جلیل ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لئے درکار ہوتا ہے۔ بادشاہ چھوٹی چھوٹی مہموں پر افسران ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء سردار اعظم کو لاجرم رسالت خاصہ وبعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور اس رسول الکل میں ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین۔

رابعاً یونہی حکیم کی شان یہ ہے کہ جیسے علوّ شان کا آدمی ہو اسے ویسے ہی عالیشان کام پر مقرر کریں کہ جس طرح بڑے کام پر چھوٹے سردار کا تعین اس کے سرانجام نہ ہونے کا موجب، یونہی چھوٹے کام پر بڑے سردار کا تقرر نگاہوں میں اس کے ہلکے پن کا جالب۔

خامساً جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لیے سامان زیادہ۔ نواب کو اپنے انتظامِ ریاست میں فوج وخزانہ اسی کے لائق درکار۔ اور بادشاہ عظیم خصوصا سلطان ہفت اقلیم کو اس کے رتق وفتق ونظم میں اسی کے موافق۔ اور یہاں سامان وہ تائید الٰہی وتربیت ربانی ہے جو حضرات انبیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء پر مبذول ہوتی ہے۔ تو ضرور ہے کہ جو علوم ومعارف قلب اقدس پر القاء ہوئے معارف وعلوم جمیع انبیاء سے اکثر واوفی ہوں۔ افادہ الامام الحکیم الترمذی ونقلہ عنہ فی الکبیر الرازی (امام حکیم ترمذی نے اس کا افادہ فرمایا ہے اور اس سے امام رازی نے کبیر میں نقل کیا ہے۔)

اقول: پھر یہ بھی دیکھنا کہ انبیاء کو ادائے امانت وابلاغِ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے۔

(۱) حلم، کہ گستاخی کفار پر تنگ دل نہ ہوں۔ دع اذٰھم وتوکل علی اللّٰہ۔

(القرآن الکریم ۳۳/۴۸)

ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر بھروسا رکھو۔

(۲) صبر، کہ ان کی اذیتوں سے گھبرا نہ جائیں۔ فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل۔ تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔

(القرآن الکریم ۴۶/۳۵)

(۳) تواضع، کہ ان کی صحبت سے نفور نہ ہوں۔ واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنین۔ اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے۔

(القرآن الکریم ۲۶/۲۱۵)

(۴) رفق ولینت، کہ قلوب ان کی طرف راغب ہوں۔ فبما رحمۃ من اللّٰہ لنت لھم۔ (القرآن الکریم ۳/۱۵۹) تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی کہ اے محبوب! تم ان

کے لیے نرم دل ہوئے۔

(۵) رحمت، کہ واسطہ فاضہ خیرات ہوں۔ ورحمة للذین اٰمنوا منکم۔ اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں۔ (القرآن الکریم ۹/۶۱)

(۶) شجاعت، کہ کثرتِ اعداء کو خیال میں نہ لائیں۔ انی لا یخاف لدی المرسلون۔ بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔

(القرآن الکریم ۲۷/۱۰)

(۷) جُود وسخاوت، کہ باعث تالیف قلوب ہوں۔ فان الانسان عبید الاحسان وجبلت القلوب علی حب من احسن الیها، ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك۔ کیونکہ انسان احسان کا غلام ہے اور دلوں میں خلقی طور پر احسان کرنے والوں کی محبت ڈال دی گئی ہے اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (القرآن الکریم ۱۷/۲۹)

(۸) عفو ومغفرت، کہ نادان جاہل فیض پا سکیں۔

فاعف عنهم واصفح ط ان الله یحب المحسنین۔ (القرآن الکریم ۵/۱۳)
تو انہیں معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو بے شک احسان کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔

(۹) استغناء وقناعت، کہ جُہّال اس دعوٰی عظمٰی کو طلب دنیا پر محمود نہ کریں۔

لا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجاً منهم۔ (القران الکریم ۱۵/۸۸)
اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے دی۔

(۱۰) جمالِ عدل، کہ تثقیف وتادیب وتربیتِ امت میں جس کی رعایت کریں۔

ان حکمت بینهم فاحکم بالقسط۔ (القرآن الکریم ۵/۴۲)

اوراگران میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

(۱۱) کمالِ عقل، کہ اصل فضائل ومنبع فواضل ہے، ولہذا عورت کبھی نبی ہوئی۔

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا۔ (القران الکریم ۱۲/ ۱۰۹)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

نہ کبھی اہل بادیہ وسُکّان دِہ کو نبوت ملی کہ جفا وغلظت ان کی طینت ہوتی ہے:

الا رجالا نوحی الیهم من اهل القریٰ۔ ای اهل المصار۔

(القران الکریم ۱۲/ ۲۰۹)

جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔

حدیث میں ہے: من بدأ جفا۔

(۵۔ مسند احمد بن حنبل عن البراء المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۹۷)(المعجم لکبیر حدیث ۱۱۰۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۵۷)

جس نے دیہات میں رہائش اختیار کی اس نے ظلم کیا۔

اسی نظافتِ نسب وحسن سیرت وصورت سب کی صفاتِ جمیلہ کی حاجت ہے کہ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ ہو۔ غرض یہ سب انہیں خزائن سے ہیں جو ان سلاطین حقیقت کو عطا ہوئے ہیں، پھر جس کی سلطنت عظیم اس کے خزائن عظیم۔

حدیث میں ہے:

ان الله تعالیٰ ینزل المعونة علی قدر المؤنة وینزل الصبر علی قدر البلاء۔	بے شک اللہ تعالیٰ ذمہ داری کے مطابق معاونت نازل فرماتا ہے اور آزمائش کے مطابق صبر نازل فرماتا ہے۔

(کنز العمال بحوالہ عدوابن لال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۹۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۳۴۷)

توضرور ہوا کہ ہمارے حضور ان سب اخلاق فاضلہ واوصافِ کاملہ میں تمام انبیاء سے اتم واکمل واعلٰی واجل ہوں۔اسی لئے خود ارشاد فرماتے ہیں:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ اخرجه البخاری فی الادب۔ وابن سعد والحاکم والبیهقی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه بسند صحیح۔

میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا۔۔(اس کو بخاری نے ادب میں اورابن سعد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

(الادب المفرد حدیث ۲۷۳ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ص ۷۸) (السنن الکبرٰی کتاب الشھادات باب بیان مکارم الاخلاق دار صادر بیروت ۱۰/ ۱۹۲) (الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر مبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۱/ ۱۹۲۱۹۳)

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں: میں نے اکہتر کتب آسمانی میں لکھا دیکھا کہ روز آفرینش دنیا سے قیام قیامت تک تمام جان کے لوگوں کوجتنی عقل عطاء کی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے ریت کا ایک دانہ۔ (سبل الہدٰی والرشاد الباب الثالث دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۹۲۱۹۳)

سادساً: ہم اوپر بیان کرآئے کہ حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بلکہ سب کوحاوی۔ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ، اورحاکم وبیہقی وابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔اور احمد مسند اور بخاری تاریخ میں، اورابن سعد وحاکم وبیہقی وابونعیم میسرة الفجر ا۔رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔اور بزار وطبرانی، ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔اورابونعیم بطریق صنالجی امیر المومنین عمر الفاروق لاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ، اورابن سعد ابن ابی الجدعاء ومطرف بن عبداللہ بن الشخیر وعامر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے باسانید متباینہ والفاظ متقاربہ راوی حضور پرنور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: متی وجبت لك النبوۃ حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا: وآدم بین الروح والجسد۲۔ جبکہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

(۱۔ التاریخ الکبیر ترجمہ ۱۶۰۶ میسرۃ الفجر دار البازمکۃ المکرمۃ ۷ / ۳۷۴) (الجامع الصغیر حدیث ۶۴۲۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲ / ۴۰۰) (۲۔ جامع الترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ۲ / ۲۰۱) (المستدرک للحاکم کتاب التاریخ دار الفکر بیروت ۲ / ۶۰۹) (کنز العمال بحوالہ ابن سعد حدیث ۳۱۹۱۷ و ۳۲۱۱۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ / ۴۰۹ و ۴۵۰)

جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیثِ میسرہ کی نسبت فرمایا: سندہ قوی ا۔ (اس کی سند قوی ہے۔) ع آدم سترو تن بآب و گل داشت کو حکم بملک جان جان ودل داشت (آدم علیہ السلام ابھی گارے کا مجسمہ تھے کہ آنحضرت کی حکومت دل وجان کی مملکت میں تھی۔)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ حرف المیم ترجمہ میسرۃ الفجر ۸۲۸۲ دار الفکر بیروت ۵ / ۲۱۷)

اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

چوبود خلق آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالی اورا بسوئے کافہ ناس ومقصور نہ گردانید رسالت اورا برناس بلکہ عام گردانید

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن وانس کے لیے عام کردیا بلکہ جن وانس میں بھی

جن وانس را، بلکه بر جن وانس نیز مقسور نه گردانید تا آنکه عام شد تمامه عالمین را، پس ہر کہ اللہ تعالی پروردگار اوست محمد صلی اللہ تعالی علیه وسلم رسول اُوست۔

انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

(مداراج النبوۃ باب دوم در اخلاق عظیمہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۴)

اب تو یہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم وجلیل ہوگئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوئی وہ نسبت اس سرکار عرش وقار سے ہر ذرّہ مخلوق وہر فرد ماسوا اللہ یہاں تک کہ خود حضرات انبیاء ومرسلین کو ہے، اور رسول کا اپنی امت سے افضل ہونا بدیہی، والحمدللہ رب العٰلمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔)

آیت رابعه تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجٰت۔ (القرآن الکریم ۲/ ۲۵۳)

چوتھی آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا، اور ان میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انہیں سب انبیاء پر رفعت وعظمت بخشی۔

كما نص عليه البغوی [۱] والبیضاوی [۲] والنسفی [۳] والسیوطی والقسطلانی والزرقانی والشامی والحلبی وغیرھم واقتصار الجلالین [۴] دلیل انه اصح الاقوال لالتزام ذٰلك فی الجلالین۔

جیسا کہ اس پر نص فرمائی ہے بغوی، بیضاوی، نسفی، سیوطی، قسطلانی، زرقانی، شامی اور حلبی وغیرہ نے، اور جلالین میں اس پر اقتصار اس بات کی دلیل ہے کہ یہی اصح ہے کیونکہ جلالین میں اس کا التزام کیا گیا ہے (کہ اصح پر ہی اقتصار کیا جاتا ہے۔) (ت)

(۱۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲ / ۲۵۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۱۷۷) (۲۔ انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۲ / ۲۵۳ دارالفکر بیروت ۱ / ۵۴۹۵۵۰) (۳۔ مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت الآیۃ ۲ / ۲۵۳ دارالکتاب العربی بیروت ۱ / ۱۲۷) (۴۔ تفسیر جلالین تحت الآیۃ ۲ / ۲۵۳ اصح المطابع دہلی ص ۳۹)

اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت وشہرتِ سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے، یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہی کی طرف ذہن جائے گا، اور کوئی دوسرا خیال نہ آئے گا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم۔

فقیر کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ ابہامِ تام میں کیا لطف ومزہ ہے۔ ع

اے گُل بتو خرسند تو بوئے کسے داری

(اے پھول! تجھ پر شادمانی ہے کہ تو کسی کی خوشبو رکھتا ہے۔)

مژدہ اے دل کی مسیحا نفسے مے آید
کہ ز انفاسخوشش بوئے کسے می آید

(اے دل! خوشخبری ہو کہ مسیحا آتا ہے، جس کے عمدہ سانسوں سے کسی

کوخوشبوآتی ہے۔)

ع کسی کا دوقدم چلنا یہاں پامال ہوجانا

آیت خامسہ قال تبارک (عہ) اسمہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ، علی الدین کلہٖ ط وکفٰی باللہ شھیدا۔ (القرآن الکریم ۴۸/ ۲۸)

پانچویں آیت: اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اورسچا دین دے کر کہ اسے غالب کرے سب دینوں پر۔ اورخدا کافی ہے گواہ۔

امام ابن سبع نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ ہماری شریعت تمام شریعتوں کیلئے ناسخ ہے جیسا کہ امام سیوطی نے خصائص کبرٰی میں اس کو ذکر فرمایا اور یہ افادہ کیا کہ اس آیت میں دین اپنے حقیقی عموم پر ہے جو سابقہ تمام ادیان حقہ کو شامل ہے اور زمانہ اسلام میں پائے جانے والے ادیان کفار کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ لام پورا ہوا منہ

(الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات ہند ۲/ ۱۸۷)

اوراس امت مرحومہ سے فرماتا ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس.

(القرآن الکریم ۳/ ۱۱۰)

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلٰی و اکمل اور حضور کی امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین و امت والوں سے افضل و اعلٰی امام احمد وترمذی بافادہ تحسین وابن ماجہ وحاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

انکم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا و اکرمھا علی اللہ۔

تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔ (جامع الترمذی ابواب التفسیر تحت الایۃ ۳/۱۱۰ آمین کمپنی دہلی ۲/۱۲۵) (مسند امام احمد حنبل عن ابی سعید الخذری المکتب الاسلامی بیروت ۳/۶۱)

(کنز العمال حدیث ۳۴۴۶۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۵۶۱۶۹)

آیت سادسہ قال جلت عظمتہ یاٰدم اسکن انت و زوجك الجنة۔ (القرآن الکریم ۲/۳۵)

چھٹی آیت: اللہ تعالی نے فرمایا اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔

وقال تعالی یا نوح اھبط بسلام منا۔ (القرآن الکریم ۱۱/۴۸)

اور اللہ تعالی نے فرمایا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام۔

وقال تعالی یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا۔ (القرآن الکریم ۳۷/۱۰۵)

اور اللہ تعالی نے فرمایا اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔

وقال تعالی یموسی انی انا اللہ۔ (القرآن الکریم ۲۸/۳۰)

اور اللہ تعالی نے فرمایا بے شک میں ہی ہوں اللہ۔

وقال تعالی یٰعیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیك۔ (القرآن الکریم ۳/۵۵)

اور اللہ تعالی نے فرمایا اے عیسی میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔

وقال تعالی یا داؤد انا جعلنك خلیفة۔ (القرآن الکریم ۳۸/۲۶)

اور اللہ تعالی نے فرمایا اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

وقال تعالی یا زکریا انا نبشرك۔ (القرآن الکریم ۱۹/۷)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔

وقال تعالیٰ یایحیی خذ الکتاب بقوۃ۔ (القرآن الکریم ۹ / ۱۲)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ والقاب حمیدہ ہی سے یاد کیا ہے:

یایھا النبی انا ارسلنک۔ (القرآن الکریم ۳۳ / ۴۵)

اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیك۔

اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔ (القرآن الکریم ۵ / ۶۷)

یایھا المزمل ○ قم الیل۔ (القرآن الکریم ۷۳ / ۱ و ۲)

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے رات میں قیام فرما۔

یایھا المدثر ○ قم فانذر۔ (القرآن الکریم ۷۴ / ۱ و ۲)

اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو، لوگوں کو ڈر سنا۔

یٰس ○ و القرآن الحکیم ○ انك لمن المرسلین۔ (القرآن الکریم ۳۶ / ۱ تا ۳)

اے یٰس یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک تو مرسلوں سے ہے۔

طٰہٰ ○ ما انزلنا علیك القرآن لتشقی۔ (القرآن الکریم ۲۰ / ۱ و ۲)

اے طٰہٰ! یا اے پاکیزہ رہنما! ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہت حضور

سیدالمرسلین وانبیائے سابقین کا فرق جان لے گا ع

یا دم ست با پدر انبیاء خطاب

یایھا النبی خطاب محمد است

("اے آدم!،،نبیوں کے باپ کے لیے خطاب ہے۔اور محمد مصطفٰی صلی تعالی علیہ وسلم کے لیے خطاب ہے۔"اے نبی،،۔ت)

امام عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں بادشاہ جب اپنے تمام امرا کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے اے مقرب حضرت اے نائب سلطنت،اے صاحب عزت،اے سردار مملکت!تو کیا کسی طرح محل ریب وشک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت ووجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد وارکین سے بڑھ کر پیارا ہے فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالی لہ،خصوصا یایھا المزمل،(القرآن الکریم ۷۳/۱)

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے۔

ویایھا المدثر۔(القرآن الکریم ۷۴/۱)

اے جھرمٹ مارنے والے۔

تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت جانتے ہیں ان آیتوں کے نزول کے وقت سید عالم صلی تعالی علیہ وسلم بالا پوش اوڑھے،جھرمٹ مارے لیٹے تھے،اسی وضع وحالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی،بلاتشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے:او بانکی ٹوپی والے،او دھانی دوپٹے والے ع

او دامن اٹھا کے جانے والے

فسبحان اللہ و الحمد و الصلوٰۃ الزہراء علی الحبیب ذی الجاہ۔

اللہ تعالی کو پاکی ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں اور روشن

درود وجاہت والے محبوب پر۔

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں ۔ت) نہایت یہ ہے کہ اشقیائے یہود مدینہ و مشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ گفتگو میں کرتے ۔ان مقالات خبیثہ کو بغرض رد و ابطال و مژدہ رسانی عذاب و نکال بارہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی اس بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے ۔محل نقل میں ذکر نہ آیا۔ہاں جہاں انھوں نے وصف کریم سے ندا کی تھی ،اگر چہ ان کے زعم میں بطور استہزا تھی ،اسے قرآن مجید نقل کرلایا کہ:قالوا یایھا الذی نزل علیہ الذکر۔ (القرآن الکریم ۷۳/۱)

بولے اے وہ جس پر قرآن اترا۔صلی اللہ تعالی علیہ وسلم،

بخلاف حضرات انبیائے سابقین علیھم الصلواۃ والتسلیم کہ ان کے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں۔

یانوح قد جادلتنا ۔ (القرآن الکریم ۱۱/۳۲)

اے نوح تم ہم سے جھگڑے،

ءانت فعلت یاھذا بالھتنا یا ابراھیم ۔ (القرآن الکریم ۲۱/۶۲)

کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم!

یاموسی ادع لنا ربک بما عھد عندک ۔ (القرآن الکریم ۷/۱۳۴)

اے موسی ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔

یاصالح ائتنا بما تعدنا ۔ (القرآن الکریم ۷/۷۷)

اے صالح ہم پر لے آو جس تم وعدہ دے رہے ہو۔

یاشعیب ما نفقہ کثیرا مما تقول۔ (القرآن الکریم ۱۱/۹۱)

اے شعیب ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔

بلکہ اس زمانہ کے مطیعین بھی انبیاء علیہم الصلواۃ والتسلیم سے یونہی خطاب کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح نقل فرمائی،

اسباط نے کہا:

یٰموسی لن نصبر علی طعام واحد۔ (القرآن الکریم ۲/۶۱)

اے موسیٰ! ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔

حواریوں نے کہا:

یعسی ابن مریم هل یستطیع ربك۔ (القرآن الکریم ۵/۱۱۲)

اے عیسٰی بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا۔

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا:

قال الله تعالیٰ لاتجعلوادعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ (القرآن الکریم ۲۴/۶۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو۔ بلکہ یوں عرض کرو:

یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سدی المرسلین، یا خاتم النبیین، یا شفیع المذنبین، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلیٰ الک اجمعین۔

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میر راوی:

قال کانوا یقولون یا محمد یا اباالقاسم فنهٰهم الله عن ذٰلك اعظاماً لنبیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقالوایا نبی الله، یا

رسول اللہ۔

یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابالقاسم کہا جاتا اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی، جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہا کرتے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الاول عالم الکتب بیروت الجزء الاول ص ۷)(الدر المنثور تحت الآیۃ ۲۴ / ۶۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۶ /۲۱۱)

بیہقی امام علقمہ وامام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی:

لاتقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول اللہ، یانبی اللہ۔

(تفسیر الحسن البصری تحت الآیۃ ۲۴ / ۶۳ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ ۲ / ۱۶۴)(الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن جبیر والحسن تحت الآیۃ ۲۴ / ۶۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۶ /۲۱۱)

یعنی اللہ تعالٰی فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہو۔

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

والہذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔

اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولٰی تبارک وتعالٰی نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: گر یہ لفظ کسی دعاء میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی توجھت بک الی ربی۔

(۳؎ المستدرک للحاکم کتاب صلٰوۃ التطوع دعاء رد البصر دارالفکر بیروت ۱ /۱۹۵۲۶ ۱۳ ۳)(سنن ابن ماجۃ کتاب اقامۃ الصلٰوۃ باب ماجاء فی حاجۃ الصلٰوۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰)

اے محمد! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔

تاہم اس کی جگہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ چاہیے، حالانکہ الفاظ دعاء میں حتی الوسع تغییر نہیں کی جاتی۔ کما یدل علیه حدیث نبیك الذی ارسلت ورسولك الذی ارسلت (جیسا کہ اس پر دلالت کرتی ہے حدیث مبارک "تیرا نبی جس کوتُو نے بھیجا اور تیرا رسول جس کوتو نے بھیجا'')

یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے اس کی تفصیل اپنے مجموعہ فتاوٰی مسمّٰی بہ العطایاالنبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں ذکر کی۔ وباللہ التوفیق۔ خیر یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تھا۔ حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطابِ امم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا۔ اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایھاً المساکین۔ (نسیم الریاض الباب الاول الفصل الثالث مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ا / ۱۸۸) فرمایا کرتا۔

توریت مقدس میں جابجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے، قاله خیثمة رواه ابن ابی حاتم اوردہ السیوطی فی الخصائص الکبرٰی (یہ خیثمہ نے کہا جس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور امام سیوطی نے خصائص کبری میں وارد کیا ہے۔)

اوراس مت مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے یٰایھاالذین اٰمنوا۔

(القرآن الکریم ۲ / ۱۸۳)

فرمایا گیا ہے، یعنی اے ایمان والو! امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔

سچ ہے پیارے کے علاقہ والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے:

فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (القرآن الکریم ۳/ ۳۱)

میری پیروی کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

آیت سابعه قال جل جلاله لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون۔

(القرآن الکریم ۱۵/ ۷۲)

ساتویں آیت: حق جل جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے: تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہورہے ہیں۔

وقال تعالیٰ لا اقسم بھٰذا البلد O وانت حل بھٰذا البلد۔

(القرآن الکریم ۹۰/ ۱و۲)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قسم یاد کرتا ہوں اس شہر کی کہ تو اس میں جلوہ فرما ہے۔

وقال تعالیٰ وقیله یرب ان هؤلاء قوم لا یؤمنون۔

(القرآن الکریم ۴۳/ ۸۸)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے،

قال تعالیٰ: و العصر۔ (القرآن الکریم ۱۰۳/ ۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم زمان برکت نشان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں والحمد للہ رب العالمین۔ (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔)

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما حلف اللہ بحیاۃ احد الا بحیاۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال تعالی:

لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون O وحیاتك یا محمد۔

یعنی اللہ تعالی نے کبھی کسی کی زندگی کہ قسم یاد نہ فرمائی سوائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کہ آیہ: لعمرک میں فرمایا تیری جان کی قسم اے محمد۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ تحت الایہ ۱۵ / ۷۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۸۰)

ابو یعلی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن بیہقی، ابو نعیم، ابن عساکر، بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی:

ماخلق الله وما ذراء وما براء نفسا اکرم علیه من محمد صلی الله تعالی علیه وسلم وما حلف الله بحیاة احد الا بحیاة محمد صلی الله تعالی علیه وسلم لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون۔

اللہ تعالی نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی کی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔

(الدر المنثور بحوالہ ابی یعلی وابن جریر وابن مردویہ والبیہقی تحت الآیہ ۱۵ / ۷۲ بیروت ۵ / ۸۰)

(جامع البیان تحت الآیہ ۱۵ / ۷۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴ / ۵۵ ۵۴) (دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجز الاول ص ۱۲)

امام حجۃ الاسلام (عہ ا) محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبدری مکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ایک حدیث

طویل میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

بابی انت وامی یارسول الله لقد بلغ من فضیلتك عند الله تعالی ان اقسم بحیاتك دون سائر الانبیاء ولقد بلغ من فضیلتك عندہ ان اقسم بتراب قدمیك فقال: لا اقسم بهذا البلد۔

یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان بیشک حضور کی بزرگی خدا تعالی کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی، نہ باقی انبیاء علیہ الصلوٰہ والسلام کی۔اور تحقیق حضور کی فضلیت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پاک کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے قسم اس شہر کی۔

(المواہب اللدنیہ المقصد السادس النوع الخامس الفصل الخامس المکتبہ الاسلامی بیروت ۳ /۲۱۵)(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض الباب الاول الفصل الاول الفصل الرابع مرکز اہلسنت ہندا/۱۹۶)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالی مدارج میں فرماتے ہیں:

ایں لفظ در ظاہر نظر سخت مے در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سوگند مے خورد بخاکپائے حضرت رسالت و نظر بحقیقت معنی صاف و پاک است کہ غبار ے نیست برآں تحقیق ایں سخن

یہ لفظ ظاہری نظر میں اللہ تعالی رب العزت کی طرف نسبت کرنے میں سخت ہیں۔جب یوں کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت حضرت رسالت مآب کی خاک پا کی قسم ارشاد فرماتا ہے اور نظر حقیقت میں معنی بالکل پاک وصاف ہے کہ اس پر غبار نہیں اس کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ رب

آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے غیر ذات و صفات خود برائے اظہارِ شرف وفضیلت و تمیز آں چیز است نزد مردم و نسبت بایشاں تا بدانند کہ آں امر عظیم وشریف است، نہ آنکہ اعظم است نسبت بوئے تعالیٰ الخ۔

العزت کا اپنی ذات وصفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم یاد فرمانا اس لیے ہوتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک لوگوں کہ بنسبت اس چیز کا شرف، فضلیت اور ممتاز ہونا ظاہر ہو جائے تا کہ وہ جان لیں کہ یہ چیز عظمت وشرف والی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کی نسبت اعظم ہے الخ

(مدارج النبوۃ باب سوم در بیان فضل وشرافت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۵)

پھر مزید کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:

آیت تاسعہ قال تعالیٰ عظمتہ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ (القرآن الکریم ۱۷/۷۹)

نویں آیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری وجامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا:

سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المقام المحمود فقال ھو الشفاعۃ۔

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا: مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ ۱۷ باب قولہ عسٰی ان یبعثک الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲

/۶۸۶) (جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۴۲)

اسی طرح احمد و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

سئل عنها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعني قوله عسى ان يبعثك ربك مقاما محموداً ط فقال هي الشفاعة۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے قول "قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ شفاعت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۴۴) (نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ احمد والبیہقی فصل فی تفضیلہ بالشفاعۃ ۲/ ۳۴۵)

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور، جن کی بعض ان شاء اللہ تعالیٰ ہیکل دوم میں مذکور ہوں گی۔

اس دن آدم صفی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لها انا لها۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی تفضیلہ بالشفاعۃ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۱۸۰)

میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے۔

انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم۔ سب سر بگریبان، وہ ساجد و قائم۔ سب محل خوف میں، وہ آمن و ناہم۔ سب اپنی فکر میں، انہیں فکر عوالم۔ سب زیر حکومت، وہ مالک و حاکم،۔ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کرینگے۔ ان کا رب انہیں فرمائے گا:

يا محمد ارفع رأسك وقل	اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو

تسمع وسل تعطه واشفع تشفع۔ کہ تمہاری عرض سنی جائے گی، اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا، اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰۹)

اس وقت اولین وآخرین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حمد وثناء کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست، دشمن، موافق، مخالف، ہر شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی افضلیتِ کبریٰ وسیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔ والحمدللہ رب الغلمین۔

مقام محمود ونامت محمد
بہ نیساں مقامے ونامے کہ دارد

(آپ کا مقام محمود اور نام محمد ہے، ایسا مقام اور نام کون رکھتا ہے۔)

امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں:

عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال ان الله عزّوجل اتخذ ابراهیم خلیلا وان صاحبکم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلیل الله واکرم الخلق علی الله ثم قرأ عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا ○ قال یجلسه علی العرش۔

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔ اور بیشک تمہارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز وجلیل ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآیۃ ۱۷/۷۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۱۰۹)

وعزا نحوه فی المواهب للثعلبی۔ اس کی مثل مواہب میں ثعلبی کی طرف منسوب ہے۔

(المواہب اللدنیۃ الفصل الثالث الشفاعۃ والمقام المحمود المکتب الاسلامی بیروت ۴ / ۶۴۲)

امام عبد بن حمید وغیرہ حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت حَبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی: یجلسه الله تعالی معه علی العرش۔ (المواہب اللدنیۃ عن القسطلانی المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴ / ۶۴۲) (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ عبد بن حمید وغیرہ المقصد العاشر الفصل الثالث ۸ / ۳۶۸)

اللہ تعالٰی انہیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ یعنی معیتِ تشریف وتکریم کہ وہ جلوس ومجلس سے پاک ومتعالی ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں ناقل امام علامہ سید الحفاظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں مجاہد کا یہ قول نہ ازروئے نقل مدفوع نہ از جہت نظر ممنوع، اور نقاش نے ابوداود صاحبِ سنن رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل کیا۔

من انکر هذا القول فهو متهم۔ جو اس قول سے انکار کرے وہ متہم ہے۔

(المواہب اللدنیۃ عن العسقلانی المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴ / ۶۴۳)

اسی طرح امام دارقطنی نے اس قول کی تصریح فرمائی، اور اس کے بیان میں چند اشعار نظم کیے۔

کما فی نسیم الریاض (جیسا کہ نسیم الریاض میں ہے۔)

ابوالشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان محمدا صلی الله تعالی علیه وسلم یوم القیمة یجلس بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روزِ قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر

علی کرسی الرب بین یدی جلوس فرمائیں گے۔
الرب۔

(المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۴۳ و ۶۴۴)

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

یقعدہ علی الکرسی۔

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الآیۃ ۷۹/۱۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ انہیں کرسی پر بٹھائے گا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلٰی الٰہ واصحابہ اجمعین، والحمدللہ رب العٰلمین (اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو کل جہانوں کا پروردگار ہے۔)

پھر آگے مزید فرماتے ہیں:

ہیکل دوم میں لآلی متلالی احادیثِ جلیلہ

تابش اول چند وحی ربانی علاوہ آیات کریمہ قرآنی

وحی اول (ا)

حاکم، بیہقی، طبرانی، آجری، ابونعیم، ابن عساکر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اقترف ادم الخطیئۃ قال رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی. قال و کیف عرفت محمدا قال لانك لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك

یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العٰلمین نے فرمایا: تو

رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لااله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك قال صدقت یٰادم ولو لامحمد ما خلقتك ا۔ وفی روایة عند الحاکم فقال الله تعالٰی صدقت یٰادم انه لاحب الخلق الی اما اذا سئلتنی بحقه فقد غفرت لك ولو لا محمد ما غفرت وما خلقتك ۲۔

نے محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔

(ا۔ دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنعمۃ ربہ الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵ /۴۸۹) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ علیہ السلام ۷۷۷ داراحیاء التراث العربی بیروت ۷ /۳۰۹) (۲۔ المستدرک للحاکم کتاب التاریخ استغفار آدم بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دارالفکر بیروت ۲ /۶۱۵) (کنز العمال بحوالہ ک وغیرہ حدیث ۳۲۱۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ /۴۱۵)

بیہقی وطبرانی کی روایت میں ہے: آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے عرض کی:

رأیت فی کل موضع من الجنة مکتوباً لااله الا الله محمد

میں نے ہر جگہ جنت میں لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا، تو جانا کہ وہ

رسول الله فعلمت انه اکرم خلقك عليك۔ — تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثالث الفصل الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۱۳۸ء ۱۳)(نسیم الریاض بحوالہ البیہقی والطبرانی الباب الثالث الفصل الاول مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/ ۲۲۴)

آجری کی روایت میں ہے:

فعلمت انه ليس احد اعظم قدرًا عندك ممن جعلت اسمه مع اسمك۔ — مجھے یقین ہوا کہ کسی کا رتبہ تیرے نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثالث الفصل الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۱۳۸)

وحی دوم (۲)

حاکم بافادہ تصحیح عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

اوحی الله تعالٰی الی عیسٰی یا عیسٰی اٰمن بمحمد وأمر من ادرك من امتك ان یؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ماخلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن۔ — اللہ تعالٰی نے عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسٰی! ایمان لا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نہ ہوتا میں آدم کو نہ پیدا کرتا، نہ جنت دوزخ بناتا، جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد

رسول اللہ لکھ دیا، پس ٹھہر گیا۔

(المستدرک للحاکم کتاب التاریخ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر دار الفکر بیروت ۲/۶۱۵)

وحی سوم (۳)

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضور کو کیا فضل دیا۔ فوراً جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب ارشاد فرماتا ہے:

ان کنت اتخذت ابراھیم	اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا،
خلیلاً فقد اتخذتك من قبل	تمہیں حبیب کیا۔ اور اگر موسیٰ سے زمین
حبیبا وان کنت کلمت موسٰی	میں کلام فرمایا، تم سے آسمان میں کلام
فی الارض تکلیما۔ فقد کلمتك	کیا۔ اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا
فی السماء۔ وان کنت خلقت	تو تمہارا نام آفرینشِ خلق سے دوہزار
عیسٰی من روح القدس فقدر	برس پہلے پیدا کیا۔ اور بیشک تمہارے
خلقت اسمك من قبل ان اخلق	قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے
الخلق بالفی سنة ولقد وطئت فی	پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کو رسائی
السماء موطئًا لم یطأه احد	ہو۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا
قبلك ولایطأه احد بعدك۔	تمہیں ختم الانبیاء کیا اور تم سے زیادہ
وان کنت اصطفیت اٰدم فقد	عزت وکرامت والا کسی کو نہ بنایا،
ختمت بك الانبیاء وما	قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر
خلقت خلقا اکرم علی منك	گسترده، اور حمد کا تارج تمہارے سر

(وساق الحديث الی ان قال) ظلّ عرشی فی القیامة علیك ممدود تاج الحمد علی رأسك معقود وقرنت اسمك مع اسمی فلااذکر فی موضع حتی تذکر معی ۔ ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتك ومنزلتك عندی ، ولولاك ما خلقت الدنیا۔

پر آراستہ، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو، جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا واہل دنیا کو اس لئے بنایا کہ جو عزت ومنزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں، اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۶۲۹۷)

وحی چہارم (۴)

دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لولا ك ماخلقت الجنة ولولاك ماخلقت النار۔

میرے پاس جبریل نے حاضر ہوکر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا، اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔

(کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن ابن عباس حدیث ۳۲۰۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۳۱)

یعنی آدم وعالَم سب تمہارے طفیلی ہیں، تم نہ ہوتے تو مطیع وعاصی کوئی نہ ہوتا، جنت ونار کس کیلئے ہوتیں، اور خود جنت ونار اجزائے عالم سے ہیں، جن پر تمہارے وجود کا پرتو پڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

مقصود ذاتِ اُوست دگر جملگی طفیل
منظور نور اوست وگر جملگی ظلام

(مقصود ان کی ذات ہے باقی تمام طفیلی ہے، فقط انہی کا نور دکھائی دیتا ہے باقی سب تاریکیاں ہیں۔)

وحی پنجم (۵)

ابو نعیم حلیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوحی الله تعالیٰ الی موسٰی نبیّ بنی اسرائیل انه من لقینی وهو جاحد باحمد ادخلته النار قال یارب ومن احمد قال ماخلقت خلقًا اکرم علیّ منه کتبت اسمه مع اسمی فی العرش قبل ان خلق السمٰوٰت والارض ان الجنة محرمة علی جمیع خلقی حتی یدخلها هو وامته قال ومن امته قال الحمادون (وذکر صفتهم ثم قال) قال اجعلنی نبی تلك الامة .قال نبیها منها قال اجعلنی من امة ذٰلك النبی قال

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ عرض کی: اے میرے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا: میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی، میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا، اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہولے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی: الٰہی! اس کی مات کون ہے؟ فرمایا: وہ بڑی حمد کرنے والی۔ اور ان کی اورصفاتِ جلیلہ نے ارشاد فرمائیں۔

استقدمت واستاخر ولكن ساجمع بينك وبينه فی دار الخلد۔

عرض کی الٰہی ! مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا: ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی: الٰہی مجھے اس نبی کی امت میں کر۔ فرمایا: تو زمانہ میں مقدّم اور وہ متاخر ہے، مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم فی الحلیۃ باب ذکرہ فی التوارۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ا/ ۱۲)

وحی ششم (٦)

ابن عساکر وخطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لمّا اسری بی قربنی ربی حتی كان كان بينی وبينه كقاب قوسين او ادنٰی، وقال لی يا محمد! هل غمّك ان جعلتك اُخر النبيين قلت لا (يارب) قال فهل غم امّتك ان جعلتهم اُخر الامم۔ قلت لا (يا رب)، قال اخبر امتك انی جعلتهم اُخر الامم لافضع الامم عندهم ولا افضحهم عند الامم۔

شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا۔ رب نے مجھے سے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم!) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر کیا۔ عرض کی: نہیں اے رب میرے! فرمایا: کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں سے پیچھے کیا۔ میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے! فرمایا: اپنی امتوں سے اس لئے پیچھے کیا

کہ اورامتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۹۶۲۹۵)(تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن محمد النزولی ۲۵۵۷ دارالکتاب بیروت ۵/۱۳۰)

وحی ہفتم (۷)

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ (عہ ۲) رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دلائل النبوۃ میں راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما فرغت مما امرنی الله به من امر السمٰوٰت قلت یارب انه لم یکن نبی قبلی الاّ وقد اکرمته جعلت ابراهیم خلیلا وموسٰی کلیما وسخرت لداؤد الجبال ولسلیمان الریاح والشیاطین واحییت لعیسٰی الموتی فما جعلت لی؟ قال او لیس اعطیتك افضل من ذلك کله لا اذکر الا ذکرت معنی الحدیث۔

جب میں حسب ارشادِ الٰہی سیر سمٰوٰت سے فارغ ہوا اللہ تعالٰی سے عرض کی: اے رب میرے! مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تُو نے فضائل بخشے۔ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام کو خلیل کیا ،موسیٰ علیہ السلام کو کلیم۔داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑ مسخر کیے ،سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا اور شیاطین۔عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردے جلائے ،میرے لئے کیا کیا ،ارشاد ہوا ،کیا میں نے تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔

(الدرالمنثور بحوالہ ابی نعیم فی الدلائل تحت الآیۃ ۹۴ / ۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸ / ۵۰۴) (دلائل النبوۃ للبیہقی باب الدلیل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج بہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العلمیہ بیروت ۲ / ۴۰۲)

عہ ۲: واضح ہو کہ محدثین کے نزدیک تعدد صحابی سے حدیث متعدد ہوجاتی ہے۔ ۱۲ منہ

اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ حدیث انس رضی اللہ تعالی عنہ کے ہیں۔ اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یوں ہے رب عزوجل نے فرمایا:

ما اعطیتك خیرا من ذلك اعطیت الکوثر وجعلت اسمك مع اسمی ینادی به فی جوف السماء (الی ان قال) وخبات شفاعتك ولم اخباها النبی غیرك۔

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے، اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی القسم الاول الباب الثالث الفصل الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱ / ۱۳۴)

وحی ہشتم (۸)

امام اجل حکیم ترمذی وبیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذ الله ابراهیم خلیلا وموسی نجیا واتخذنی حبیبا ثم

اللہ تعالی نے ابراہیم اور موسی کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ پھر فرمایا

قال وعزتي وجلالي لاوثرن حبيبي على خليلي ونجي۔

مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم بیشک اپنے پیارے کو اپنے خلیل اور رنجی پر تفضیل دوں گا۔

(الدرالمنثور تحت الآیۃ ۴ /۱۲۵ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲ /۶۵۶) (کنز العمال حدیث ۳۱۸۹۳ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱ /۴۰۶)

وحی نہم (۹)

ابن عساکر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال لی ربی عزوجل نحلت ابراھیم خلتی وکلمت موسی تکلیما واعطیت یا محمد کفاحا۔

مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی خلت بخشی اور موسیٰ سے کلام کیا اور تجھے اے محمد اپنا مواجہ عطا فرمایا (کہ پاس آکر بے پردہ وحجاب میرا وجہ کریم دیکھا)

(تاریخ دمشق الکبیر ذکر عروجہ الی السماء واجتماعہ الی الانبیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۳ /۲۹۶)

وحی دہم (۱۰)

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی:

اوحی فی الزبور یا داؤد انه سیاتی بعدك من اسمه احمد و محمد صادقا نبیا لا اغضب علیه ابدا ولا یغضبنی ابدا (الی قوله) امته مرحومة اعطیتهم

اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی: اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد ومحمد ہے، میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا۔ اس کی

من النوافل مثل ما اعطیت الانبیاء وافترضت علیھم الفرائض التی افتر ضت علی الانبیا ء والرسل حتی یاتونی یوم القیامة نور ھم مثل نور الانبیاء(الی ان قال) یا داؤد فانی فضلت محمدا وامته علی الامم کلھا الی اخرہ۔

امت امت مرحومہ ہے، میں نے انھیں وہ نوافل عطا کئے جو پیغمبروں کو دیے، اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء اور رسل پر فرض تھے، یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا۔ اے داؤد! میں نے محمد کو سب سے افضل کیا۔ اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضلیت بخشی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

(دلائل النبوۃ باب صفۃ الرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۸۰)

وحی یازدہم (۱۱)

ابو نعیم وبیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا، گویا لوگ حساب کے لیے جمع کئے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے ، ہر نبی کے ساتھ اس امت آئی ، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں ، اور ان کے ہر پیرو کے لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سر انور وَ رُوئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنھیں دیکھنے والا تمیز کرے، اور ان کے ہر پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے۔

کعب نے خواب سن کر فرمایا: باللہ الذی لاالہ الا ھو رأیت ھٰذا فی

منامك. تجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا۔ کہاہاں، والذی نفسی بیدہ انہا الصفة محمد وامته وصفة الانبیاء وامهها فی کتاب الله تعالیٰ فکانما قرأته فی التوراة۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہٖ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کی امت اور انبیائے سابقین اوران کی امتوں کی، گویا تو نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

(الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت برکاتِ رضا گجرات الہند ۱/۱۶)

وحی دوازدہم (۱۲)

امام قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں رسالہ میلاد وامام علامہ ابن طغربک سے ناقل مروی ہوا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الٰہی! تو نے میری کنیت ابومحمد کس لئے رکھی؟ حکم ہوا: اے آدم! اپنا سر اٹھا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سراٹھایا سراپردہ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا۔ عرض کی: الٰہی! یہ نور کیا ہے؟ فرمایا:

هذا نور نبی من ذریتك اسمه فی السماء احمد وفی الارض محمد لولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء والارضا۔

یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت یعنی اولاد سے، اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

(المواهب اللدنیۃ طیبۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱/۷۰)

وحی سیزدہم (۱۳)

وفیہ اعنی فی المواهب مروی ہوا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے باہر

آئے، ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نامِ پاک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام الٰہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا۔ عرض کی: الٰہی! یہ محمد کون (عہ) ہے؟ فرمایا: ھذا ولدك الذی لولاہ ماخلقتك یہ تیری بیٹا ہے، یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔ عرض کی: الٰہی! اس بیٹے کی حرمت سے اس بات پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا: اے آدم! اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان وزمین کی شفاعت کرتا ھم قبول فرماتے۔

(المواھب اللدنیۃ استشفاع آدم بہ صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۲)

عہ: اقول باللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) جنت سے باہر آنا، اور خوف الٰہی کے عظیم پہاڑوں کا دل مبارک پر دفعۃً ٹوٹ پڑنا، پھر اپنی لغزش کی یاد اور اس پر ندامت، اور اللہ جل جلالہ سے حیاء وخجلت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس وقت کی حالت احاطہ تقریر وتحریر میں نہیں آسکتی۔ ایسے حال میں اگر آدمی اگلی جانی پہچانی بات بھی ذہول کرے تو اصلاً جائے تعجب نہیں، فافہم، واللہ تعالٰی اعلم۔

وحی چہاردہم (۱۴)

امام ابن سبع وعلامہ غزنی سیدنا مولا کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ناقل:

ان اللہ تعالٰی قال لنبیہ من اجلك اسطح البطحاء واموج الموج وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب۔ ذکرہ الزرقانی۔ فی الشرح۔

یعنی اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے فرمایا: میں تیرے لئے بچھاتا ہوں زمین، اور موجزن کرتا ہوں دریا، اور بلند کرتا ہوں آسمان، اور مقرر کرتا ہوں جزا وسزا۔ (اس کو زرقانی نے شرح میں ذکر کیا ہے)

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بحوالہ ابن سبع عن علی رضی اللہ عنہ المقصد الاول ۱/ ۴۴)

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں پایا۔ ع

وہ جو نہ تے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی ۱/۷۹)

وحی پانزدہم (۱۵)

فی فتاوی الامام سراج الدین البلقینی (امام سراج الدین بلقینی کے فتاوی میں۔)

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا:

قد مننت علیك بسبعة اشیاء اولها انی لم اخلق فی السموات والارض اکرم علی منك۔	میں نے تجھ پر سات احسان کئے ،ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان وزمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت والا نہ بنایا۔

(المنح المکیۃ فی شرح الہمزیۃ بحوالہ السراج البلقینی فی فتاویہ شعر ۱۱ المجمع الشقاء فی ابوظہبی ص ۱۲۱)

وحی شانزدہم (۱۶)

امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاد ابو القاسم قشیری اور مفسر ثعلبی پھر علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں حق عز جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے فرمایا:

الجنة حرام علی الانبیاء حتی تدخلها وعلی الامم حتی تدخلها امتك۔	جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم داخل نہ ہو اور امتوں پر حرام ہے جب تک تمہاری امت نہ جائے

(المواهب اللدنیہ المقصد الخامس الاسراء والمعراج المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۹۳) (تفسیر القشیری تحت الایۃ ۵۳ / ۱۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳ / ۲۴۸) (الکشف والبیان (تفسیر الثعلبی) تحت الایۃ ۵۳ / ۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت ۹ / ۱۳۹)

وحی ہفدہم (۱۷)

علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر، پھر قسطلانی وشامی وحلبی ودلجی وغیرہم علماء اپنی تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک وتعالی کتاب شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرماتا ہے:

عبدی الذی سرت به نفسی انزل علیه وحی فیظهر فی الامم عدل ویوصیهم الوصایا ولایضحك ولایسمع صوته فی الاسواق یفتح العیون العور والاذان الصم ویحیی القلوب الغلف وما اعطیه لا اعطی احدا مشفح یحمد الله حمدا جدیدا۔

میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے اس پر اپنی وحی اتاروں گا، وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور انہیں نیک باتوں پر تاکید فرمائے گا، بے جا نہ ہنسے گا، اور بازاروں میں اس کی آواز نہ سنی جائے گی، اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا، اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا، میں جو اسے عطا کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا۔ مشفح اللہ کی نئی حمد کرے گا۔

(سبل الہدی والرشاد دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۵۱۴ المواہب اللدنیہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۵۴)

مشفح ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام اور محمد سے ہموزن وہم معنی ہے یعنی بکثرت وبار بار سراہا گیا۔

وحی ہیجد ہم (۱۸)

علامہ فارسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں چند آیات توریت نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے:

یاموسی احمدنی اذا مننت علیك مع كلامی ایاك بالایمان باحمد ولو لم تقبل الایمان باحمد ما جاورتنی فی داری ولا تنعمت فی جنتی یاموسی من لم یومن باحمد من جمیع المرسلین ولم یصدقه ولم یشتق الیه كانت حسناته مردودۃ علیه و منعته حفظ الحكمة ولا ادخل فی قلبه نور الهدی وامحو اسمه من النبوة یاموسی من امن باحمد وصدقته اولئك هم الفائزون ومن كفر باحمد وكذبه من جمیع خلقی اولئك هم الخسرون اولئك هم النادمون اولئك هم الغافلون۔

اے موسی! میری حمد بجالا جبکہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہم کلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا، اور اگر تو احمد پر ایمان لانا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا، نہ میری جنت میں چین کرتا۔اے موسی تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اسکی نیکیاں مردود ہوں گی، اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا، اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا، اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں گا۔اے موسیٰؑ! جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے، اور میری مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی زیاں کار، وہی ہیں پشمان، وہی ہیں بے خبر۔

(مطالع المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۵۵)

الحمد للہ یہ آیتیں خوب ظاہر فرماتی ہیں اس عہد و پیمان کو جو آیۂ کریمہ لتؤمنن به و لتنصرنه۔ میں مذکور ہوا۔ (القران الکریم ۳/۸۱)

تذییل

بعض روایات میں ہے حق عز جلالہ اپنے حبیب کریم افضل الصلواۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے:

یا محمد انت نور نوری وسر سری وکنوز هدایتی وخزائن معرفتی جعلت فداء لك ملكی من العرش الی ما تحت الارضین كلهم يطلبون رضائی وانا اطلب رضاك يا محمد۔

اے محمد! تو میرے نور کا نور ہے، اور میرے راز کا راز، اور میری ہدایت کی کان۔ اور میری معرفت کے خزانے! میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثری تک سب تجھ پر قربان کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں یا محمد!۔

اللهم رب محمد صل على محمد وال محمد اسالك برضاك عن محمد ورضا محمد عنك ان ترضى عنا بمحمد اوترضى عنا بمحمد امين اله محمد وصل على محمد وال محمد وبارك وسلم۔

اے اللہ، اے رب محمد، درود نازل فرما محمد مصطفی اور ان کی آل پر۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں محمد مصطفی پر تیرے راضی ہونے اور تجھ پر محمد مصطفی کے راضی ہونے کے وسیلے سے کہ تو محمد مصطفی کو ہم پر راضی کر دے اور محمد مصطفی کے وسیلہ سے تو ہم پر راضی ہو جا۔ اے محمد مصطفی

کے معبود !ہماری دعا قبول فرما اور محمد
مصطفی اور آپ کی آل پر درود بھیج اور
برکت وسلامتی نازل فرما۔

(فتاوی رضویہ شریف ص۲۱۸۔۲۰۴ج۳۰رضا فاؤنڈیشن لاہور)



وَالْمِعْرَاجِ
صاحب معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مِعْراج {مع + راج} (عربی)۔

ع رج، عُروج، مِعْراج عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم ہے۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آسمان پر جانا اور تجلیات الٰہی کا نظارہ کرنا۔

رحمتوں کے تاج والے، دوجہاں کے راج والے عرش کی معراج والے، عاصیوں کی لاج والے۔

یا نبی ﷺ سلام علیك، یا رسول ﷺ سلام علیك یا حبیب سلام علیك، صلوٰۃ اللہ علیك!

سب خوبیاں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی محبت کے لئے اختیار فرمایا اور ان کو اپنا محبوب بنایا جو اس کی بارگاہِ قرب میں حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں خالص شرابِ طہور پلائی، اور پھر اپنی مخلوق میں سے منتخب ہستیوں میں سے بعض کو انبیاء، بعض کو اصفیاء، بعض کو اولیاء اور بعض کو خلفاء کا مقام عطا فرمایا۔ پھر ان سب میں اپنی بارگاہِ ناز کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا وہ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیبِ خدا، حضرت سیّدُنا محمدِ مصطفٰے عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پاک پشتوں میں رکھنے سے پہلے ہی ساری مخلوق پر ممتاز فرما کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اپنے انعامات کی برسات کردی، اور اپنے کرم سے مقامِ فخر عطا فرمایا اور اپنی تائید ونصرت

فرمائی۔ حضرت سیّدُ نا آدم صفیُّ اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلہ سے دُعا کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت سیّدُ نا نوح نجیُّ اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلہ سے دعا مانگی تو سمندر کے طوفان سے نجات پائی، جبکہ آپ علیہ السلام کی باقی قوم غرق ہوگئی۔ حضرت سیّدُ نا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہی کی برکت سے نارِ نمرود سے عافیت عطا فرما کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں سے نجات عطا کی گئی بلکہ آگ کے شُعلوں کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے وسیلے سے حضرت سیّدُ نا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کے فدیے میں جانور کی قربانی دی گئی اور آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا گیا۔ حضرت سیّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے وسیلے سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا لطف وکرم طلب کیا تو اُن پر بھی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مہربانی فرمائی۔ جب حضرت سیّدُ نا عیسیٰ رُوح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام محبوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی برکت طلب کی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے انہیں اپنے مصطفی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا امتی ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تمام کائنات کے سردار اور جن وانس کے امام ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے "سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی" تک، اور وہاں سے قَابَ قَوْسَیْن تک سیر کرائی گئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی سواری بُراق تھی، حضرت سیّدُ نا جبریل امین علٰی نبینا وعلیہ

الصلوٰۃ والسلام لگام پکڑے ہوئے تھے اور تمام نوری مخلوق آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سواری مسجدِ اقصیٰ پہنچی تو انبیاء کرام علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفوں میں کھڑے پایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے امامت فرمائی تو ہر نبی ورسول علیہم السلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے دعا کی اور معراج کرانے والا رب عَزَّ وَجَلَّ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سفرِ معراج کے متعلق قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔ (پ15، بنی اسرائیل:1)

یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے عزت وفخر کی بات ہے۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خاطر آسمان میں زینہ لگایا گیا، جس پر چڑھے تو بلند ہوتے گئے، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سب سے معظَّم، معزَّز، محترَم، مکرَّم اور مقدَّم ہو گئے۔ حضرت سیِّدُنا جبریل امین علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہم رکاب تھے، انہوں نے لمحہ بھر بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دامن نہ چھوڑا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعظیم وتوقیر کی خاطر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، پوچھا گیا: "اے جبریل امین (علیہ السلام)! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟" تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "یہ حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہیں۔" پھر عرض کی گئی: "کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بلایا گیا ہے؟" ارشاد فرمایا: "جی ہاں۔" تو سارے فرشتے کہنے لگے: "خوش آمدید!

آنے والی ہستی کتنی مبارک ہے!'' پھر تمام ملائکہ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعظیم کی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تمام انبیاء کرام علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو احتراماً سلام پیش کیا، ان سب نے بھی مرحبا کہا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سحابِ جودوسخا سے برکتیں لوٹنے لگے۔

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ مقامات کی حدود وقیود سے بھی گزر گئے، نہ تو کسی جگہ قیام کیا اور نہ ہی پڑاؤ حتیٰ کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قلموں کے لکھنے کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سماعت فرمائی، جنت ودوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے نیکوکاروں اور بدکاروں کے لئے جو جزاوسزا تیار کر رکھی ہے اس کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین کی برکت سے جہنم کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی، خازنِ جنت رضوان علیہ السلام نے جنت کے محلّات اور بالاخانوں کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشبو سے معطّر کر لیا پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیتُ المعمور کی طرف بلند ہوئے، ضیاء ونور کو ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی دیکھا کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں (جو ایک بار داخل ہو جائے) دوبارہ اُس دن تک اس کی باری نہیں آئے گی: ''یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبا لے گا۔'' (پ۱۹، الفرقان:۲۷)

حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ''سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی'' پر پہنچے تو پیچھے ہٹ گئے۔ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبریل! کیا یہاں پر دوست دوست کو چھوڑ دے گا؟'' جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: ''اے تمام رسولوں کے سردار اور ربُّ العالمین کے حبیب (صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ تو پوشیدہ رازوں اور لکھے ہوئے علم کو جانتے ہیں کہ اس مقام پر حدود ختم ہو جاتی اور علوم مٹ جاتے ہیں۔ میرا یہی مقام ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے۔ لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے تشریف لے چلئے اور اپنے عزت و وقار کے انوار میں مزید اضافہ فرمایئے۔''

چنانچہ نبی مختار، رسولوں کے سالار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انوار کے حجابات سے تجاوز کرتے گئے حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں کوئی مقام نہیں، جدائی ختم ہو گئی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حسنِ ادب کے راستے پر چلتے ہوئے، اس ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگے جس کی پہچان، وحدانیت اور وصف، یکتائی ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انوار و تجلّیات کا حُلّہ سجالیا پس وصال کی رسی مل گئی اور دُوری ختم ہو گئی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے گفتگو کی ابتداء سلامتی بھیجنے سے کی اور لطف فرماتے ہوئے انعام و اِکرام عطا فرمائے۔

معراج کب ہوئی؟

معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں اختلافات ہیں۔ لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دینوری (المتوفی سنہ ۲۶۷ھ) اور ابن عبدالبر (المتوفی سنہ ۴۶۳ھ) اور امام رافعی و امام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا۔ اور محدث عبدالغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دیے اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ قوی روایت ہے۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب وقت الاسراء، ج ۲، ص ۷۰، ۷۱ ملتقطاً)

معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی؟

جمہور علماء ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء محدثین نیز صوفیہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ علامہ حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (استاد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تحریر فرمایا کہ

وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ كَانَ فِي الْيَقْظَةِ بِجَسَدِهٖ مَعَ رُوْحِهٖ وَعَلَيْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ بِالرُّوْحِ فَقَطْ اَوْ فِي النَّوْمِ فَقَطْ فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ فَاسِقٌ۔

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ معراج فقط روحانی ہوئی یا معراج فقط خواب میں ہوئی وہ شخص بدعتی و گمراہ اور گمراہ کن و فاسق ہے۔

(التفسیرات الاحمدیہ، سورۃ بنی اسرائیل، ص ۵۰۵)

دیدارِ الٰہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (پ ۲۷، النجم:۱۱) کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ

تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل واما رؤیتہ لربہ، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷ ملخصاً)

چنانچہ عبداللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۔(پ ۲۷، النجم:۱۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ "رَاَیْتُ رَبِّیْ"، یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبدالرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقینا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ "جی ہاں"۔

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے

میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل واما رؤیتہ لربہ، ج ا، ص ۱۹۶، ۱۹۷)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ

حَتّٰی جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے اور عزت والا جبار (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قولہ تعالیٰ: وکلم اللہ موسیٰ...الخ، الحدیث: ۷۵۱۷، ج ۴، ص ۵۸۰، ۵۸۱

بہرحال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

اس معاملہ میں رویت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت وشان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ۔۔۔۔۔۔ کے ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا۔ مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق ومحبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار

مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق و محبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی نا قابل فہم بات ہے۔ لہٰذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا رہے گا کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)

مختصر تذکرۂ معراج

معراج کی رات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلبِ انور کو نکال کر آبِ زمزم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا۔ پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے۔ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔

(تفسیر روح البیان، پ ۱۵، الاسرائ، تحت الایۃ: ۱، ج ۵، ص ۱۰۶ - ۱۲۲ ملتقطاً)

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا

لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ بوقتِ ملاقات ہر پیغمبر نے "خوش آمدید! اے پیغمبر صالح"، کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت پر جب انوار الٰہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔ پھر حضرت حق جل جلالہٗ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی (پ ۲۷، النجم: ۱۰) کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرما دیا ہے۔ (مدارج النبوت، قسم اول، باب پنجم، ج ا، ص ۱۶۲۔ ۱۶۴ ملتقطاً والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، المقصد الخامس فی تخصیصہ...الخ، ج ۸، ص ۳۰۔ ۳۷)

بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

(۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ (۲) یہ خوشخبری کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔ (۳) امت پر پچاس وقت کی نماز۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا لہٰذا آپ واپس جایئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب! آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی۔ نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الٰہیہ کا معاینہ و مشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا۔ ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ کر چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش کو سخت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کیے چونکہ اکثر رؤسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ یہ بھی جانتے

تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا۔ چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ، کتاب الانبیاء، کتاب التوحید، باب المعراج وغیرہ مسلم باب المعراج وشفاء جلد ۱ ص ۱۸۵ وتفسیر روح المعانی جلد ۱۵ ص ۴ تا ص ۱۰ وغیرہ کا خلاصہ)

سفر معراج کی سواریاں

امام علائی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیڑھیوں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبریل علیہ السلام کے بازو پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک رفرف پر۔

(تفسیر روح المعانی، پ ۱۵، الاسرائ، تحت الآیۃ: ۱، ج ۱۵، ص ۱۴)

سفر معراج کی منزلیں

بیت المقدس سے مقام قاب قوسین تک پہنچنے میں آپ نے دس منزلوں پر قیام فرمایا اور ہر منزل پر کچھ گفتگو ہوئی اور بہت سی خداوندی نشانیوں کو ملاحظہ فرمایا۔

(۱) آسمان اول (۲) دوسرا آسمان (۳) تیسرا آسمان (۴) چوتھا آسمان (۵) پانچواں آسمان (۶) چھٹا آسمان (۷) ساتواں آسمان (۸) سدرۃ المنتہیٰ (۹) مقام مستویٰ جہاں آپ نے قلم قدرت کے چلنے کی آوازیں سنیں (۱۰) عرش اعظم۔

(تفسیر روح المعانی، پ ۱۵، الاسرائ، تحت الآیۃ:۱، ج ۱۵، ص ۱۵ ملخصاً)

بادل کٹ گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب میں نہایت ہی سخت قسم کا قحط پڑا ہوا تھا اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ کے لیے منبر پر چڑھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بارش نہ ہونے سے جانور ہلاک اور بال بچے بھوک سے تباہ ہو رہے ہیں لہٰذا آپ دعا فرمائیے۔ اس وقت آسمان میں کہیں بدلی کا نام و نشان نہیں تھا مگر جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا ہر طرف سے پہاڑوں کی طرح بادل آ کر چھا گئے اور ابھی آپ منبر پر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ کی نورانی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ کے لیے منبر پر رونق افروز ہوئے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی غرق ہو گئے لہٰذا دعا فرمائیے کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اپنا مقدس ہاتھ اٹھا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ "اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا" اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر نہ بارش ہو۔ پھر آپ نے بدلی کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا تو مدینہ کے اردگرد سے بادل کٹ کر چھٹ گیا اور مدینہ اور اس کے اطراف میں بارش بند ہو گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستسقائ، باب من تمطر فی المطر ...الخ، الحدیث: ۱۰۳۳، ج ۱، ص ۳۵۳)

ایک ضروری تبصرہ

یہ چند آسمانی معجزات جو مذکور ہوئے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضورِ اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے آسمانی کائنات میں بھی تصرفات فرماتے ہیں اور آپ کی خداداد سلطنت کی حکمرانی زمین ہی تک محدود نہیں بلکہ آسمانی مخلوقات میں بھی آپ کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوا کرتے ہیں اور میرے دونوں آسمانی وزیر "جبریل و میکائیل" ہیں اور میرے زمین کے دونوں وزیر "ابوبکر و عمر" ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۳۷۰۰، ج۵، ص ۳۸۲)

ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے وزیر اس کی سلطنت کی حدود ہی میں رہا کرتے ہیں۔ اگر آسمانوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت خداداد نہ ہوتی تو حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام آپ کے دو وزیروں کی حیثیت سے بھلا آسمانوں میں کس طرح مقیم رہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بادشاہی بہ عطاء الٰہی زمین و آسمان کی تمام مخلوقات پر ہے۔ ؎

صاحب رجعت شمس و شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

قصیدہ معراجیہ

یہ وہی قصیدہ معراجیہ ہے کہ اردو کے مشہور نعت گو شاعر محسن کاکوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لئے امام احمد رضا کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے

سمت کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے۔ابھی دو اشعار ہی پڑھ سکے تھے کہ حضرت رضا نے فرمایا اب بس کیجیے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سنے جائیں گے۔اسی ظہر وعصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدہ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرت رضا نے اپنا قصیدہ سنایا۔اسے سنکر حضرت محسن کاکوروی نے فرمایا:

"مولانا اب بس کیجیے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا"

محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی میاں بیان فرماتے ہیں کہ لکھنو کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں حضرت رضا رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کے سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق سننا چاہتا ہوں۔تو سب نے کہا:

اس کی زبان کوثر وتسنیم کی دھلی ہوئی ہے۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی لے میں یہ گھر عنا دل کا بولتے تھے
وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلی ذات بحت کے تھے
خوشی کے بادل اُمڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آگئے تھے
یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کی حطیم کی گود میں بھرے تھے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے
پہاڑیوں کا وہ حسن تزیین وہ اونچی چوٹی وہ نازو تمکین
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے
نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے
پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تار نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے
غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے
خدا ہی دے صبر جان پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے
اتار کر ان کے رخ کا صدقہ وہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا

کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے
بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ وروغن
جنہوں نے دولہا کا پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے
خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے
تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے
جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے
ابھی نہ آتے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے
عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزال دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھی تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے
ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے
اٹھی جو گرد رہ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے
ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہ گذر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داخ سب دیکھنا مٹے تھے

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے
نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے
یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے
نقب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے
یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹے تھے
بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام رنگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے
وہ ظل رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے
چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے
جھلک سے اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے
تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے
روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبو کا پھوٹا

خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے
جلو میں مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے
قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے
سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہا مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف تیرے تھے
یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے
جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے
یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
بڑھ اے محمد قریں ہو احمدؐ قریب آ سرور مجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متی کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے
بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے
پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنا تدلّٰی کے سلسلے تھے
ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا
دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے
کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے
اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے
وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے
محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے
حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں

بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندہ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے
زبان کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے
وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے
سرور مقدم کے روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے
طرب کی نازش کہ ہاں لچکیئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکئے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے
خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے
نبیٔ رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے
ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیئے تھے

از امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

وَالْبُرَاقِ
صاحب براق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

براق ایک ایسا جنت کا گھوڑا جو اپنا قدم تاحدِ نگاہ رکھتا ہے معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے لایا گیا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ15، بنی اسرائیل:1)

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: معراج شریف نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسّر نہیں۔ نبوّت کے بارہویں سال سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی مکّہ مکرّمہ سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصّہ میں تشریف لے جانا نصِ قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے

جو حدِّ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے، معراج شریف بحالتِ بیداری جسم وروح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور کے اجلّہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں۔ نصوصِ آیات واحادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے، تیرہ دماغان فلسفہ کے اوہامِ فاسدہ محض باطل ہیں قدرتِ الٰہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں۔ حضرت جبریل کا براق لے کر حاضر ہونا، سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غایت اکرام واحترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا، بیت المقدس میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انبیاء کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیرِ سمٰوٰت کی طرف متوجہ ہونا، جبریلِ امین کا ہر ہر آسمان کے دروازہ کو کھلوانا، ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحبِ مقام انبیاء علیہم السّلام کا شرفِ زیارت سے مشرف ہونا اور حضور کی تکریم کرنا، احترام بجالانا، تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا، حضور کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایتِ منازل سدرۃ المنتہٰی کو پہنچنا، جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی مَلَکِ مقرب کو بھی مجال نہیں ہے، جبریلِ امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا، پھر مقامِ قربِ خاص میں حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قربِ اعلٰی میں پہنچنا کہ جس کے تصوّر تک خَلق کے اوہام وافکار بھی پرواز سے عاجز ہیں، وہاں موردِ رحمت وکرم ہونا اور انعاماتِ الٰہیہ اور خصائصِ نِعَم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوتِ سمٰوٰت وارض اور ان سے افضل وبرتر علوم پانا اور امت کے لئے نمازیں فرض ہونا، حضور کا شفاعت فرمانا، جنّت ودوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا، کُفّار کا اس پر شور شیں مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال اور مُلکِ شام جانے والے قافلوں کی کیفیّتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا، حضور کا سب کچھ بتانا، اور

قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفاصیل سے مملو ہیں۔



وَالْعَلَمِ

اور جھنڈے (والے ہیں)

عَلَم FLAG: عَلَم: جھنڈا۔

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوں گے، آپ کے لئے لِوَاءُ الْحَمْد (یعنی وہ جھنڈا جو قیامت میں نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جائے گا) لہرایا جائے گا اور وہ جھنڈا چار ہزار سبز ریشم کے کپڑوں کا ہوگا اس پر نور سے لکھا ہوا ہوگا، "اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی اُمت گناہ گار ہے اور رب عزوجل بخشنے والا ہے۔" ملائکہ اس جھنڈے کو نوری ستونوں پر باندھ کر حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیاحِ اَفلاک صلي اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر بلند کرکے لہرائیں گے، اس جھنڈے کے پیچھے پیچھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے ساداتِ کرام کا عظیم لشکر اپنے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں "رَایَاتُ الوِصَال"، یعنی قُرب ووصال کے جھنڈے لئے چلیں گے یہاں تک کہ (حضرت سیدنا) آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل تک پہنچ جائیں گے (حضرت سیدنا) آدم علیہ السلام استفسار فرمائیں گے: "یہ کون ہیں؟" ملائکہ عرض کریں گے: "یہ آپ کے بیٹے حضرت سیدنا محمدِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اِن کی اُمت ہے، اِن کو اللہ عزوجل نے اپنے دیدار کے لئے بلایا ہے۔"

(حضرت سیدنا) آدم علیہ السلام فرمائیں گے: "اے میرے محبوب! اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے آنے تک ٹھہریئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے

بھی بلایا ہے۔'' چنانچہ آپ علیہ السلام تشریف لائیں گے اورآپ کی اولاد سے (حضرت سیدنا) شیث، (حضرت سیدنا) ہابیل، (حضرت سیدنا) ادریس علیہم السلام اور نیک لوگ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں گے اور سب (حضرت سیدنا) موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف چلیں گے (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام گھوڑوں کے ہنہنانے اور ملائکہ کے پروں کی آواز سن کر پوچھیں گے: ''یہ کون ہیں؟'' ملائکہ عرض کریں گے: ''یہ آپ کے بھائی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔'' (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام کہیں عرض کریں گے: ''اے میرے محبوب !اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم !میرے آنے تک ذرا رُک جایئے میں بھی چلتا ہوں اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بھی بلایا ہے۔'' تو (حضرت سیدنا) موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کے نیک لوگ تشریف لے چلیں گے اور (حضرت سیدنا) عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے آپ علیہ السلام بھی دریافت فرمائیں گے: ''یہ آواز کیسی ہے؟'' ملائکہ عرض کریں گے: ''یہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری (کی آواز) ہے ان کو اللہ عزوجل نے اپنی زیارت کے لئے بلایا ہے۔'' (حضرت سیدنا) عیسیٰ علیہ السلام اپنے محل سے جھانک کر فرمائیں گے: ''ٹھہریئے !میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بھی دیدار کی دعوت دی ہے۔''

پھر یہ سب حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے حق تبارک وتعالیٰ کے دیدار کے لئے چلیں گے، مرد گھوڑوں پر اور عورتیں کجاووں میں سوار ہوں گی جب اپنی منزل پر پہنچیں گے تو فرشتے عورتوں کو حضرتِ سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور لے چلیں گے اور مرد نبیِّ مُکرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ے قرب ہی میں رہیں گے، یہ سب

ایسے میدان میں اُتریں گے جس کی زمین مشک کی ہوگی اس کا نام حَضْرَۃُ الْقُدُّس (یعنی بارگاہِ خداعزوجل) ہے اس میں یاقوت اور سونے چاندی کی کرسیاں بچھی ہوں گی ان کرسیوں کے اوپر سبز چادریں ہوں گی اور کچھ کرسیاں نور کی ہوں گی پھر فرشتے ہاتھ تھام کر ہر کسی کو اس کے مرتبے کے مطابق بٹھائیں گے اور کچھ لوگ تو ان کرسیوں پر بیٹھیں گے اور کچھ اپنے درجہ ومقام کے مطابق مشک کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ہر ایک مرد وعورت کو جدا جدا سلام سے نوازے گا تمام نیک عورتیں طوبیٰ درخت کے نیچے سفید موتی کے محل میں حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھی ہوں گی ان کے لئے بھی ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق کرسیاں نصب کی جائیں گی۔

ہم اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی اپنے فضل وکرم سے اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ (قُرَّۃُ الْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن ص ۱۲۹ مؤلف فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۳۷۳ھ)

لواء الحمد

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "میں قیامت کے دن اس حال میں آؤں گا کہ میری دائیں جانب ابوبکر صدیق، بائیں جانب عمر فاروق، پیچھے عثمان غنی اور میرے سامنے علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں گے اور علی کے پاس لواء الحمد ہوگا، اس پر دو کپڑے کے ٹکڑے ہوں گے؛ ایک سندس کا اور دوسرا استبرق کا۔" ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: "میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا حضرتِ سیِّدُنا علی لِوَاءُ الْحَمد کو اٹھا سکیں گے؟" ارشاد فرمایا: "کیوں نہیں اٹھا سکیں گے کہ ان کو بہت سی

خوبیاں عطا کی گئیں ہیں: میرے صبر جیسا صبر، حضرتِ یوسف علیہ السلام جیسا حُسن اور حضرتِ جبرائیل علیہ السلام جیسی قوت عطا ہوئی۔ لِوَآءُ الْحَمْدِ علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں ہوگا اور اس دن تمام مخلوق میرے لوائَ (یعنی جھنڈے) کے نیچے ہو گی۔" (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۲۵۵ اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

ہدایت کا جھنڈا

حضرت سیِّدُ نا شیخ امام ابوالفَرَج بن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی ایک کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی عبودیت کے قدموں پر رُک جا اور میری ربوبیت کے مرتبہ کا اعتراف کر اور میرے شکر کے میدان میں خوشی سے جھوم جا اور میری قدرت وشان کی عظمت جان۔ اب میں تجھ پر ایک احسان کرنے والا ہوں لہٰذا جو کچھ میں وحی کروں اسے توجہ سے سن۔ تو حضرت سیِّدُ نا جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ! تُو مہربان ہے اور میں کمزور و بے بس ہوں، تُو طاقت وقدرت والا ہے اور میں محتاج ومغلوب ہوں۔"

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "اے جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! ہدایت کا جھنڈا، عنایت کا بُراق، قبولیت و ولایت کی پوشاک، رسالت کا لباس اور عظمت وجلالت کی زبان لے کر ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ رسولوں کے سالار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک ومختار (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے دربار میں حاضر ہو جا اور اُن کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُن کی بارگاہ سے فیض حاصل کر کہ آج رات تو ان کا ہم رکاب ہوگا۔ اور اے میکائیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! تو بھی عَلَمِ قبولیت کو تھام لے اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے درِ دولت پر حاضر

ہو جا کہ آج رات تو بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔اے اسرافیل وعزرائیل (علیہما السلام)! تم دونوں بھی ویسے ہی کرو جیسے جبرائیل ومیکائیل کر رہے ہیں۔آج رات تم سب نے سیّدُ الاوّلین والآخرین (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔اے جبرائیل (علیہ السلام)! سورج کی روشنی کے ذریعے چاند کی روشنی میں کچھ اضافہ کردے اور چاند کے نور کے ذریعے ستاروں کے نور میں زیادتی کردے۔پھر شمس وقمر کو شمع بنا کر بارگاہِ نبوی میں پیش کردے۔"

جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: "یا الٰہی عَزَّ وَجَلَّ! کیا قیامت قریب آ گئی ہے؟" اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ اپنے حبیب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو اپنا قرب عطا کروں اور انہیں اپنے اسرار سے آگاہ فرما کر انہیں انوار وتجلیات کا خلعتِ نور پہناؤں اور وہ محمد مصطفیٰ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ہیں، جنہیں صدق ووفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔لہٰذا ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جا اور اس رات ان کا خدمت گار اور ہم رِکاب ہونے کا شرف حاصل کرلے۔"

چنانچہ حضرت سیّدُنا جبرائیل علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں بشارت ومبارکباد کے پیغامات لے کر حاضر ہو گئے۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیّدَتُنا اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اَقدس میں محوِ آرام تھے۔ حضرت سیّدُنا جبرائیل امین علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ندادی: اے نبیِّ مختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو جایئے کہ فرشتے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دیدارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے شوق میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت

سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بُراق پر سوار کرایا اور پھر خود بھی سوار ہو کر مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ جا پہنچے، بے حد و بے حساب سفر طے کیا اور ملائکہ بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دُرود وسلام کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور یوں عرض کر رہے تھے: "اَیُّھَا السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ اِلْتَفِتْ بِنَظَرِكَ اِلَیْنَا وَتَفَضَّلْ بِحُسْنِ عَطْفِكَ عَلَیْنَا یعنی اے محترم ومکرَّم اور عظیم رسول! ہم پر نظرِ کرم کے ساتھ توجہ و التفات فرمایئے اور شفقت ومہربانی فرمایئے۔" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "جان لو! جس نے اپنے محبوب کے غیر کی طرف ایک قدم بڑھایا یقیناً اس نے اپنے آپ کو تھکایا اور جو غیرِ مطلوب کے لئے ایک قدم چلا اس نے محض مشقت اُٹھائی اور جو محبوب و مطلوب کو پانے میں کامیاب ہو گیا وہ کیسے غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے؟ اور جب اس کے ارادے کی پختگی صحیح ہو گئی اور وہ تمام مخلوق سے غافل ہو کر صرف خالق عَزَّ وَجَلَّ کی طرف متوجہ ہو گیا تو اس نے شکر کی زبان حاصل کر لی اور اب وہ کسی قسم کی سستی نہ کریگا۔"

نیز ارشاد فرمایا: "اگر میں بھی اس کی عبادت میں کوتاہی کروں تو میری بھی کوئی حیثیت نہیں۔" اور جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم علم وادب کی صفات سے مکمل طور پر متَّصف ہو گئے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مراتبِ تعظیم کے مزید قریب کیا۔ (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۲۰۰ اَلشَّیْخ شُعَیب حُرَیْفِیش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِا لْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

شبِ قدر میں بھی جھنڈے

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال،

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ جنت نشان ہے: جب شبِ قدر آتی ہے تو سدرۃُ المنتہیٰ میں رہنے والے فرشتے اپنے ساتھ چار جھنڈے لے کر اُترتے ہیں۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک جھنڈا میرے دفن کی جگہ پر، ایک طورِ سینا پر، ایک مسجدِ حرام پر اور ایک بیت المقدس پر نصب کرتے ہیں، پھر وہ ہر مؤمن اور مؤمنہ کے گھر داخل ہو کر انہیں سلام کہتے ہیں: "اے مؤمن مرد اور عورت! اللہ عزَّ وَجلَّ تمہیں سلام بھیجتا ہے۔"

(تفسیر قرطبی، سورۃ القدر، تحت الآیۃ ۵، الجزء العشرون، ج۱۵، ص۹۷)



دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ ﷺ

بلا اور وبا کو دُور کرنے والے (ﷺ)

دافع البلآء: مصیبت (دکھ، درد) دور کرنے والے۔

دافع الوبآء: دافع مرگ عام۔

اللہ کے مقبول بندے باذن الٰہی مشکل کشا حاجت روا دافع بلا ہیں۔

اللہ کے پیارے اللہ کے حکم سے بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مشکلیں حل کرتے ہیں قرآن کریم اس کا اعلان فرما رہا ہے۔ دور و نزدیک ہر جگہ سے مافوق الاسباب مشکل کشائی اور مدد کرتے ہیں۔

(1) اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

میرا یہ کرتہ لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (پ13، یوسف:93)

(2) فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ

پھر جب خوشی سنانے والا آیا تو وہ قمیص یعقوب کے منہ پر ڈال دی۔ اسی وقت ان کی آنکھیں لوٹ آئیں۔ (پ13، یوسف:96)

یعقوب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے ان کی اس مصیبت کو یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص کے ذریعہ دور فرمایا اور ان کی مشکل کشائی کی قمیص سے شفا دینا مافوق الاسباب مدد ہے۔

(3) وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ

اور بے شک زلیخا نے قصد کرلیا یوسف کا اور یوسف علیہ السلام بھی ارادہ کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے۔ (پ12، یوسف:24)

یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے سات کوٹھڑیوں میں بند کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو آپ نے سامنے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اشارے سے منع فرما رہے ہیں جس سے آپ کے دل میں ادھر میلان نہ پیدا ہوا۔ یہ رب تعالیٰ کی بر ہان تھی جس کا ذکر اس آیت میں ہے تو یعقوب علیہ السلام نے کنعان سے بیٹھے ہوئے مصر کی بند کوٹھڑی میں یوسف علیہ السلام کی یہ مدد کی کہ انہیں بڑی آفت اور ارادہ گناہ سے بچالیا۔ یہ ہے اللہ والوں کی مشکل کشائی اور مافوق الاسباب امداد۔

(1) وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (پ3، ال عمران:49)

اندھا، کوڑھی ہونا بلا ہے جسے عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے دفع کر دیتے ہیں لہٰذا اللہ کے پیارے دافع البلا ہوتے ہیں یعنی مافوق الاسباب مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

(2) فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ

ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اپنی لاٹھی سے پتھر کو مارو پس فوراً اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ (پ1، البقرۃ:60)

بنی اسرائیل تیہ کے میدان میں پیاس کی آفت میں پھنسے تو رب تعالیٰ نے براہ راست انہیں پانی نہ دیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ ان کے لئے دافع البلا بن جائیں تاکہ انہیں پانی ملے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے بحکم الٰہی پیاس کی بلا دور

کرتے ہیں مافوق الاسباب۔

(3) قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

جبریل نے مریم سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں آیا ہوں تا کہ تمہیں ستھرا بیٹا دوں۔ (پ16، مریم:19)

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ عزوجل کے حکم سے بیٹا بخشتے ہیں یعنی بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

(1) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا O

اے محبوب اگر یہ مجرم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آجاویں اور خدا سے مغفرت مانگیں اور آپ بھی ان کی سفارش کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ5، النساء:64)

اس آیت نے بتایا کہ جو گناہوں کی بیماری میں پھنس جاوے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شفاخانہ میں پہنچے وہاں شفا ملے گی آپ دافع البلاء ہیں اور مافوق الاسباب گناہ بخشوا دیتے ہیں۔

(2) اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ O

اے ایوب زمین پر اپنا پاؤں مارو یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

(پ23، ص:42)

ایوب علیہ السلام کی بیماری اس طرح دور فرمائی گئی کہ ان سے فرمایا گیا۔ اپنا پاؤں زمین پر رگڑو۔ رگڑنے سے پانی کا چشمہ پیدا ہوا۔ فرمایا اسے پی لو۔ اور غسل فرمالو۔ پینے سے اندرونی تکلیف دور ہوئی اور غسل سے بیرونی بیماری کو شفا ہوئی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے پاؤں کا دھوون اللہ کے حکم سے شفا ہے۔ آج آب

زمزم اس لئے شفا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے پیدا ہوا۔ مدینہ پاک کی مٹی کو خاک شفا کہتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک سے مس ہوگئی معلوم ہوا کہ بزرگ دافع بلا ہیں اور یہ برکتیں مافوق الاسباب ہیں۔

(1) فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ

پس میں نے فرشتے کے اثر سے ایک مٹھی مٹی لے لی پس یہ مٹی اس بچھڑے میں ڈالدی میرے دل نے یہی چاہا۔ (پ16، طہ:96)

سامری نے حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اٹھالی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈالی جس سے اس میں زندگی پیدا ہوگئی اور وہ آواز کرنے لگا یہ ہی اس آیت میں مذکور ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات بے جان دھات میں جان ڈال سکتے ہیں باذن اللہ!

(1) اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آوے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دل کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے لائیں گے اسے فرشتے۔

(پ2، البقرۃ:248)

بنی اسرائیل کو ایک صندوق رب تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا جس میں حضرت موسی علیہ السلام کی پگڑی، حضرت ہارون علیہ السلام کی نعلین شریف وغیرہ تھے اور انہیں حکم تھا کہ جنگ میں اسے اپنے سامنے رکھیں فتح ہوگی۔ اس آیت میں

یہی واقعہ مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات ان کی وفات کے بعد دافع البلاء ہیں خیال رہے مٹی سے جان پڑنا تبرکات سے فتح ہونا مافوق الاسباب مدد ہے۔

(1) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

(پ9، الانفال:33)

(2) لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

اگر مسلمان مکہ سے نکل جاتے تو ہم کافروں پر عذاب بھیجتے۔

(پ26، الفتح:25)

(3) فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O

پس نکال دیا ہم نے قوم لوط کی بستی سے ان مومنوں کو جو وہاں تھے۔ (پ27، الذٰریٰت:35)

ان آیات میں فرمایا کہ دنیا پر عذاب نہ آنے کی وجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا ہے نیز مکہ والوں پر فتح مکہ سے پہلے اس لئے عذاب نہ آیا کہ وہاں کچھ غریب مسلمان تھے قوم لوط پر عذاب جب آیا تو مومنین کو وہاں سے پہلے ہی نکال دیا معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کے طفیل سے عذاب الٰہی نہیں آتا۔ یہ حضرات دافع البلاء ہیں بلکہ آج بھی ہمارے اس قدر گناہوں کے باوجود جو عذاب نہیں آتا یہ سب اس سبز گنبد کی برکت سے ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا

کوئی تم سا کون آیا

بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اِیمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَیں "اصبہان" کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیردار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب "مجوسیت" ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگا دی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذِمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: "اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تُو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا ہے اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔" اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس

انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگوں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کر رہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا: ”خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔“ پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: ”تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟“ انہوں نے بتایا: ”ہمارا مرکز ”شام“ میں ہے۔“ پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہو گیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہو کر پوچھا: ”میرے لال! تُو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔“ میں نے کہا: ”میں اپنی زمینوں کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔“

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: ”میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔“ میں نے کہا: ”ہرگز نہیں، خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔“ میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کر لے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں

ڈالوادیں اور مجھے گھر میں قید کردیا تا کہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہوگئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اِطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اِطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جارہا ہے۔ میں نے بہت جدو جہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اُتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جاملا۔ مُلکِ "شام" پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: "تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم وعمل کون ہے؟" لوگوں نے بتایا: "فلاں کنیسہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابلِ اِحترام اور سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔" چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: "مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔"

یہ سن کر اس راہب نے کہا: "ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔" چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات وخیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات وخیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کر لیتا۔ اس طرح اس بد

باطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز و تکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: "جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔ "لوگ کہنے لگے: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بُرا شخص تھا؟"

میں نے کہا: "اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال و دولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء و مساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔" لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: "خدا عزوجل کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔" پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کردیا پھر اس کی لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کرلیا۔ وہ بہت اچھی عادات وصفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیز گار شخص تھا، طمع و لالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت و محبت گھر کرگئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: "آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کریگا؟" وہ راہب کہنے لگا: "اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم و فقیہہ ایک شخص ہے جو "موصل" میں رہتا

ہے۔میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک و زاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا باعمل عالم ''نصیبین'' میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔''

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا ''نصیبین'' پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیزگار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا باعمل راہب؟ ؟ ''عموریہ'' میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کریگا۔'' چنانچہ میں ''عموریہ'' پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک و صالح شخص تھا۔ میں اس سے دینِ نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطورِ اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپکے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟''

اس راہب نے کہا: "اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آگیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں: (۱) وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے (۲) لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور (۳) اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔"

اگر تم اُس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ضرور ملنا۔ اِتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی اِنتقال ہوگیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں "عموریہ" میں ہی رہا۔ پھر مجھے اِطلاع ملی کہ قبیلہ "بنی کلب" کے کچھ تاجر عرب شریف جارہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: "میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔" ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کرلی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی "قُرٰی" میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کردیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے

کہ نبی آخر الزّماں، سلطان دو جہاں، محبوب رب الانس والجاں عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچازاد بھائی مدینہ منورہ زَادَ هَااللّٰهُ شَرَفاًوَّتَعْظِيْمًا سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ "بنی قریظہ" سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کردیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ زَادَ هَااللّٰهُ شَرَفاًوَّتَعْظِيْمًا کی طرف روانہ ہوگیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور ومرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبیِ آخر الزماں، سلطانِ دو جہاں، سرور کون ومکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھیں۔

اب مَیں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلوؤں سے مدینہ منورہ کو نور بار کردیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا: "اللہ عزوجل فلاں قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام "قباء" میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کرچکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَ هَااللّٰهُ شَرَفاًوَّتَعْظِيْمًا سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا نبی کہتا ہے۔ اس قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لاچکے ہیں۔" جب میں نے اپنے مالک کے چچازاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔ قریب تھا

کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا: "ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟" میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: "تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ!" جا کر اپنا کام کرو۔"

میں نے کہا: "میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔" یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تک پہنچا دیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: "اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد و نوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔"

یہ سن کر اس پاکیزہ و مطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "آؤ! اور یہ چیزیں کھالو۔" لوگ کھانے لگے اور آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: "ایک اور نشانی تو میں نے پالی ہے۔" پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: "حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطورِ ہدیہ قبول فرمالیں۔" آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: "یہ دوسری نشانی

بھی پوری ہو گئی ہے۔"

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہاں موجود ہیں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جسمِ اَطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پشت مبارک پر پڑے تاکہ میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (یعنی مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اُتار لی جیسے ہی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چادر ہٹائی تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگا رہی تھی۔ مَیں دیوانہ وار آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہو گئی، بے اِختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آج میری خوشی کی اِنتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مَیں نے اِتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: "اے

میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کردیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرمالیجئے۔'' پھر اَلحمدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَیں مسلمان ہوگیا۔ میں ابھی تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اب بس کرو۔'' چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور میں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگادو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔''

میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتائیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو۔'' چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لاکر دیئے، کسی نے 50۔ الغرض! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہوگئے۔

پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔'' چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار

کرنے لگا تا کہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: "اے میرے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے زمین ہموار کر دی ہے۔" آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوروں کے پودے اُٹھا اُٹھا کر دیتے اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے! حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔" چنانچہ میں نے 300 کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ 40 اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی؟ پھر حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: "سلمان فارسی کا کیا ہوا؟" پھر مجھے بلوا کر فرمایا: "اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض ادا کرو۔" میں نے عرض کی: "ابھی 40 اوقیہ چاندی اور دینی ہے، پھر مجھے غلامی سے آزادی ملے گی۔"

حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وہ سونے کا ٹکڑا دیا اور فرمایا: "جاؤ! اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ باقی ہے، اسے ادا کرو۔" میں نے عرض کی: "اے میرے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ اِتنا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہوگا؟" آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: "تم یہ

سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کردے گا اور تمہارے ذِمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہوجائے گا۔'' میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہوگیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہوکر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں میں شامل ہوگیا۔ پھر میں غزوہ خندق میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۲۳۷۹۸، ج۹، ص ۱۸۵ تا ۱۸۹)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل کُشائی فرمائی

حضرتِ سیِّدُنا ابو سُہَل رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: مجھے حضرتِ سیِّدُنا ابو حَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے بتایا: "ایک مرتبہ مجھے شدید فقر و فاقہ اور مفلسی نے آلیا اور میری تنگدستی انتہاء کو پہنچ گئی۔ قصاب، سبزی فروش اور دیگر دکان دار بار بار اپنے قرض کا مطالبہ کرتے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ ایک دن میں اسی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ غلام نے کہا: "ایک حاجی صاحب دروازے پر موجود ہیں اور ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں۔'' میں نے اسے بلوایا تو وہ خُراسانی شخص تھا، اس نے سلام کیا اور کہا: "کیا آپ ہی ابو حَسَّان ہیں؟'' میں نے کہا: "جی ہاں! میں ہی ابو حَسَّان ہوں۔ آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟'' کہا: "میں حج کے ارادے سے آیا ہوں میرے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ رقم بطورِ امانت اپنے پاس رکھ لیں میں حج سے واپسی پر لے لوں گا۔''

میں نے کہا: "لاؤ، اپنی رقم میرے سامنے رکھو۔" اس نے رقم کی تھیلیاں

میرے سامنے رکھیں ان کا وزن کیا اور مہر لگا کر میرے حوالے کر دیں پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ میں بہت تنگدست اور مجبور ہوں، قرض خواہوں کے تقاضوں نے میرا سکون برباد کر دیا ہے، اگر اس مجبوری کی حالت میں اس خُراسانی حاجی کی رقم میں اپنے استعمال میں لاؤں تو میرا سارا معاملہ درست ہو جائے گا۔ پھر اس حاجی کے آنے تک اللہ ربُّ العزّت نے کشادگی فرما دی تو میں بآسانی اس مال کا ضمان ادا کر دوں گا۔ پس میں نے تھیلیاں کھولیں، قرض خواہوں کا سارا قرض ادا کیا، پھر کچھ اشیائے خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان خرید لیا۔ آج ہمارے ہاں کافی دنوں بعد خوشی آئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خُراسانی حاجی جانبِ حرم اپنی منزل پر روانہ ہو گیا ہو گا۔ اور اس کے آنے تک میں رقم کا انتظام کر کے پوری رقم واپس کر دوں گا۔ ہمارا وہ دن بڑی فرحت و مسرت میں گزرا۔

دوسرے دن صبح صبح غلام نے کہا: "وہی خُراسانی حاجی دروازے پر موجود ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔" میں نے کہا: "اسے اندر بلا لاؤ۔" وہ آیا اور کہا: "میں حج کے ارادے سے آیا تھا لیکن یہاں سے جانے کے بعد مجھے اپنے بیٹے کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اب میں اپنے شہر جانا چاہتا ہوں، جو رقم بطورِ امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی وہ واپس کر دیجئے۔" خُراسانی کی اس بات نے مجھے ایسی پریشانی میں مبتلا کیا کہ اس سے قبل مجھے کبھی ایسی پریشانی کا سامنا نہ ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیا جواب دوں؟ بالآخر میں نے کہا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ میرا گھر غیر محفوظ تھا میں نے آپ کی رقم کسی کو دے دی ہے۔ آپ کل آ کر اپنی رقم لے لینا۔" یہ سن کر خُراسانی تو چلا گیا، لیکن میں پریشانی میں مبتلا ہو گیا، مجھے کچھ سُجھائی نہ دیتا تھا کہ میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ میرے لئے دنیا و آخرت کی ذلت ہے، اگر کہتا ہوں کہ تمہاری رقم خرچ ہو گئی تو وہ شور مچائے گا

اور سختی کریگا۔ اور یہ بات میرے لئے انتہائی اذیت ناک ہے۔ اسی سوچ وفکر اور پریشانی میں شام ہوگئی۔ رات نے آہستہ آہستہ اپنے پَر پھیلانے شروع کر دیئے۔ مجھے یہ فکر کھائے جارہی تھی کہ کل صبح میں اسے کیا جواب دوں گا؟ نیند کوسوں دور تھی، میرے لئے آنکھیں بند کرنا بھی مشکل ہورہا تھا۔ میں نے غلام کوسواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس نے حیران ہو کر کہا: "حضور! رات بہت ہوچکی ہے اس وقت آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ مناسب یہی ہے کہ آپ ابھی باہر نہ جائیں۔"

چنانچہ، میں واپس بستر پر آگیا۔ لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی میں بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتا رہا۔ بار ہا باہر جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ غلام باہر جانے سے روک دیتا۔ اسی بے چینی کے عالم میں پوری رات گزر گئی، طلوعِ فجر کے فوراً بعد میں اپنے خچر پر سوار ہوا اور نامعلوم منزل کی جانب چل دیا۔ میں کوئی فیصلہ نہ کر پارہا تھا کہ کس طرف جاؤں؟ بالآخر میں نے سواری کی لگام چھوڑ دی۔ کچھ ہی دیر بعد میں نہر کے پُل پر آپہنچا۔ خچر پل کی جانب بڑھنے لگا تو میں نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ پل پار کرلیا۔ اب میں سوچنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اگر گھر جاتا ہوں تو خُراسانی میرے دروازے پر موجود ہوگا۔ میں اسے کیا جوابدوں گا؟ اسی پریشانی کے عالم میں، مَیں نے خچر کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ اب جہاں چاہے یہ مجھے لے جائے۔

جب حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے باہر نکلے تو راستے میں کچھ لوگ ملے، انہوں نے آپ سے پوچھا: "کیا آپ ابوحَسَّان زِیَادِی نامی شخص کو جانتے ہیں؟" میں نے کہا: "میں ہی ابوحَسَّان زِیَادِی ہوں۔ بتایئے! آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟" انہوں نے کہا: "خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو بلوایا ہے۔" چنانچہ، وہ مجھے لے کر خلیفہ مامون الرشید کے پاس

پہنچے۔ خلیفہ نے مجھ سے پوچھا: "تم کون ہو؟" میں نے کہا: "میں قاضی ابویوسف مدظلہ، العالی کے دوستوں میں سے ہوں۔" خلیفہ نے پھر پوچھا: "تمہاری کنیت کیا ہے؟" میں نے کہا: "ابوحسان۔" کہا: "کس نام سے مشہور ہو؟" میں نے کہا: "زیادی کے نام سے۔" کہا: "بتاؤ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟" میں نے اوّل سے آخر تک سارا واقعہ خلیفہ کو سنا دیا۔ میری درد بھری داستان سُن کر خلیفہ نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: "تیرا بھلا ہو! آج رات تیری وجہ سے مجھے کئی مرتبہ سرکارِ نامدار، بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، باِذنِ پروردگار دوعالم کے مالک ومختار عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ ہوا یوں کہ جب میں سویا تو خواب میں مکّی مدنی مشکل کشا نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "ابوحسّان زِیادِی کی مدد کرو۔"

میں اس حال میں بیدار ہوا کہ تم سے واقف نہ تھا لیکن تمہارا نام اچھی طرح یاد کرلیا تھا تاکہ صبح تمہارے متعلق معلومات کرواسکوں، میں دوبارہ سوگیا۔ خواب میں پھر حضورِ انور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے اور حکم فرمایا: "ابوحسّان زِیادِی کی مدد کرو۔" میں گھبرا کر بیدار ہوا کچھ دیر بعد دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ اس مرتبہ پھر شفیعِ روزِ شمار، باِذنِ پروردگار دوعالم کے مالک ومختار عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: "جاؤ اور ابوحسّان زِیادِی کی مدد کرو۔" اس کے بعد میں دوبارہ نہیں سویا اور ابھی تک جاگ رہا ہوں۔ میں نے رات ہی سے تمہاری تلاش میں خدّام بھیج رکھے ہیں۔ پھر خلیفہ مامون الرشید نے دس ہزار (10,000) درہم دیتے ہوئے کہا: "یہ رقم اس خُراسانی کو دے دینا۔ مزید دس ہزار درہم دیتے ہوئے کہا: "ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرلینا۔ مزید تیس

ہزار (30,000) درہم دیتے ہوئے کہا: "اس رقم سے اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کے لئے سامان خرید کران کی شادی کر دینا۔" پھر بڑی عزت وتکریم کے ساتھ مجھے روانہ کر دیا۔ میں نے صبح کی نماز پڑھ کرخُراسانی کو دس ہزار دراہم کی تھیلیاں واپس کیں تو اس نے کہا: "یہ وہ تھیلیاں نہیں ہیں جو میں نے دی تھیں۔"

میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو اس نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: "خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر آپ مجھے پہلے ہی اپنا واقعہ بتا دیتے تو میں کبھی بھی آپ سے رقم کا مطالبہ نہ کرتا، خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اب تو میں ایک درہم بھی آپ سے نہ لوں گا۔ یہ رقم آپ کو مُبارَک ہو! میرا آپ پر اب کوئی مطالبہ نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے وطن چلا گیا۔ میں جب ایک شاہی تقریب کے موقع پر مامون کے دربار گیا تو اس نے سرکاری کاغذات تھماتے ہوئے کہا: "جاؤ، آج سے تم فلاں فلاں علاقے کے قاضی ہو۔ ہمیشہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتے رہنا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھ پر ہمیشہ عنایتِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بادل سایہ فگن رہیں گے۔" راوی کہتے ہیں: "حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تادمِ آخر عہدۂ قضاء پر فائز رہے۔"

(عیون الحکایات ص ۲۴۷ امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ ھ)

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں ایک استفتاء کے جواب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

مسئلہ: از دہلی باڑہ ہندو رائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب (عہ)

۲۱ جمادی الآخرۃ ۱۳۱۱ھ

مسئلہ: مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا شرک محض اور بدعت سیئہ ہے اور تعلیم اس کی سم قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں مذکور ہے، اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صدہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمرو جواب میں کہتا کہ ورد اس درود مقبول کا موجب خیر و برکت اور باعث ازدیاد محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سبب ہیں دفع بلا کے، اگرچہ دافع البلاء حقیقتاً خدائے تعالی ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل [۱]۔ (بہار نے سبزہ اگایا۔) کہ بقول مومن مجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے۔

(۱؎ مختصر المعانی، احوال اسناد الخبر، المکتبہ الفاروقیہ ملتان، ص ۸۵)

علاوہ ازیں وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔

(القران الکریم ۸ / ۳۳)

اللہ تعالی ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

اور وما ارسلنك الا رحمة للعالمین۔ (القرآن الکریم ۲۱ / ۱۰۷)

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

ہمارے دعوئے پر دو بزرگ گواہ ہیں، اور کیا سال ولادت حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں قحط عام کی وبا دفع نہیں ہوئی، اس کے سوا جبرائیل خلیل

کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے:

لاهب لك غلما زكيا۔ (القرآن الکریم ۱۹/۱۹)

میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔

یہاں بقول زید حضرت جبرائیل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہاب فرما رہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے۔ پھر چونکہ یہ درود معمول بہ اکثر علماء و مشائخ عظام ہے پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے اور طرہ یہ کہ خود زید بھی اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم (زہر) کو قاتل اور ادویہ کو دافع درد رافع عشیاں کہتا ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدہ اطیب النغم میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دافع فرما رہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صدہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا، یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو مولوی اسمٰعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں بر سر منبر پڑھتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ سلم کی تصنیف ہیں۔ سبحان اللہ ان خطبوں کا پڑھنا (جو صدہا سال بعد کی تصنیف ہیں) تو زید کے لئے سنت ہوا اور خاصان حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے، ہاں جو صیغے درود کے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے مگر علمائے راسخین وفقرائے کاملین نے حالت ذوق وشوق میں جو درود شریف بالفاظ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں، اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارہ میں تالیف فرمایا ہے، اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف

فرمائے ہیں سب اس میں درج ہیں، اور شرح سفر السعادۃ میں ۳۶ صیغے رسول خدا سے منقول ہیں باقی صحابہ وتابعین نے زیادہ کئے ہیں۔ زید جاہل نے ان سب حضرات کو معاذ اللہ مشرک بنایا ہے۔ اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائد سلف صالح کے ہے یا عمرو کا؟ یہ تشریح وتفصیل ارشاد ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی ما علم وھدانا للذی اقوم وسلك بنا السبیل الاسلم وصلی ربنا وبارك وسلم علی دافع البلاء والقحط والمرض والالم سیدنا ومولنا ومالکنا وماونا محمد مالك الارض ورقاب الامم و علی الہ وصحبہ اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم امین قال الفقیر المستدفع البلاء من فضل نبیہ العلی الاعلی صلی اللہ تعالی علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی دفع نبیہ عنہ البلاء ومنح قلبہ النور والجلاء۔ تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور سب سے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں سلامتی والے راستے پر چلایا۔ ہمارا پروردگار درود وسلام اور برکت نازل فرمائے بلا، وبا، قحط، بیماری اور دکھوں کو دور کرنیوالے ہمارے آقا ومولی ومالک وماوی محمد پر، جو زمین اور امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا اور جود وکرم والے ہیں، آمین۔ کہتا ہے فقیر عبد المصطفی احمد رضا سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی جو نبی اعلی کے بلند فضل کے بطفیل مصیبت سے بچنے کا طلب گار ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی

علیہ والہ وسلم اس مصیبت کو دور فرمائیں اور اس کے دل کو روشنی اور چمک عطا فرمائیں۔

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ ودو باب وخاتمہ۔مقدمہ اتمام الزام وتمہید مرام میں عائدہ قاہرہ وفائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدہ قاہرہ

ایھا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنۃ المفتون۔

اے مسلمانو تمھارے نبی نے تم سے مجنون کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دور کر دیا ہے۔ت

زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محل تعجب نہیں مذہب وہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل وعلا وعلیہم الصلوۃ والثناء کی تعظیم قلوب مسلمین سے گھٹانے پر ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔(القران الکریم ۲۶/ ۲۲۷)

اوراب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

مگر تعجب ان مسلمانان اہلسنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں ،بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے،مسلمان صحیح العقیدہ ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں ،ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی ،اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرمجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بجھیں گے" قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ۔(القران الکریم ۳/ ۱۱۹)(تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں ،اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات ۔)

اس تالفہ کے رد میں اقوال ائمہ وعلماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے

اعتقاد سے ائمہ وعلماء کہتے ہو ان کے نزدیک وہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف واشاعت انھیں نے کی تمھارے پیارے نبی محمد مصطفی دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر ومدد بخش ہر خشک وتر وواسطہ ایصال ہر خیر وبرکت ووسیلہ فیضان ہر جود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کرب ودافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ تو ان کے نزدیک حقیقۃ یہ شرک وبدعت تھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے کما ذکرہ المحدث العلامۃ الفقیہ الفھامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی فی الدرر السنیۃ۔

(الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ مکتبہ حقیقۃ دار الشفقۃ استانبول ترکی۔ص ۵۲)

(جیسا کہ حضرت محدث العلامہ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ الملکی نے اس کو الدرر السنیۃ میں ذکر کیا۔)

احادیث دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وغیرہ حضور والا صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔رہی آیت کہ رب العزۃ جل وعلا نے بلا تخصیص لفظ وصیغہ ووقت وعدد مطلقا اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود وسلام کی طرف بلاتا ہے

یا یھا الذین امنو صلوا علیه وسلموا تسلیما۔

(القران الکریم ۳۳/۵۶)

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلی اله وصحبه اجمعین کلما ولع بذکره الفائز ون ومنع من اکثاره الھالکون۔ اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر، جب بھی آپ کے ذکر پر شیفتہ ہوں کامیاب ہونیوالے اور اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک ہونیوالے (ت)

تو دلائل الخیرات و درود تاج وغیرہما سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل، یہ بھی انہیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب و صیغ میں حضور والا دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اوصاف عظیمہ جلیلہ ونعوت کثیرہ جزیلہ ہیں۔

اور انکے امام الطائفہ کا حکم ہے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو"۔[1]

(۱ے تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراک الخ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۴)

علاوہ ازیں وظیفہ درود میں صدہا بار نام اقدس لینا ہوگا اور ان کا امام لکھ چکا کہ نام جپنا شرک ہے۔ اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمہارے خدا کا اطلاق۔ ہاں اگر انہیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباؤ اجداد و اکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ کہیں تو ایمان کی گت بری بنے اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے، ایسی ہی جگہ پر بدلگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔ت) مثلاً:

اولاً: یوں پوچھئے کہ حیادارو! صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین

کتب رحمہم اللہ تعالٰی زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نہ تھے انہیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عم نسب و پدر شریعت جد طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب وجد شریعت وفرجد طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور فرجد نسب وتلمذ وجد الجد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم اکابر وعمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔ کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں تھے، کیا ان کی کتابیں جبھی تصنیف ہوئی تھیں، کیا انہوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے جو درود لکھے ہیں سب بعینہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتادو اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ انکی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں، کیا وحی باطنی اسمٰعیلی ہمیں یہ حکم تشریعی بھی آچکا ہے کہ یجوز لابائک مالا یجوز لغیرھم (تیرے آباء کے لیے جائز ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ت) ان کا امام صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے۔) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی، وہ مثل انبیاء معصوم ہیں[۱]۔ (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیاء میرٹھ ص ۳۸ دوسطر اخیر تا ص ۳۹ سطر ۱۰، ۱۱ دوسطر اخیر ص ۴۱ سطر ۵، ۶ تا ص ۴۲ سطر ۲ و ۳، ۴)

(۱؎ صراط مستقیم حب ایمانی کا دوسرا ثمرہ کلام کمپنی تیرتھ داس روڈ کراچی ص ۶۵) (صراط مستقیم (فارسی) حب ایمان کا دوسرا ثمرہ المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور ص ۳۴)

گمراہی بددینی کا منہ کالا، پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے، اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے استادوں پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت، اور علمائے سنت اس

جرم پر کہ صیغہائے درود مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کیوں کثرت کی معاذ اللہ بدعتی بدنام۔

ثانیاً: یہ قہر مانی حکم صرف حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کی قول الجمیل جن کے لیے ضامن وکفیل۔ اسی قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیران ومشائخ کے آداب طریقت واشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت وسلوک آمیزی تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہے۔ وان لم یثبت تعین الاداب ولا تلک الاشغال [1] اگر چہ نہ ان خاص آداب کا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا۔ ([1] القول الجمیل گیارہویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳)

شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں: "اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور ہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجا کئے" [1]

([1] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۱)

مولوی خرمعلی مصنف نصحیۃ المسلمین نے اسکے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کر کے لکھا ہے: "یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں" [1]

([1] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲)

اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرارہم تصور شیخ کی ترکیب لکھی ہے کہ:

اذا غاب الشیخ عنه یخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید صورته ماتفید صحبته۔

(القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۲و۸۱)

شیخ غائب ہوتو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل کیا: "حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے"[ا]۔

(ا۔ شفاء العلیل مع قول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰)

مکتوبات مرزا صاحب جانجاناں میں ہے (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس ذکیہ قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں):

دعائے حزب البحر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند۔	دعائے حزب البحر صبح وشام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لیے ہر روز پڑھنا چاہیے۔

(کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۴)

ذرا اس صبح وشام وہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام ومداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہ ان داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم اور ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے:

بعد حلقہ صبح لازم گیرد۔	اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔

(کلمات طیبات ملفوظات مظہر جانان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲)

انہیں میں ہے: بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند۔

(کلمات طیبات ملفوظات مظہر جانان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۲)

اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہیے۔ (ت)

سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

اشغال مناسبہ ہر وقت و ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشد ولہذا محققان ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضاء کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کرد شود الخ۔

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اکابر میں سے ہر طریقے کے محققین نے اشغال و اعمال میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید اشغال کے لیے جو اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع کئے گئے متعین کیا گیا ہے۔

(صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۷، ۸)

للہ انصاف! یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے۔ اور ذرا تصور شیخ کی تو خبریں کہئے جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں، یہ ایمان تقویۃ الایمان پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا یہ حضرات شریعت باطنہ اسمٰعیلی سے مستثنیٰ ہیں۔

ثالثاً: بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانح العطا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا تو معاذ اللہ شرک ہوا اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی خبر لیجئے وہ اپنے قصیدہ نعتیہ اطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں: بنظر نمی آید مرا مگر

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست اندوہگین است در ہر شد تے۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول تحت شعر معتصم المکروب فی کل غمرۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴)

ہمیں نظر نہیں آتا مگر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔

پھر کہا:

جائے پناہ گرفتن بندگان	حضور قیامت کے دن خوفزدوں
وگریز گاہ ایشاں در وقت خوف	اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ
روز قیامت۔	ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل دوم تحت شعر ملاذ عباد اللہ ملجاء خوفہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۴)

پھر کہا:

نافع تیرن ایشانست مردماں	زمانہ کے ہجوم کے وقت لوگوں کے
رازنزدیل ہجوم حوادث زماں۔	لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل چہارم تحت شعر واحسن خلق اللہ خلقا وخلقہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۶)

پھر کہا:

اے بہترین خلق خدا واے	اے خلق خدا میں بہترین ! اے
بہترین عطا کنندہ واے بہترین	بہترین عطا والے اور اے بہترین
کسیکہ امیداوداشتہ شود	شخصیت ، اور مصیبت کے وقت امیدوار
برائے ازالہ مصیبتے۔	کی مصیبت کو ٹالنے والے۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲)

پھر کہا:

تو پناہ دہندہ از ہجوم	آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ

کردن مصیبتے۔ دینے والے ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعروانت مجیری من ہجوم ملمۃ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲)

اپنے دوسرے قصیدہ نعتیہ ہمزیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آخر حالت مادح آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آنست کہ ندا کند خوار وزار شدہ باخلاص در مناجات وبہ پناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا عطائے ترا میخواہم روز حشر (الی قولہ) توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من وبہ تست پناہ گرفتن من ودر تست امید داشتن من۔ ملخصاً۔

حضور کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے۔ جبھی تو میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں اھ ملخصاً۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل ششم تحت اشعار وآخر مالمادحہ الخ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳ و ۳۴)

یہی شاہ صاحب ہمعات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں:

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت ست در منام وفائدہا

اس نسبت کے ثمرات یہ ہیں کہ اس جماعت (اویسیہ) کی زیارت خواب

ایشاں یافتن ودر مہالک ومضائق سورت آں جماعت پدید آمدن وحل مشکلات وے باں صورت منسوب شدن۔

میں ہوجاتی ہے اور ہلاکت وتنگی کے اوقات میں وہ جماعت ظاہر ہوکر مشکلیں حل فرماتی ہے۔

(ہمعات ہمعہ ۱۱ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدرآباد پاکستان ص ۵۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید تذکرۃ الموتٰی میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرارہم کی نسبت لکھتے ہیں:

ارواح ایشاں از زمین وآسمان وبہشت ہرجا کہ خواہند ومیروند ودوستاں ومعتقداں را در دنیا وآخرت مددگاری میفرمایند ودشمناں را ہلاک می سازند۔

ان کی ارواح زمین وآسمان اور بہشت سے ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں۔

(تذکرۃ الموتٰی مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۱)

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے:

نسبت مابجناب امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ میرسند وفقیر را نیاز خاص بآنجناب ثابت ست دروقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میری نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفا ہوجاتی

می شود وسبب حصول شفا ہے۔
میگردد۔

(کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۸)

ذرا اس "نیاز خاص" پر بھی نظر رہے۔ یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں:

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشان بسیار معلوم شد باہیچکس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک بآنحضرت بحالش مبذول نیست۔	حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔

(کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳)

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ مبارک "غوث الثقلین" بھی ملحوظ خاطر رہے اس کے یہی معنی ہے نا کہ انس وجن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔

اور سنئے یہی نفس ذکیہ فرماتے ہیں:

ہمچنیں عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف است مغلان در صحرا یا وقت خواب اسباب واسپان خود بحمایت حضرت خواجہ می سپارند وتائیدات از غیب ہمراہ ایشاں می شود۔	ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل میں یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کر دیتے غیبی تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے۔

(کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳)

اب تو شرک کا پانی سر سے اوپر ہوگیا، ایمان سے کہیو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے جس پر مدد غیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے، خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیث اعوذ بعظیم ھذا الوادی ا؎۔ (میں اس وادی کے حکمران کی پناہ چاہتا ہوں۔ت)

(ا؎ المعجم الکبیر حدیث ۴۱۶۶ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۴/ ۲۲۱) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر تحریم بن فاتک دار الفکر بیروت ۳/ ۶۲۱)

یا آیہ کریمہ:

کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن۔

(القرآن الکریم ۷۲/ ۶)

(آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے۔ت)

یاد آجائے،

پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مداح جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے، آخر تمہارا امام بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

دریں حالت ہم تصرف درد نیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیان تحصیل مطلب	اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسی اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے ہیں

کمالات باطنی ازانہامی نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازانہامی طلبند ومی یابند۔

اورحاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اورحاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اوراپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(تفسیر فتح العزیز تحت آیۃ ۸۴ / ۱۸ مطبع مسلم بکڈ پولال کنواں دہلی پارہ عم ص ۲۰۶)

ذرا یہ" دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال، ملحوظ رہے اورحل مشکل ودفع بلا میں کتنا فرق ہے۔(یاعلی مشکل کشا مشکل کشا)

اورتحفہ اثنا عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جان نجدیت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں:

حضرت امیر وذریۃ طاہرہ او در تمام امت برمثال پیران ومرشد ان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند وفاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اوران کی اولاد طاہرہ کو تمام افراد امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اورتکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اورفاتحہ اوردرود وصدقات اورنذورنیاز انکے نام ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔

(تحفہ اثناء عشریہ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈیمی لاہور ص ۲۱۴)(تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ آخر ص ۳۹۶ واول ۳۹۷)

کیوں صاحبو! یہ کتنے برے شرکہائے اکبر واعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماع امت بتارہے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو

معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیجئے بھلا دفع بلا بھی امور تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولی علی واہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدھم ومولاھم وعلیھم وبارک وسلم۔

طرفہ تر سنئے، شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والا مناقب اور انکے بارہ اساتذہ علم حدیث ومشائخ طریقت جن میں مولانا ابو طاہر مدنی اوان کے والد واستاذ پیر مولانا ابراہیم کردی اوران کے استاد مولانا احمد قشاشی اوران کے استاد مولانا احمد شناوی اورشاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جواہر خمسہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری وخاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے اوراپنے مریدین ومعتقدین کواجازت دیتے۔

اعمال جواہر خمسہ ودعائے سیفی کا زمانہ اقدس حضور دافع البلاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت، اوراس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی ومروج بدعت قرار پانا درکنار، اسی جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جوہر دار سیف خونخوار، جسے دیکھ کروہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کوتیار، وہ کیا کہ نادعلی کہ ایمان طائفہ پرشرک جلی۔

جواہر خمسہ میں ترکیب دعائے سیفی میں فرمایا:

نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند و آن این ست ناد علیًا مظہر العجائب ، تجدہ عونًا لك فی النوائب ، کل ھم وغم سینجلی بولایتك یاعلی یا علی یاعلی۔

نادعلی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے، اوروہ یہ ہے: علی (رضی اللہ عنہ) کوپکار جن کی ذات پاک مظہر عجائب ہے، جب تو انہیں پکارے گا انہیں مصائب وافکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی وغم فوراً دور ہوجاتا ہے آپ کی مدد

سے یا علی یا علی یا علی۔

(جواہر خمسہ مترجم اردو مرزا محمد بیگ نقشبندی دارالاشاعت کراچی ص ۲۸۲ و ۴۵۳)

یعنی پکار علی مرتضٰی (کرم اللہ وجہہ) کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انہیں اپنا مددگار پائے گا۔ مصیبتوں میں، سب پریشانی وغم اب دور ہوتے جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔

ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کہیے، اس نفیس سند کی قدرے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل "انھار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار" (ف ا) و "حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات" (ف ۲) و "انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ" (ف ۳) ملاحظہ ہوں۔ ہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے وللہ الحمد۔

ف ا: رسالہ انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور جلد ہفتم میں ص ۵۶۹ پر موجود ہے۔

ف ۲: رسالہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، جلد نہم میں ص ۶۷۵ پر موجود ہے۔

ف ۳: رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد ۲۹ میں ص ۵۴۹ پر موجود ہے۔

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک، بے ایمان، واجب العذاب، مستحیل الغفر ان تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعت بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ ایمان وحیا بخشے۔ آمین۔

غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کچھ کام چلے

جنہیں نہ نگلتے بنے نہ اگلتے۔ وللہ الحجۃ الساطعۃ۔

فائدہ زاہرہ

خیر، یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزاری تھی، اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصوٰی تک پہنچا چکے ومن احسن من فصلہ وحققہ خاتم المحققین سیدنا الوالد رضی اللہ عنہ المولٰی الماجد فی کتابہ الجلیل المفاد "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد"، (خاتم المحققین سیدنا والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنی جلیل ومفید کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کی تحسین وتفصیل وتحقیق کی ہے۔)

فقیر غفراللہ تعالٰی نے بھی اپنے رسالہ "اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تھامہ" وغیرہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کئے اور اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" (ف) وغیرہا میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجادو احداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صفرا شکنی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وبا وبلاوقحط ومرض والم کو دفع فرمانے کے جزئیات ووقائع جو احادیث میں مروی ان کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر کی قدرت، ان میں سے بہت سے بحمد للہ تعالٰی کتب وخطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور اب جو چاہے کتب سیر وخصائص ومعجزات مطالعہ کرے۔

ف: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۲۹ پر موجود ہے۔ رسالہ "اقامۃ القیامۃ"، جلد ۲۶ ص ۴۹۵ پر موجود ہے۔

نکتہ جلیلہ کلیہ

مگر فقیر غفراللہ تعالٰی لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القا کرے کہ ان شاء اللہ تعالٰی تمام شرکیات وہابیہ کی بیخ کنی میں کافی ووافی کام دے، مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے

ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اوراس کے مثال کو شرک بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک دائے باطنی ومرض خفی ہے کہ اکثر عوام بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ حضرات علیہ انبیائے کرام وملٰئکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تا آنکہ عیاذ اًباللہ خود حضرت رب العزۃ وحضور پرنور سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ، ولہذا امام الطائفہ نے جابجا و بیجا مسائل جی سے گھڑے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے، جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاوٰی فقیر "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کی جلد ششم "البارقۃ الشارقہ علی مارقۃ المشارقہ" میں ملیں گی، ان کی تفصیل سے تطویل کی حاجت نہیں، یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں انا علی اٰثارھم مقتدون۔ (القرآن الکریم ۴۳ / ۲۳) (ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔) پڑھتے ہوئے اسی ڈگر ہوئے، یہ حکم شرک بھی اسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے، اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول: وباللہ التوفیق، نسبت واسناد دو قسم ہے: حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو۔

اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کر دیں جیسے نہر کو جاری یا حابس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں، حالانکہ حقیقۃً آب وکشتی جاری متحرک ہیں۔

پھر حقیقی بھی دو قسم ہے: ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں، یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں واہل ہر مذہب وملت وخود

قرآن وحدیث میں شائع وذائع، مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں، قرآن مجید میں جابجا اولوا العلم وعلمؤا بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطائیہ ہے یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقۃً متصف بعلم ہیں، اور مولٰی عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔ سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت وامداد وعلم غیب وتصرفات ونداوسماع فریاد وغیرہا ایسے فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعات وہابیہ صدہا اطلاقات کو آیات واحادیث سے ثابت اوراحکام اسنادات کومفصل بیان کرنے کا قصد ہے ان شاء اللہ تبارک وتعالٰی حضور پر نور، معطی البہار والسرور، دافع البلاء والشرور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہوتو فقیر کا رسالہ "سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی"، مطالعہ کرے کہ بعونہٖ تعالٰی تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان وایقان کے پھول مہکتے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں تنزیلاً یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا ازانجا کہ حضور سبب ووسیلہ وواسطہ دفع البلاء ہیں لہذا نسبت مجازی، رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہ الملکی (جن کی امامت وجلالت محل خلاف وشبہت نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مہری مصدق فتوٰی میں انہیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں) کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبۃ النبی یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی	مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق
الخلق والاستقلال بالافعال	وفاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ
هذا لایقصده مسلم فصرف	نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا
الکلام الیه ومنعه من باب	اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں
التلبیس فی الدین والتشویش	مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی
علی عوام المؤحدین۔	میں ڈالنا ہے۔

(شفاء السقام الباب الثامن فی التوسل والاستغاثۃ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۷۵)

صدقت یاسیدی جزاك الله عن الاسلام والمسلمین خیراً، امین (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا، اللہ تعالٰی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔)

فقیر کہتا ہے ایک دفع بلاء وامداد وعطا ہی پر کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے شریک ہیں کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہٖ موجود ہے یا جوفسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتۃ (اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ت) سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم ہے کہ جو محاورے صبح وشام خود بولتے رہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں، کیا مسلمان پر بدگمانی حرام قطعی نہیں، کیا اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہوتو اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمان سے بھی گزرا ہوا ہے، سوئے ظن کے لئے اس گمان کی گنجائش تو چاہیے، مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے اس کا موحد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے کما لایخفی عند کل من له عقل ودین (جیسا کہ کسی صاحب عقل ودین پر پوشیدہ نہیں۔)

فتاوی خیریہ کتاب الایمان میں ہے:

سئل فی رجل حلف انه لایدخل هذه الدار الا ان یحکم علیه الدهر فدخل هل یحنث اجاب لاوهذا مجاز لصدوره من الموحد واذا دخل فقد حکم ای قطی علیه رب الدهر بدخولها وهو مستثنی فلا حنث . بتلخیص .	ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا، اور وہ داخل ہو گیا، کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں، اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حانث نہیں ہوا، یہ کلمہ مجازی ہے، موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔ جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا، اس لئے وہ حانث نہیں ہوا اھ ملخصاً

(الفتاوی الخیریۃ کتاب الایمان دارالمعرفۃ بیروت ۱/۸۱)

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افترا ہے، وہ بھی مسلمان پر وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئیگی، حساب تو نہ ہوگا، ان خبائث کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا، مسلمان کی طرف سے لاالٰہ الا اللہ جھگڑتا ہوا نہ آئے گا۔ ستمگر! جواب تیار رکھ اس سختی کے دن کا، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ (القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷) (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔)

بالجملہ اس احتمال کو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انہیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہو اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں متصور بنظر مصداقنسبت یا بنفس حکایت۔

اول یہ کہ غیر خدا کے لیے ایسا اتصاف ماننا ہی مطلقا شرک اگر چہ مجازی ہو،جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دفع بلا کے سبب ووسیلہ وواسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق جو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک۔

دوم یہ کہ ایسی نسبت وحکایت خاص بذاتہ حدیت جل وعلا ہے غیر کے لئے مطلقا شرک اگر چہ اسناد غیر ذاتی مانے ،آدمی اگر عقل وہوش سے کچھ بہرا رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہو گیا کہ جب بعطائے الہی مانا تو شرک کے کیا معنی برخلاف اس طاغی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے [1]۔

([1] تقویۃ الایمان، پہلا باب، مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷)

کسی سفیہ مجنوں سے کیا کہا جائے گا کہ صفت الہی بعطائے الہی نہیں تو جو بعطائے الہی ہے صفت الہی نہیں،تو اس کا اثبات اصلا کسی صفت الہی کا اثبات بھی نہ ہوا نہ کہ خاص صفت ملزومہ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبداہۃ صفت ملزومہ عبدیت ہوئی کہ بعطائے غیر کسی صفت کا حصول تو بندہ ہی کے لئے معقول تو اس کا اثبات صراحتا عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا ،ایک یہی حرف تمام شرکیات وہابیہ کو کیفر چشانی کے لئے بس ہے،مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکم شرک اللہ ورسول تک متعدی ہونا،ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اس حکم ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور،ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ ورسول تک منجر جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

باب اوّل

وجہ اول پر نصوص سنئے اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں، جملہ چھیاسٹھ نص ہیں۔

فصل اوّل آیات کریمہ میں

آیت ۱: قال اللہ عزوجل، وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔

(القران الکریم ۸ / ۳۳)

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلاء ہیں کہ مسلمانوں پر تو خاص رؤف ورحیم ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

آیت ۲: وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔

(القران الکریم ۲۱ / ۱۰۷)

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا وزحمت (جو خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت وزحمت کی دوری کا۔)

آیت ۳: ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جاءو ك واستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔

(القران الکریم ۴ / ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔

آیۂ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پرنور عفوغفور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ ودفع بلائے عذاب ہے، بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا وعذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلی اللہ تعالی علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴: ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع۔ (القران الکریم ۲۲/ ۴۰)

اگر اللہ تعالی آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت ومذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔

آیت ۵: ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العٰلمین۔ (القرآن الکریم ۲/ ۲۵۱)

اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہوجاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی مسلمان کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶: ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنٰت لم تعلموھم ان تطؤھم فتصیبکم منھم معرۃ بغیر علم لیدخل اللہ فی رحمتہ من یشاء لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما۔

(القرآن الکریم ۴۸/ ۲۵)

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہوجاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرے کے لئے مکہ معظّمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لیے ایک دبتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے انا فتحنالك فتحا مبینا۔ (القرآن الکریم ۴۸/ ۱) (بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں مکمہ معظّمہ میں بہت مرد وعورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ وبند کے روندنے میں آجاتے اور ان کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل وقہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہوجاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے وللہ الحمد۔

فصل دوم احادیث عظیمہ میں

حدیث ۱: کہ رب العزت جل وعلا فرماتا ہے:

انی لاھم باھل الارض میں زمین والوں پر عذاب اتارنا

عذابا فاذا نظرت الی عمار بیوتی والمتحابین فیّ والمستغفرین بالاسحار صرفت عنہم۔ البیهقی فی الشعب عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال ان الله تعالیٰ یقول الحدیث۔

چاہتاہوں جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتاہوں اپنا غضب ان سے پھیر دیتاہوں ۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہ حدیث بیان فرماتا ہے۔)

(شعب الایمان حدیث ۹۰۵۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶ /۵۰۰) (کنزالعمال حدیث ۲۰۳۴۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۷/۵۷۹)

حدیث ۲: کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو لا عباد لله رکع وصبیة رضع وبهائم رتع تصب علیکم العذاب صبا ثم رض رضّا۔ الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی السنن عن مسافع الدیلمی رضی الله تعالیٰ عنه۔

اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر بسختی ڈالا جاتا پھر مضبوط ومحکم کردیا جاتا (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں مسافع الدیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

(السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب صلوٰۃ الاستسقاء باب استحباب الخروج الخ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن ۳/۳۴۵)(المعجم الکبیر حدیث ۷۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲ /۳۰۹)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ تعالٰی لیدفع بالمسلم الصالح عن مائة اھل بیت من جیرانه البلاء۔	بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھروں سے بلا دفع فرماتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر آیہ کریمہ ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض تلاوت کی۔

رواہ عنه الطبرانی فی الکبیر۔ وعبد اللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم۔	طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے اور عبداللہ بن احمد پھر بغوی نے معالم میں اس کو روایت کیا۔)

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲ /۲۵۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۱۷۷)

(الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترہیب من اذی الجار حدیث ۳۹ مصطفی البابی المصر ۳ /۳۶۳)

(الدر المنثور تحت الآیۃ ۲ /۲۵۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱ /۷۲۶)

حدیث ۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعًا وعشرین مرة کان من الذین یستجاب لھم ویرزق بھم اھل الارض۔ الطبرانی فی الکبیر۔ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنه بسند جید۔	جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے (طبرانی نے کبیر میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند جید کے ساتھ روایت کیا۔)

(کنز العمال حدیث ۲۰۶۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱ /۴۷۶)

حدیث ۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم۔ البخاری ۔عن سعد بن ابی وقاص رضی الله تعالیٰ عنه۔

کیا تمہیں مدد ورزق کسی اور کے سبب بھی ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں کے ۔ (بخاری نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من استعان بالضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ ۱/ ۴۰۵)

حدیث ۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان الله ینصر القوم باضعفهم۔ الحارث فی مسنده۔ عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما۔

بیشک اللہ تعالٰی قوم کی مدد فرماتا ہے ان کے ضعیف تر کے سبب۔ حارث نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔)

(کنز العمال حدیث ۱۰۸۸۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴ /۳۵۷)(الجامع الصغیر حدیث ۵۱۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۷)

حدیث ۷: زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے ایک کسب کرتے، دوسرے خدمت والائے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوتے۔ کمانے والے ان کے شاکی ہوئے، فرمایا:

لعلك ترزق به۔ الترمذی۔ وصححه والحاكم عن انس رضی الله تعالیٰ عنه۔

کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے ۔(اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی، اور حاکم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(سنن الترمذی کتاب الزہد حدیث ۲۳۵۲ دار الفکر بیروت ۴ / ۱۵۴)(المستدرک للحاکم کتاب

العلم خطبۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی حجۃ الوداع دار الفکر بیروت ۱ / ۹۴)

حدیث ۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الابدال فی امتی ثلٰثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون. الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیحٍ۔	ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔ انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی نے کبیر میں عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ عبادۃ ابن الصامت حدیث ۳۴۵۹۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ / ۱۸۶)

(مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الابدال الخ دار الکتب بیروت ۱۰ / ۶۳)(الجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۱۸۲)

حدیث ۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالٰی اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

یسقٰی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔ احمد۔ عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ بسند حسن۔	انہی کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے۔ (امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے بسند حسن روایت کیا۔)

(مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ / ۱۱۲)

دوسری روایت یوں ہے:

يصرف عن اهل الارض البلاء والغرق ۔ ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انہیں کے سبب اہل زمین سے بلاء اورغرق دفع ہوتا ہے۔(ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔)

(تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء ان بالشام یکون الابدال داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۱۳)

حدیث ۱۰: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ابدال شام میں ہیں،

بهم ينصرون وبهم يرزقون ۔ الطبرانی فی الکبیر عن عوف بن مالك وفی الاوسط عن علی المرتطی رضی الله تعالی عنهما کلاهما بسند حسن۔

وہ انہیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اورانہیں کی وسیلہ سے رزق۔ (طبرانی نے کبیر میں عوف بن مالک سے اوراوسط میں علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دونوں میں بسند حسن روایت کیا۔)

(المعجم الکبیر عن عوف بن مالک حدیث ۱۲۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۶۵)

حدیث ۱۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لن تخلو الارض من اربعين رجلا مثل ابراهيم خليل الرحمن فيهم تسقون وبهم تنصرون۔ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی الله تعالی عنه بسند حسن۔

زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرتو پر ہوں گے، انہیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا اورانہیں کے سبب مدد پاؤ گے (طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔)

(المعجم الاوسط حدیث ۴۱۱۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۶۵)(کنزالعمال حدیث ۳۴۶۰۳

مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۸)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لن یخلو الارض من ثلثین مثل ابراھیم بھم تغاثون وبھم ترزقون وبھم تمطرون۔ ابن حبان فی تاریخہ عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلٰوۃ والثناء سے خُوبُو میں مشابہت رکھنے والے تیس شخص زمین پر ضرور رہیں گے، انہیں کی بدولت تمہاری فریاد سنی جائے گی اورانہیں کے سبب رزق پاؤ گے اورانہیں کی برکت سے مینہ دیئے جاؤ گے (ابن حبان نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ حب فی تاریخہ عن ابی ہریرۃ حدیث ۳۴۶۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۷)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایزال اربعون رجلاً من امتی قلوبھم علی قلب ابراھیم یدفع اللہ بھم عن اھل الارض یقال لھم الابدال۔ ابو نعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میری امت میں چالیس مرد ہمشیہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے دل پر ہوں گے اللہ تعالٰی ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وہب ۲۶۳ دارالکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۷۳)(کنز العمال بحوالہ

طب عن ابن مسعود حدیث ۳۴۶۱۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۹۰)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایزال اربعون رجلا یحفظ اللہ بھم الارض کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ اٰخر وھم فی الارض کلھا۔ الخلال۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما۔

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالٰی زمین کی حفاظت لے گا جب ان میں کا ایک انتقال کرے گا اللہ تعالٰی اسکے بدلے دوسرا قائم فرمائیگا، اور وہ ساری زمین میں ہیں۔ (خلّال نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

(کنز العمال بحوالہ الخلال عن ابن عمر حدیث ۳۴۶۱۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۹۱)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: بیشک اللہ تعالٰی کے لیے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں، اور چالیس کے دل قلب موسیٰؑ اور سات کے قلب ابراہیم، اور پانچ کے قلب جبریل، اور تین کے قلب میکائیل، اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے علیہم الصلٰوۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین سے، فبھم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء۔ ابونعیم فی الحلیۃ اھ وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اُگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔ (ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(اے حلیۃ الاولیاء مقدمۃ الکتاب دارالکتاب العربی بیروت ۱/۹) (تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء ان بالشام یکون الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۳)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قرء القراٰن ثلثة (فذکر الحدیث الی ان قال) ورجل قرأالقراٰن فوضع دواء القراٰن علی داء قلبه فاسهر به لیله واظمأبه نهاره وقاموا فی مساجدهم واحبوابه تحت برانسهم فهٰؤلاء یدفع الله بهم البلاء ویزیل من الاعداء وینزل غیث السماء فوالله هؤلاء من قراء القراٰن اعز من الکبریت الاحمر۔ ابن حبان ۲؎ فی الضعفاء وابو نصر السجزی فی الابانة والدیلمی عن بریده رضی الله تعالیٰ عنه ورواه البیهقی فی الشعب عن الحسن البصری رضی الله تعالیٰ عنه۔

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں دنیا طلب وقاری بے عمل بیان کر کے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال ودولت وغنیمت دلاتا اور آسمان سے مینہ برساتا ہے خدا کی قسم قاریان قرآن میں ایسے لوگ گوگرد سرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔ (ابن حبان نے الضعفاء میں اور ابو نصر سجزی نے ابانہ میں اور دیلمی نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی نے شعب میں حضرت

حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(۲۔ شعب الایمان حدیث ۲۶۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۵۳۱و ۵۳۲)(کنز العمال بحوالہ حب فی الضعفاء وابی نصر السجزی انخ حدیث ۲۸۸۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۶۲۳)

حدیث ۱۷: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد، وانا امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی مایوعدون، واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی اتی امتی مایوعدون۔

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے، جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا فنا ہوجانا۔ اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات۔ اورمیرے صحابہ امان ہیں میری امت کے لیے، جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب ومذاہب فاسدہ وتسلط کفار۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ۔احمد ومسلم ا ۔عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ امام احمد و مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔) (ا۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امان

لاصحابہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۸۸)(مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۹۹)

حدیث ۱۸، ۱۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی۔ واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور برتقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو،

کما فی روایۃ ابی یعلی فی مسندہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن والحاکم فی المستدرک وصحح وتعقب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ولفظہ النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف الحدیث۔

جیسا کہ مسند ابو یعلیٰ کی روایت میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے۔ اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا اوراس کی تصحیح کی اورابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی پیروی کی، ان کے الفاظ یہ ہیں: ستارے زمین والوں کے لئے غرق ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں، الحدیث۔

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اہل بیتی امان لامتی دار الفکر بیروت ۳/ ۱۴۹)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اھل بیتی امان لامتی فاذ اذھب اھل ابیتی اتاھم ما یوعدون۔ الحاکم وتعقب

میرے اہلبیت میری امت کے لے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پروہ آیگا جو ان سے وعدہ ہے

عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالٰی عنهما۔ (حاکم نے روایت کی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی پیروی کی۔)

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اہل بیتی امان لامتی دار الفکر بیروت ۳/۱۴۹)

حدیث ۲۱: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا:

کان من دلالات حمل رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان کل دابة کانت لقریش نطقت تلك اللیلة وقالت حمل رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ورب الکعبة وهو امان الدنیا وسراج اهلها۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل عالم کے سورج ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس باب مظہر فی لیلۃ مولدہ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۴۷)

حدیث ۲۲ و ۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا وفی لفظ اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافهم فان فیهم رحمتی وفی لفظ اطلبوا الفضل من الرحماء وفی روایة اخرٰی اطلبوا المعروف من

میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے اور ایک روایت میں ہے ان سے فضل طلب کرو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے میری رحمدل امتیوں سے بھلائی چاہو ان کی پناہ میں چین سے

رحماء امتی تعیشوا فی اکنافھم۔ العقیلی والطبرانی فی الاوسط باللفظ الاول وابن حبان والخرائطی والقضاعی وابوالحسن الموصلی والحاکم فی التاریخ بالثانی والعقیلی بالثالث کلھم عن سعید الخدری والاخری للحاکم فی المستدرك عن علی ن المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ۔

رہو گے۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں بلفظ اول اور ابن حبان، خرائطی، قضاعی، ابوالحسن موصلی اور حاکم نے تاریخ میں بلفظ دوم جبکہ عقیلی نے بلفظ سوم روایت کیا ہے۔ ان سب نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور مستدرک حاکم میں دوسری روایت میں بروایت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔

(کنز العمال بحوالہ عق، طس عن ابی سعید حدیث ۱۶۸۰۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۸)(الجامع الصغیر بحوالہ عق، طس عن ابی سعید حدیث ۱۱۰۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ /۷۲)(الجامع الصغیر بحوالہ الخرائطی فی مکام الاخلاق حدیث ۱۱۱۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۷۲)(کنز العمال بحوالہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق حدیث ۱۶۸۰۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۹)(المستدرک للحاکم کتاب الرقاق اہل المعروف فی الدنیا الخ دار الفکر بیروت ۴ /۳۲۱)(کنز العمال حدیث ۱۶۸۰۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۹)

حدیث ۲۴ تا ۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ۔

بھلائی اور اپنی حاجتیں خُوشرُو یوں سے مانگو۔

(المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ /۸۱)

ع　کہ معنی بود وصورت خوب را کہ یہ خوش رو حضرات اولیائے کرام ہیں کہ

حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے۔

من کثرت صلوٰته باللیل حسن وجهه بالنهار۔	جو رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دن کی روشنی جیسا حسن عطا کر دیتا ہے۔

(کنزالعمال حدیث ۲۱۳۹۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۷ / ۷۸۳)

اور جود کامل وسخائے شامل بھی انہیں کا حصہ کہ وقت عطا شگفتہ روئی جس کا ادنٰی ثمرہ۔

الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بهذا اللفظ والعقیلی والخطیب وتمام الرازی فی فوائد ہ والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان عنه وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج والعقیلی والدارقطنی فی الافراد والطبرانی فی الاوسط وتمام والخطیب فی رواة مالك عن ابی هریرة ۔ وابن عساکر والخطیب فی تاریخهما عن انس بن مالك. والطبرانی فی الاوسط والعقیلی والخرائطی فی اعتلال القلوب وتمام وابوسهل	طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان ہی لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عقیلی، خطیب، تمام رازی اپنی فوائد میں، طبرانی کبیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں ان ہی سے راوی ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں، عقیلی ودارقطنی نے افراد میں، طبرانی نے اوسط میں، تمام اور خطیب نے بواسطہ مالک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ابن عساکر اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اوسط میں، عقیلی وخرائطی نے اعتلال القلوب میں، تمام

وعبد الصمد بن عبد الرحمن البزار فی جزئه وصاحب المهر انیات فیها عن جابر بن عبد الله، وعبد بن حمید فی مسنده وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الکامل والسلفی فی الطیوریات عن ابن عمر، وابن النجار فی تاریخه عن امیرالمومنین علی ، والطبرانی فی الکبیر عن ابی خصیفة وتمام عن ابی بکرة، والبخاری فی التاریخ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج ، وابویعلی فی مسنده ، والطبرانی فی الکبیر والعقیلی والبیهقی فی شعب الایمانٰ وابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقة کلهم بلفظ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه ، کماعند الاکثر اوالتمسوا کما التمام عن ابن عباس والخطیب عن انس۔

وابوسہل اور عبدالصمد بن عبدالرحمن بزار نے اس کو اپنی جزء میں اورصاحب مہرانیات نے مہرانیات میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ جبکہ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے ضعفاء میں، ابن عدی نے کامل میں اور سلفی نے طیوریات میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر میں ابوخصیفہ سے اور تمام نے ابو بکرہ سے روایت کیا۔ بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں، ابویعلیٰ نے اپنے مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، عقیلی وبیہقی نے شعب الایمان میں اورابن عساکر نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے کہ "خوشرویوں سے بھلائی طلب کرو" جیسا کہ اکثر کے نزدیک ہے۔ یا اطلبوا کی جگہ التمسوا ہے جیسا کہ تمام نے ابن

والطبرانی عن ابی خصیفة۔

عباس، خطیب نے حضرت انس اور طبرانی نے ابوخصیفہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(اتحاف السادة المتقین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقة النعمة واقسامہا دار الفکر بیروت ۹ /۹۱)(کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیة بیروت ۱ /۱۲۲و۱۲۳)(تاریخ بغداد ذکر مثانی الاسماء دار الکتاب بیروت ۴ /۱۸۵)(تاریخ بغداد ترجمہ ایوب بن الولید ۳۴۸۳ دار الکتاب بیروت ۷ /۱۱)(تاریخ بغداد ترجمہ عبد الصمد بن احمد ۵۷۲۲ دار الکتاب بیروت ۱۱ /۴۳)(تاریخ بغداد عصمة بن محمد الانصاری ۷۱۴۱ دار الکتاب بیروت ۱۳ /۱۵۸)(الضعفاء الکبیر حدیث ۱۳۶۶ دار الکتب العلمیة بیروت ۳ /۳۴۰)(شعب الایمان تحت الحدیث ۳۵۴۳ دار الکتب العلمیة بیروت ۳ /۲۷۹)(موسوعة رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۳ موسسة الکتب الثقافیہ بیروت ۲ /۵۱)(کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۶۷۹۲ موسسة الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۶)(الجامع الصغیر بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۴۴ دار الکتب العلمیة بیروت ۱ /۹)(الجامع الصغیر بحوالہ تخ حدیث ۱۱۰۷ دار الکتب العلمیة بیروت ۱ /۷۲)(المعجم الاوسط عن ابی ہریرة حدیث ۷۹۹ مکتبة المعارف ریاض ۴ /۲ /۴۷۲)(کنز العمال حدیث ۱۶۷۹۵ موسسة الرسالہ بیروت ۶ /۵۱۶)(المعجم الاوسط عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۶۱۱۳ مکتبة المعارف ریاض ۷ /۷۱)(مجمع الزوائد باب مایفعل طالب الحاجة وممن یطلبہا دار الکتاب بیروت ۸ /۱۹۴و۱۹۵)(الکامل لابن عدی ترجمہ سلیم بن مسلم، دار الفکر بیروت ۳ /۱۱۶۷)(المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۷۵۱ عالم الکتب بیروت ص ۲۴۳)(اعتلال القلوب للخرائطی حدیث ۳۴۲و۳۴۳ مکتبہ نزار مصطفی البازمکة المکرمة ۱ /۱۶۶و۱۶۷)(موسوعة رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۲و۵۱ موسسة الکتب الثقافیة بیروت ص ۵۰و۵۱)(الضعفاء الکبیر ترجمہ سلیمان بن راقم ۵۹۹۲ /۱۲۱ وترجمہ سلیمان بن کراز ۶۲۸۲ /۱۳۹)(شعب الایمان حدیث ۳۵۴۱و۳۵۴۲ دار الکتب العلمیة بیروت ۳ /۲۷۸)(المعجم الکبیر عن ابی خصیفة حدیث ۹۸۳ المکتبة الفیصلیة بیروت ۲۲ /۳۹۶)(تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن محمد ۱۲۸۷ دار الکتاب العربی بیروت ۳ /۲۲۶)

او ابتغوا ۲؎ کما للدارقطنی عن ابی هریرة

یا لفظ ابتغوا ہے جیسا کہ دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن

ولفظه عندابن عدی عن ام المؤمنین اطلبوا الحاجات وھو فی کامله ۳؎	عدی کی کامل میں بروایت ام المومنین حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ "اپنی حاجات طلب کرو"۔

(۲؎ کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۶۷۹۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۶)(۳؎ الکامل لابن عدی ترجمہ الحکم بن عبداللہ دار الفکر بیروت ۲/ ۶۲۲)

والبیھقی فی شعب عن عبد اللہ بن جراد بلفظ اذا ابتغیتم المعروف فاطلبوہ عند حسان الوجوہ ۱؎ واحمد بن منیع فی مسندہ عن یزید القسملی بلفظ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوھا ۲؎ وابن ابی شیبۃ فی مصنفه عن ابن مصعب ن الانصاری وعن عطاء وعن ابن شھاب الثلثۃ مراسیل رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین۔	بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن جراد سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ جب بھلائی طلب کرو تو خوشرویوں کے پاس طلب کرو۔ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں یزید القسملی سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب حاجات طلب کروتو خوشرویوں کے ہاں طلب کرو۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن مصعب انصاری، عطاء اور ابن شہاب سے روایت کیا، یہ تینوں حدیثیں مرسل ہیں، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

(۱؎ شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۳۵)(۲؎ اتحاف السادۃ المتقین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ واقسامھا دار الفکر بیروت ۹/ ۹۱)(کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۲۳)(المصنف لابن ابی شیبۃ حدیث ۲۶۲۶۷، ۲۶۲۶۸، ۲۶۲۶۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۴۳۵)

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا الایادی عند فقراء المسلمین فان لهم دولة یوم القیٰمة. ابو نعیم فی الحلیة عن ابی الربیع السائح معضل۔

نعمتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت ہے۔ (ابو نعیم نے حلیہ میں ابو الربیع السائح سے معضل (سخت مشکل) روایت کی۔)

(حلیۃ الاولیاء ترجمہ ابی الربیع السائح ۴۱۸ دار الکتاب العربی بیروت ۸/۲۹۷)

حدیث ۳۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان الله تعالٰی عبادا اختصهم لحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم اولئك الأمنون من عذاب الله. الطبرانی فی الکبیر. عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما بسند حسن۔

اللہ تعالٰی کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انہیں حاجت روائی خلق کے لیے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں اپنے پاس لاتے ہیں ، یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں ۔ (طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۱۶۰۰۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۳۵۰)

حدیث ۴۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا اراد الله بعبد خیرا استعمله علی قضاء حوائج الناس. البیهقی فی الشعب۔

جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے (بیہقی نے

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔ شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔)

(شعب الایمان حدیث ۷۶۵۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶ / ۱۱۷)

حدیث ۴۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا اراد الله بعبد خیرًا صیر حوائج الناس الیه۔ مسند الفردوس۔ عن انس رضی الله تعالیٰ عنه۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے (مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا۔

(الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۹۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۲۴۳)

حدیث ۴۲ و ۴۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے وہ انہیں آگ سے ہٹا رہا ہے، وانا اٰخذ بحجزکم عن النار وانتم تفلتون من یدی۔ احمد ومسلم عن جابر واحمد ۴ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنهما۔ اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔ (احمد اور مسلم نے حضرت جابر سے اور احمد نے حضرت ابوہریرۃ سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔)

(۴ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی امتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۲۴۸)(مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۳۹۲)(مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۵۴۰)

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لیس منکم رجل الا انا ممسك بحجزته ان یقع فی النار۔ الطبرانی فی الکبیر۔ عن سمرة رضی الله تعالٰی عنه۔	تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہاہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔(طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(المعجم الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ عنہ حدیث ۷۱۰۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷ /۲۶۹)

حدیث ۴۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اللہ عزوجل نے جوحرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا۔

الا وانی ممسك بحجز کم ان تھافتوا فی النار کما تھافت الفراش والذباب۔ احمد والطبرانی ۲؎ فی الکبیر عن ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه۔	سن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے درپے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اورمکھیاں۔ (احمد اورطبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(۲؎ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۴۲۴)(المعجم الکبیر عن ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰ /۲۶۵)

اللہ اکبر! اس سے زیادہ اورکیا دفع بلا ہوگا، ولکن الوھابیة لایعلمون۔

تنبیہ: بائیس سے چوالیس تک چوبیس حدیثیں قابل اندراج وجہ دوتھیں کہ قطعاً للشغف یہیں درج ہوئیں۔

حدیث ۴۶ تا ۵۲: سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی:

اللهم اعز الاسلام باحب هٰذين الرجلين اليك بعمر بن الخطاب او بابی جهل بن هشام ا۔ احمد وعبد بن حميد والترمذی وحسنه وصححه وابن سعد وابو يعلیٰ والحسن بن سفين فی فوائده والبزار وابن مردوية وخيثمة بن سليمان فی فضائل الصحابة وابو نعيم والبيهقی فی دلائلهما وابن عساكر كلهم عن امير المومنين عمر۔ والترمذی عن انس والنسائی عن ابن عمر واحمد وابن حميد وابن عساكر عن خباب بن الارت والطبرانی فی الكبير والحاكم عن عبدالله ابن مسعود والترمذی والطبرانی وابن عساكر عن ابن عباس والبغوی فی الجعديات عن ربيعة السعدی رضی الله

الٰہی! اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام۔ (روایت کیا اس کو احمد وعبد بن حمید وترمذی نے اور اسے حسن اور صحیح کہا۔ اور ابن سعد وابو یعلیٰ وحسن بن سفیان نے اپنی فوائد میں۔ اور بزار، ابن مردویہ، خیثمہ بن سلیمان فضائل صحابہ میں، ابو نعیم وبیہقی دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر، یہ تمام امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ ترمذی نے انس سے، نسائی نے ابن عمر سے، احمد بن حمید وابن عساکر نے خباب بن الارت سے، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے۔ ترمذی، طبرانی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور بغوی نے جعدیات میں ربیعہ بن سعدی سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور ابن عساکر نے اس کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے "اللھم اشدد" کے لفظ سے روایت کیا اور ابن

تعالی عنہم اجمعین، ورواہ ابن عساکر عن ابن عمر بلفظ اللھم اشدد ا۔ وکابن النجار عنہ بلفظ الحدیث الثانی وابو داؤد الطیالسی والشاشی فی فوائدہ والخطیب عن ابن مسعود بلفظ الصدیق الآتی۔

نجار کی طرح اس کو بلفظ حدیث دوم روایت کیا۔ ابو داود طیالسی اور شاشی نے اپنی فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بلفظ صدیق روایت کیا جو آگے آرہا ہے، رضی اللہ تعالٰی عنہم۔)

(ا۔ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۹۵)(المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۷۵۹ عالم الکتب بیروت ص ۲۴۵)(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۱ دار الفکر بیروت ۵ /۳۸۳)(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۳ دار الفکر بیروت ۵ /۳۸۴)(کنز العمال بحوالہ البغوی عن ربیع السعدی حدیث ۳۲۷۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱ /۵۸۳)(کنز العمال حدیث ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۳۲۷۷۱۔ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱ /۵۸۲)(کنز العمال بحوالہ خیثمۃ فی فضائل الصحابۃ حدیث ۳۵۸۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۶۰۲)(کنز العمال بحوالہ یعقوب بن سفیان حدیث ۳۵۸۴۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲ /۵۹۲)(تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷ /۵۰ تا ۶۸)(کشف الخفاء تحت حدیث ۵۴۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ /۱۶۶)(دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر اسلام عمر بن الخطاب دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲ /۲۱۶ و ۲۲۰)(الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ ارقم بن ابی الارقم دار صادر بیروت ۳ /۲۴۲ و ۲۶۷ و ۲۶۹)(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار صادر بیروت ۳ /۸۳ و ۵۰۲)(السنن الکبرٰی کتاب قسم الفئی والغنیمۃ دار صادر بیروت ۶ /۳۷۰)(المعجم الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ حدیث ۱۴۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۹۷)(المعجم الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۱۰۳۱۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰ /۱۹۷)(تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن بشر ۱۶۶۱ دار الکتاب العربی بیروت ۴ /۵۴)(المعجم الاوسط حدیث ۷۴۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۵ /۳۷۸)(المعجم الاوسط حدیث ۱۸۸۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۲ /۵۱۲)(ا۔ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷ /۵۱)

حدیث ۵۳ تا ۸۷: کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة [۱] ابن ماجة وابن عدی والحاکم والبیھقی عن ام المومنین الصدیقة وبلالفظ خاصة ابوالقاسم الطبرانی عن ثوبان والحاکم عن الزبیر وابن سعد من طریق الحسن المجتبٰی وخیثمة بن سلیمان فی الصحابة واللالکائی فی السنة وابو طالب ن العشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر جمیعاً من طریق النزال بن سبرة عن امیر المومنین علی وابن عساکر عنھما اعنی الزبیر والامیر معًا کالطبرانی فی الاوسط عن ابی بکر ن الصدیق بلفظ اید الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔	الٰہی! خاص عمر بن الخطاب کے ذریعے سے اسلام کو عزت دے۔ (ابن ماجہ، ابن عدی، حاکم اور بیہقی نے اس کو ام المومنین صدیقہ سے روایت کیا اور لفظ خاصۃ کے بغیر اس کو ابوالقاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبیٰ وخیثمہ بن سلیمان نے صحابہ میں اور لالکائی نے سنۃ میں اور ابو طالب عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے، ان سب نے بطریق نزال بن سبرہ امیر المومنین سیدنا حضرت علی سے اور ابن عساکر نے حضرت زبیر اور حضرت علی دونوں سے، جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق سے "اید الاسلام" کے لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔)

(۱ سنن ابن ماجۃ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷) (الکامل لابن عدی ترجمہ

مسلم بن خالد دارالفکر بیروت ۶/ ۲۳۱۰) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/ ۸۳) (السنن الکبرٰی کتاب قسم الفیٔ والغنیمۃ دارصادر بیروت ۶/ ۳۷۰) (المعجم الکبیرعن ثوبان حدیث ۱۴۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۷) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۵۲) (کنزالعمال بحوالہ خیثمہ واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۳۲) (المعجم الاوسط حدیث ۸۲۴۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۱۱۹و ۱۲۰)

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف وموافق سب پر روشن ومبین۔ ولہذا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

مازلنا اعزة منذ اسلم عمر [1] البخاری فی صحیحه وابو حاتم الرازی فی مسنده وابن حبان عنه رضی الله تعالٰی عنه.	ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔ (امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی بخاری میں اورابو حاتم رازی نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

([1] صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۰) (المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/ ۸۴) (الطبقات الکبری لابن سعد اسلام عمر رضی اللہ عنہ دارصادر بیروت ۳/ ۲۷۰) (صفۃ الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

كان اسلام عمر فتحا وهجرته نصرًا وامارته رحمة	عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا اسلام فتح تھا اوران کی ہجرت نصرت اور ان کی

لقد رأيتنا وما نستطيع ان نصلی بالبیت حتی اسلم عمر ۲؎ رواه ابو ظاهر السلفی واُخره لابن اسحٰق فی سیرته بمعناه۔	خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظّمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔(اس کو روایت کیا ابو طاہر سلفی نے اور اس کے بعد سیرۃ ابن اسحٰق میں انہیں معنوں میں۔ت)

(۲؎ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام اسلام ابن عمر رضی اللہ عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزئین الاولین ص ۳۴۲)(اسد الغابۃ ترجمہ ۳۸۲۴ عمر بن الخطاب دار الفکر بیروت ۳ /۶۴۸)(الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن الخطاب حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت الجزء الثانی ص ۲۴۴)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

ما صلینا ظاہرین حتی اسلم عمر ظہر الاسلام ودعا الی اللہ علانیۃً۔ اخرجہ الدولابی فی الفضائل۔	جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نمازِ نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انہوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا(دولابی نے فضائل میں اسے بیان کیا۔)

(الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت، الجزء الثانی ص ۲۴۴)

صہیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لما اسلم عمر جلسنا حول البیت حلقًا وطفنا بہ	جب عمر مسلمان ہوئے ہم گرد خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور طواف کیا

وانتصفنا ممن غلظ علینا۔ خرجه ابو الفرج فی صفة الصفوة۔

اور ہم پر جو سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔ (ابوالفرج نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا۔)

(صفۃ الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴)

حدیث ۵۸: عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

انی لاجد صفتك فی کتاب الله یا یها النبی انا ارسلنك شاهدًا ومبشرًا ونذیرًا الی قوله لن یقبضه الله حتی یقیم به الملة العوجاء حتی یقولوا لا اله الا الله ویفتح به اعینا عمیًا واذا ناصمًا وقلوبًا غلفًا ۳۔ الطبرانی و ابو نعیم فی الدلائل وابن عساکر عن محمد بن حمزة بن یوسف بن عبد الله بن سلام عن ابیه عن جده وابن عساکر ایضًا من طریق زید بن اسلم عن عبد الله بن سلام، والدارمی والبیهقی من طریق عطاء بن یسار عنه نحوه وله

بیشک میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا ہوں، اے نبی! یقینا ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔ (روایت کیا طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل میں، اور ابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبداللہ بن سلام

طریق ثانی فی الباب الأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

سے، اور دارمی اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار انہیں سے ایسے ہی اور طریق دیگر آئندہ باب میں آیئگا ان شاء اللہ تعالٰی۔ت)

(۳؎ دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ فی التوراۃ والانجیل دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۸۶)(سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دارالمحاسن للطباعۃ لقاھرۃ ۱/ ۱۴)(الخصائص الکبری بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراۃ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۱۰)(الطبقات الکبرٰی ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دارصادر بیروت ۱/ ۳۶۰)(تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۱۸، ۲۱۹)

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی:

انی باعث نبیا امیًّا افتح بہ اُذانًا صمًّا وقلوبًا غلفًا واعینًا عمیًا الی ان قال اھدی بہ من بعد الضلالۃ واعلم بہ بعد الجھالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واسمی بہ بعد النکرۃ واکثر بہ بعد القلۃ واغنی بہ بعد العیلۃ واجمع بہ بعد الفرقۃ واؤلف بہ بین قلوب واھواء متشتتۃ وامم مختلفۃ ابن ابی حاتم عن

بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا، اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا، اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب

وھب بن منبّہ۔

سے محتاجی کے بعد غنی کردوں گا، اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا، اس کے وسیلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں، متفرق امتوں میں میل کردوں گا۔ (ابن حاتم نے وھب بن منبہ سے روایت کیا۔ ت)

(الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن ابی حاتم عن وھب بن منبہ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱/ ۱۳)

للہ انصاف! یہ کس قدر بلاؤں کا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے وسیلے سے دفع ہونا ہے وللہ الحمد۔

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لما خلق الله العرش کتب علیه بقلم من نورٍ، طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا اله الا الله محمد رسول الله. به اٰخذو به اعطی وامته افضل الامم وافضلها ابوبکرن الصدیق۔ الرافعی عن سلمان رضی الله تعالٰی عنه۔

جب اللہ تعالٰی نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(کنز العمال بحوالہ الرافعی عن سلمان حدیث ۳۲۵۸۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۴۹ و ۵۵۰)

بحمد اللہ تعالٰی اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا

دینا اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں ان کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافت عظمیٰ کہتے ہیں۔وللہ الحمد حمدًا کثیرًا۔

دیکھو! بشہادت خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلا دور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفع بلا کا واسطہ ماناا ور شرک پسندوں نے مشرک جانا، انا للہ وانا الیہ راجعون، اور بحمد اللہ تعالیٰ تین حدیث اخیر نے روشن ومستنیر کر دیا کہ جو نعمت ملی جو بلا ٹلی سب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث حاصل وزائل ہوئی، بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا واللہ ثم باللہ ایک دفع بلا وحصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاك لما خلقت الدنیا ا؂ (اگر آپ نہ ہوتے میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔)

(ا؂ تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۷)

یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہوجائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہاں ہے

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۱/۷۹)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔

باب دوم

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن، جان وہابیت پر برق افگن، اس میں چوالیس آیتیں اور دوسو چالیس حدیثیں ہیں۔

فصل اول آیات شریفہ میں

آیت ۷: قال ربنا تبارك وتعالیٰ:

وما نقموا الا اغنٰهم الله و رسوله من فضله۔ (القرآن الکریم ۹/ ۷۴)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولتمند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہلسنت کو دین ودنیا کا دولتمند فرما اور اپنے فضل سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۲/ ۳)

آیت ۸: ولو انهم رضوا ما اٰتاهم الله و رسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله و رسوله انا الى الله راغبون۔

(القرآن الکریم ۹/ ۵۹)

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دئے پر، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف راغبت والے ہیں۔

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آیت ۹: انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۔ (القرآن الکریم ۳۳/ ۳۷)

اللہ نے اسے نعمت بخشی، اور اے نبی! تو نے اسے نعمت دی۔

آیت ۱۰: لہ معقبت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ۔ (القرآن الکریم ۱۳/ ۱۱)

آدمی کے لیے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، وللہ الحمد۔

آیت ۱۱: ویرسل علیکم حفظۃ۔ (القرآن الکریم ۶/ ۶۱)

اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فرشتوں کو ہمارا حافظ ونگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲: یایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ (القرآن الکریم ۸/ ۶۴)

اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک وتعالٰی نے اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر

فرماتا ہے: اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔ فی الجلالین حسبك الله وحسبك من اتبعك۔ جلالین میں ہے کافی ہے تجھے اللہ اور کافی ہے تجھے وہ جس نے تیری پیروی کی۔

(جلالین کلاں تحت الآیۃ ۸ / ۶۴ اصح المطابع دہلی ص ۱۵۳)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے:

اے پیغامبر کفایت ست ترا خدا وآناکہ پیروی تو کردہ انداز مسلمانان۔	اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ مسلمان جنہوں نے تیری پیروی کی۔

(فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن (ترجمہ شاہ ولی اللہ) مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۸۷)

آیت ۱۳: یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا:

انه ربی احسن مثوای۔ (القرآن الکریم ۱۲ / ۲۳)

بیشک عزیز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

فی الجلالین انه ای الذی اشترانی ربی سیدی۔

(جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲ / ۲۳ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۱)

تفسیر جلالین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے خریدا وہ میرا رب یعنی میرا آقا ہے۔

آیت ۱۴: اما احدکما فیسقی ربه خمرا۔ (القرآن الکریم ۱۲ / ۴۱)

اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

آیت ۱۵: وقال للذی ظن انه ناج منهما اذکرنی عند ربك۔

(القرآن الکریم ۱۲ / ۴۲)

اور یوسف نے کہا اس سے جسے ان دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے

رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔ یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔

آیت ۱۶: اس پر مولٰی تبارک وتعالٰی فرماتا ہے:

فانسٰه الشیطٰن ذکر ربه۔ (القرآن الکریم ۱۲ / ۴۲)

تو اسے بھلادیا شیطان نے اپنے رب بادشاہ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلالین ای الساقی الشیطن ذکر یوسف عند ربه۔ جلالین میں ہے یعنی ساقی کو شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس کے رب کے آگے کرنا بھلادیا۔

(جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲ / ۴۲ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۳)

آیت ۱۷: قال ارجع الی ربك فاسئله مابال النسوة التی قطعن ایدیهن۔ (القرآن الکریم ۱۲ / ۵۰)

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو، اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا شرک۔

آیت ۱۸: رب جل وعلا اپنے مبارک بندے عیسٰی ابن مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام سے فرماتا ہے:

واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیراً باذنی وتبرئ الاکمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتٰی باذنی۔

(القرآن الکریم ۵ / ۱۱۰)

اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے، پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہوجاتی پرند میری پروانگی سے، اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے، اور جب تو قبروں سے مُردے نکالتا میری پروانگی سے۔

دفعِ بلائے مرض وابرائے اکمہ وابرص میں کتنا فرق ہے۔

آیت ۱۹: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتٰی باذن اللہ وانبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم (الی قولہ) ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔ (القرآن الکریم ۳/۴۹و۵۰)

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت پھر پھونکتا ہوں اسمیں تو وہ ہوجاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے، اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو، اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو تاکہ میں حلال کردوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سبحان اللہ!

عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمارہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے جلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!

آیت ۲۰: وانکحوا الایامٰی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم

(القرآن الکریم ۲۴/۳۲)

نکاح کردو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو "ہمارا بندہ" فرمارہا ہے۔ اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اس کا بندہ، اس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا، شائد ان کے نزدیک زید و عمرو خدا کے شریک ہو سکتے ہوں گے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت ۲۱: الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یأمرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم۔ (القرآن الکریم ۷/۱۵۷)

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت وانجیل میں، وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے، اور حلال کرے گا ان کے لیے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں، اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جان جہان و جہان جان اس جان جان وجان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دئے۔ للہ انصاف! اور دافع بلا کسے کہتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیتك ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انك انت العزیز الحکیم۔

(القرآن الکریم ۲/ ۱۲۹)

اے رب ہمارے! اوران میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اوروہ پیمبر انہیں گناہوں سے پاک کردے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے کہ:

انا دعوۃ ابی ابراھیم۔ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں (صلی اللہ تعالٰی علیہما وسلم)

(دلائل النبوۃ باب ذکر مولدا لمصطفٰی الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۸۱) (الدرالمنثور تحت الآیۃ ۲/ ۱۲۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۰۳ و ۳۰۴)

آیت ۲۳: خود رب العزۃ جل وعلاء فرماتا ہے:

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتٰب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔

(القرآن الکریم ۲/ ۱۵۱)

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن وعلم سکھاتا اوران باتوں کا تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت ۲۴: لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من

انفسهم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین۔ (القرآن الکریم ۳/ ۱۶۴)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن وحکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت ۲۵: ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلواعلیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال واٰخرین منھم لما یلحقوابھم وھو العزیز الحکیم ذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(القرآن الکریم ۶۲/ ۲ تا ۴)

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے یہ ان پر آیات الٰہیہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا اور انہیں کتاب وحقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے لوگوں کو جواب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمدللہ! اس آیہ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک تمام امت مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظر رحمت سے ملحوظ رہے۔ والحمدللہ رب العٰلمین۔

بیضاوی شریف میں ہے:

هم الذين جاءوا بعد الصحابة الى يوم الدين۔

یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

(انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۶۲ / ۳ دار الفکر بیروت ۵ / ۳۳۷)

معالم شریف میں ہے:

قال ابن زيد هم جميع من دخل فى الاسلام بعد النبى صلى الله تعالى عليه وسلم (الى يوم القيٰمة) وهى رواية ابن ابى نجيح عن مجاهد۔

ابن زید نے فرمایا: یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام ہیں کہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۶۲ / ۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴ / ۳۱۱)

الحمدللہ! قرآن عظیم میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے دو جگہ سورہ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورہ جمعہ، اور اسکے آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگا دی بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔ والحمدللہ رب العٰلمین۔

آیت ۲۶: جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والاصلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے، آیت اُتری:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلٰوتك سكن لهم۔ (القرآن الکریم ۹ / ۱۰۳)

اے نبی! لے لوان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں اور تم ستھرا کرو انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب، اور دعائے رحمت کروان کے حق میں کہ تمہاری دعاان کے دلوں کا چین ہے۔

دیکھو حضور دافع البلاصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیااور حضور نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹالی، اورجب حضور کی دعاان کے دلوں کا چین ہواتو یہی دفع الم ہے صلی اللہ تعالٰی علی دافع البلاء والالم وعلٰی الٰہ وصحبہ وبارک وسلم۔

آیت ۲۷: لايملكون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا۔ (القرآن الکریم ۱۹ / ۸۷)

اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنہوں نے رحمن کے ساتھ عہدو پیمان کررکھا ہے۔

آیت ۲۸: ولايملك الذين يدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم يعلمون۔ (القرآن الکریم ۴۳ / ۸۶)

جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان میں شفاعت کے مالک

صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی عیسٰی وعزیر وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام)

ان آیات میں مولٰی تعالٰی اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد وپیمان مقرر ہوجانے سے تقویۃ الایمان کی اس بدلگامی کا منہ بھی سی دیا کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کردے گا۔

آیت ۲۹: ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التی جعل الله لكم قياماً وارزقوهم فيها واكسوهم وقولوا لهم قولاً معروفاً۔ (القرآن الکریم ۴/۵)

نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔

آیت ۳۰: واذا حضر القسمة اولوا القربٰى واليتامٰى والمساكين فارزقوهم منه وقولوا لهم قولاً معروفاً۔ (القرآن الکریم ۴/۸)

جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

ان آیات میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

آیت ۳۱: اذ یوحی ربك الى الملٰئكة انی معكم فثبتوا الذين امنوا۔ (القرآن الکریم ۸/۱۲)

جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔

آیت ۳۲: فالمدبرات امرًا۔ (القرآن الکریم ۷۹/۵)

قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔

یہ صفت بھی بالذات ذات الٰہی جل وعلا کی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

یدبر الامر۔ (القرآن الکریم ۳۲/۵)

کام کی تدبیر فرماتا ہے۔

خازن ومعالم التنزیل میں ہے:

قال ابن عباس هم الملئكة وكلوا باموره عرفهم الله تعالى العمل بها قال عبدالرحمن بن سابط يدبر الامر فى الدنيا اربعة جبريل وميكائيل وملك الموت واسرافيل عليهم السلام، اما جبريل فمؤكل بالرياح والجنود واما ميكائيل فمؤكل بالقطر والنبات واما ملك الموت فمؤكل بقبض الانفس واما اسرافيل فهو ينزل عليهم بالامر ا۔

یعنی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باراں وروئیدگی پر مقرر ہیں۔ (کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔

(اـ لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۷۹ /۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴ /۳۹۱)

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۷۹/۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۴۱۱)

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔

حدیث میں فرمایا:

القرآن ذووجوہ۔ رواہ ابو نعیم ۲؎ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	قرآن متعدد معانی رکھتا ہے۔ (اس کو ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔)

(۲؎ کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۴۶۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۵۵۱)

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔ ولم یزل الائمۃ یحتجون بہ علی وجوھہ وذٰلک من اعظم وجوہ اعجازہ وقد فصلنا ھذا المرام فی رسالتنا الزلال الانقٰی من بحر سبقۃ الاتقٰی۔ ائمہ کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معنی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے وجوہ اعجاز میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "الزلال الانقٰی من بحر سبقۃ الاتقٰی"، میں بیان کردی ہے۔

اب آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانھا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق	یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہوکر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری

الی حظائر القدس فتصیر لشرفھا وقوتھا من المدبرات۔

کرتی حظیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہوجاتی ہیں۔

(انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۷۹/ ۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۴۴۵)

اب تو بحمد اللہ تعالیٰ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں: فللہ الحجۃ البالغۃ۔

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی وامام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں:

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور الا انہ لیس بحدیث کما توھّم ولذا اتفق الناس علی زیارۃ مشاھد السلف والتوسل بھم الی اللہ وان انکرہ بعض الملاحدۃ فی عصرنا والمشتکی الیہ ھو اللہ۔

یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہوتو مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

(عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی) تحت الآیۃ ۷۹/ ۵ دار الکتب العلمیۃ

بیروت ۹/۳۹۹)

لاحول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم ۔ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے،نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون۔ (القرآن الکریم ۱۰/۳۱)

اے نبی! ان کافروں سے فرماوہ کون ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا،اورکون نکالتا ہے زندہ کو مردے اورنکالتا ہے مردے کو زندہ سے،اورکون تدبیر کرتا ہے کام کی،اب کہہ دیں گے کہ اللہ،توفرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔

قرآن عظیم خودہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافرمشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں ان سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے،تواللہ ہی کو بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے اورخودہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا ہے کہ: قسم ان محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر وتصرف کرتے ہیں۔ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا۔اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی وعطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤگے کبھی قرآن وحدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤگے،اوراس پرایمان لاتے ہی یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر وتصرف واستمداد واستعانت ودافع البلاء وحاجت رواومشکل کشاوعلم غیب وندا وغیرہا سب کافورہوجائیں گے اوراللہ تعالیٰ کے مبارک منصور (نصرت دئے گئے،مدد دئے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر

آئیں گے۔

الا ان حزب الله هم الغٰلبون۔ (القرآن الکریم ۵۸ / ۲۲)

تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

آیت ۳۳: قل یتوفٰکم ملك الموت الذی وکل بکم۔

(القرآن الکریم ۳۲/۱۱)

تو فرما تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

آیت ۳۴: توفته رسلنا۔ (القرآن الکریم ۶ /۶۱)

موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔

حالانکہ خود فرماتا ہے:

الله یتوفّی الانفس۔ (القرآن الکریم ۳۹ / ۴۲)

اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

آیت ۳۵: لاهب لك غلٰما زکیا۔ (القرآن الکریم ۱۹ / ۱۹)

(جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا، صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم۔

اللہ اللہ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں۔ بھلا نجدیہ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم۔ وہابیہ تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے۔ ولله الحجة السامية۔

آیت ۳۶: فان الله هو مولٰه وجبرائیل وصالح المومنین والملائکة بعد ذلك ظهیر۔ (القران الکریم ۶۶ / ۴)

بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس

کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

صالح المومنین ابوبکر وعمر رواہ الطبرانی فی الکبیر[1] وابن مردویہ والخطیب عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه۔	یہ نیک مسلمان ابو بکر صدیق وعمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالی عنہما۔ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے اس کو روایت کیا۔ت)

(1؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۷۷ المکتب الفیصلیۃ بیروت ۱۰ / ۲۵۳) (الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ وابی نعیم تحت الایۃ ۶۶ / ۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸ / ۲۰۸)

بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی قراءت میں یوں ہی تھا:

وصالح المومنین ابوبکر وعمر والملائکۃ بعد ذلک ظہیر۔

نیک مسلمان ابوبکر وعمر اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ یہاں اللہ عزوجل اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور جبرائیل اور ابوبکر وعمر مددگار ہیں۔

آیت ۳۷: انی وجدت امرأۃ تملکھم واوتیت من کل شیئ ولھا عرش عظیم۔ (القران الکریم ۲۷ / ۲۳)

ہدہد نے ملک سبا سے آکر سیدنا سلیمن علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی میں نے ایک عورت پائی کہ وہ ان کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد وغلام سب اس کے مملوک

ہوئے مگر کوئی اگر محبوبان خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو ان کا بندہ مملوک کہے وہابیہ کے دین میں شرک ٹھہرے۔

آیت ۳۸: ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا۔

(القران الکریم ۵ / ۳۲)

جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلا لیا۔

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتل ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اسی کو کیا گویا تمام آدمیوں کو جلا لیا۔

معالم شریف میں ہے:

ومن احیاھا وتورع عن قتلھا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اور اس کے قتل سے اجتناب کیا۔

(معالم التنزیل (تفسیر بغوی) تحت الایۃ ۵ / ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ / ۲۵)

اس میں ہے:

ومن احیاھا ای عفا عمن وجب علیه القصاص له فلم یقتله۔ اور جس نے اسے زندہ کیا یعنی جو قصاص اس پر واجب ہو چکا تھا وہ معاف کر دیا اور قصاص میں اس نے قتل نہیں کیا۔)

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ / ۲۵)

وہابی صاحب بتائیں کہ دفع بلا زیادہ ہے یا زندہ کرنا، جلا لینا، حیات دینا۔

آیت ۳۹: الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین۔

(القران الکریم ۱۲ / ۵۹)

یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں کہ جو میرے سایہ رحمت میں اترتا ہے اسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی۔

یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے تو یہ فرمایا، اور رب عزوجل نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:

قل رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین۔

(القران الکریم ۲۳/ ۲۹)

اے نوح جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت ونعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔)

آیت ۴۰: انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلٰوۃ وؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ (القرآن الکریم ۵/ ۵۵)

یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔) یہاں اللہ ورسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا

اورلوگ قادر نہیں عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔

قال تعالیٰ: والمؤمنون والمؤمنٰت بعضهم اولياء بعض۔

(القرآن الکریم ۹/۷۱)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے:

مالهم من دونهٖ ولیٍ۔ (القرآن الکریم ۱۸/۲۶)

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

معالم میں ہے:

(مالهم) ای ما لاهل السمٰوٰت والارض (من دونهٖ) ای من دون الله (من ولیٍّ) ناصر۔

نہیں ہے ان کے لیے یعنی آسمان اور زمین والوں کیلئے اس کے، یعنی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی ولی یعنی مددگار۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۱۸/۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۱۳۲)

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول و صلحاء کے لیے ثابت کیا جسے قرآن ہی جا بجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں، مگر بحمد اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، وللہ الحمد، اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کاہے کے لیے ہوتی ہے؟ دفع بلاء کے واسطے۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحانہ بالذات دافع البلاء ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء بعطائے خدا۔ والحمد للہ العلی الاعلیٰ۔

پنج آیت از تورات وانجیل وزبور مقدسہ

آیت ۱۴۱، تورات شریف: امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور دارمی وطبرانی ویعقوب بن سفٰین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پرنور دافع البلاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صفت یوں ہے:

یایھا النبی انا ارسلنٰك شاھدًا ومبشرًا ونذیرا حرزًا للامیین (الٰی قولہٖ تعالٰی) یعفو ویغفر۔	اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا گواہ اورخوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا اور بے پڑھوں کے لیے پناہ (الی قولہ تعالٰی) معاف کرتاہے اورمغفرت فرماتاہے۔

(سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دارالمحاسن للطباعۃ قاہرۃ ۱/ ۱۴)(دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۷۶)(صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/ ۲۸۵ وکتاب التفسیر سورۃ الفتح ۲/ ۷۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)(الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/ ۱۰)(الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دارصادر بیروت ۱/ ۳۶۰و۳۶۲)

حرز بھی رب العزت جل وعلا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے: یاحرز الضعفاء یا کنزالفقراء۔ اے ضعیفوں کی پناہ! اے غریبوں کے خزانے!

علامہ زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

جعلہ نفسہ حرزًا مبالغۃ لحفظہ لھم فی الدارین۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ)

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک وتعالٰی نے حضور کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدل یا علم کو علم کہتے اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا وآخرت میں اپنی امت کے محافظ ونگہبان ہیں۔ والحمدللہ رب العٰلمین۔

آیت ۴۲، از توراة: ہاں ہاں خبردار و ہوشیار، اے نجدیان نابکار، ذرا کم سن نو پیدا عیارہ خام پارہ وہابیت نکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا توراة وزبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گے نوخیز وہابیت کی نادان جان پر قہرالٰہی کی بجلیاں گرائیں گے افسوس تمہیں توراة وزبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کی غل تو یہ ہے کہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلام الٰہی بتائیں، یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ، طریق کے دادا۔ اب انہیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الٰہی پر ایمان لانے کو روٹھی وہابیت ملتی ہے، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا، نہ چلنے کی تاب۔) ؎

دوگونہ رنج وعذاب است جان لیلی را
بلائے صحبت مجنوں وفرقت مجنوں

(لیلی کی جان کو دو قسم کا دکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت۔ت)

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں، شرمائی چتونوں سے لجائی انکھڑیاں اوپر اٹھایئے اور بحمد اللہ وہ سنئے کہ ایمان نصیب ہو تو سنی ہوجایئے، جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں توراة کے سفر چہارم میں ہے:

قال اللہ تعالٰی لابراھیم — اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

ان هاجرة تلد ویکون من ولدها من یده فوق الجمیع وید الجمیع مبسوطة الیه بالخشوع۔

والتسلیم سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اوراس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اورسب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

(تحفہ اثناعشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹)

وہ کون ؟ محمد رسول اللہ سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اجالے۔حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی ومحتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے، والحمد للہ رب العٰلمین۔ ؎

اسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳)

آیت ۴۳، از زبور مقدس: نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول:

یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیك من اجل ذٰلك ابارك علیك فتقلد السیف فان بهائك وحمدك الغالب (الی قوله) والامم یخرون تحتك کتاب حق جاء الله به من الیمن والتقدیس من جبل

اے احمد ! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر، میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں ، تو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی ، سچی کتاب لایا اللہ برکت وپاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد

فاران وامتلاء ت الارض من تحميد احمد وتقديسه وملك الارض ورقاب الامم۔

اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(تحفہ اثناعشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹)

اے احمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملوکو خوشی وشادمانی ہے، تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے، والحمدللہ رب العالمین ۔

عہد مابالب شیریں دہناں بست خدائے

ماہمہ بندہ وایں قوم خداوندا نند

(ہمارا عہد وپیمان اللہ تعالیٰ نے میٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

(حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲)

ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر امام اجل قاضی عیاض شفاء شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً وتذکیرًا، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً فرماتے ہیں:

من لم یرولایة الرسول علیه فی جمیع احواله ویرنفسه فی ملکه لایذوق حلاوة سنته۔

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا ولی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ

ہوگا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی لزوم محبۃ صلی اللہ علیہ وسلم المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/۱۶)(نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض الباب الثانی لزوم محبۃ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات ہند ۳/۳۴۶و۳۴۷)(المواہب اللدنیۃ المقصد السابع المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۹۹و۳۰۰)(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ الفصل الاول دارالمعرفۃ بیروت ۶/۳۱۳)

والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

فائدہ عظیمہ

الحمدللہ سنیوں کی اقبالی ڈگری۔ ان آیات تورات وزبور پر فقیر غفراللہ تعالیٰ لہ کو دو آیت تورات وانجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں مگر ان کے ذکر سے پہلے امام الطائفہ کے ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے۔ تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا ہے:

"جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔" انتہیٰ ۲؎۔

(۲؎ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴)

بھولا نادان لکھتے تو لکھ گیا مگر

کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہو جائیگا
دین نجدی پائمال سنیاں ہو جائیگا

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" ۳؎۔

(۳؎ تقویۃ الایمان الفصل الرابع مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸)

یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار

تام ثابت ہوجائیگا بیچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی پیسے پیسے بیچتے اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل وعلا نے اس بادشاہ جبار جلیل الاقتدار عظیم الاختیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں ہاں ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہوجا۔

آیات واحادیث عطائے مفاتیح عالم بحضور پرنور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ۴۴، از تورات شریف : بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا: تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا: حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد رسول الله اسمه المتوکل لیس بفظٍ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح لیبصر الله به اعینا عورًا ویسمع به اٰذانًا صما ویقیم به السنة معوجة حتی یشهدوا ان لا اله الا الله وحده لاشریك له یعین المظلوم ویمنعه من ان یستضعف ا ۔

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلّانے والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

(۱؎ الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱ /۱۱)(دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دارالکتب العلمیہ بیروت ۱ /۳۷۷)

آیت ۴۵، از انجیل جلیل : حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد وبیہقی وابونعیم روایت کرتے ہیں ام المومنین ومحبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ بعلہا وابیہا وعلیہا وسلم فرماتی ہیں : رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم کی صفت وثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے:

لافظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح ۱؎ الخ مثل ما مرّ سواءً بسواء۔

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خُو، نہ بازاروں میں شور کرتے ، انہیں کنجیاں عطاہوئی ہیں۔ باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے۔

(۱؎ الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی ا لتوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱ /۱۱)(المستدرک للحاکم کتاب التاریخ کان اجود الناس بالخیر دارالفکر بیروت ۲ / ۶۱۴)(الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱ / ۳۶۳)

حدیث ۶۱: بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ، حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔

میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اورمیرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۰۸۰)(صحیح مسلم کتاب المساجد وموضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۹۹)

حدیث ۶۲: امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک ومختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اعطیت مالم یعط احدمن الانبیاء قبلی نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض الحدیث۔

مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، الحدیث۔

(مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ / ۹۸) (المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المناقب حدیث ۳۱۶۳۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶ / ۳۰۸) (الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲ / ۱۹۳)

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

حدیث ۶۳: امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ، ابونعیم دلائل النبوۃ میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

اتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی به جبریل علیه قطیفة من سندس۔

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل، عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۳۲۸) (الخصائص الکبرٰی بحوالہ احمد وابن حبان وابی نعیم باب اختصاصہ بالنصر مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲ / ۱۹۵)

حدیث ۶۴: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

تعالٰی عنہما سے راوی، حضور پرنور ابوالقاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح کل شیئ الا الخمس۔	مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔یعنی غیوب خمسہ۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۸۵)(المعجم الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲ /۳۶۱)

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم بہا بعد ذٰلک ا؎	پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم بھی دے دیا گیا۔

(ا؎ حواشی الحفنی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المنیر الحدیث اوتیت مفاتح الخ المطبعۃ الازہریۃ المصریہ مصر ۲ /۷۳)

اسی طرح علامہ سیوطی نے بھی خصائص کبرٰی ا؎ میں نقل فرمایا: علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے۔ وللہ الحمد۔

(ا؎ الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲ /۱۹۵)

حدیث ۶۵: بعینہٖ یہی مضمون احمد وابویعلٰی ا؎ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

(ا؎ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۳۸۶)

حدیث آخر ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور مالک غیور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی تھیں:

لما خرج من بطنی فنظرت الیہ فاذا انا بہ ساجد	جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں

ثم رایت سحابة بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیته فغیب عن وجهی ، ثم تجلت فاذا انابه مدرج فی ثوب صوف ابیض وتحته حریرة خضراء وقد قبض علی ثلثة مفاتیح من اللؤلوء الرطب واذا قائل یقول قبض محمد علی مفاتیح النصرة ومفاتیح الربح ومفاتیح النبوة ثم اقبلت سحابة اخرٰی حتی غشیته فغیب عن عینی ثم تجلت فاذا انابه قد قبض علی حریرة خضراء مطویة واذقائل یقول بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلها لم یبق خلق من اھلھا الادخل فی قبضته [۱]۔ ھذا مختصر۔ والحمد لله رب العالمین۔

پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۱ ـ الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابونعیم عن ابن عباس باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۴۸)

حدیث ٦٦: حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائذ اپنی مولد میں بروایت حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رضوان خازن جنت علیہ الصلٰوۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوش اقدس میں عرض کی:

معك مفاتيح النصرة قد البست الخوف والرعب لا يسمع احد بذكرك الا وجل فؤاده وخاف قلبه وان لم يرك ياخليفة الله۔	حضور کے ساتھ نصرت کی کنیاں ہیں رعب ودبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب! صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبرٰی باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۴۹)

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آ گیا، اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اسکی طرف سے وہاں کے سیاہ وسپید کا مختار ہوتا ہے مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے **وما قدروا الله حق قدره**۔ (القرآن الکریم ۶/۹۱، ۳۹/۶۷)

(اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔)

بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدرت نہ جانی لاواللہ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اعتیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۶۷: امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور مالک جنت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا	میں سب سے پہلے قبر سے باہر

بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا و انا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا یئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی۔ الحدیث

آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے، اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے، اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے، اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے، عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

(مشکوۃ المصابیح بحوالہ الترمذی والدارمی باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴)(سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ص ۳۰)(الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول من تنشق الارض منہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/۲۱۸)

والحمد للہ رب العالمین، شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رؤف ورحیم کے ہاتھ میں رکھا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نائب ملک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم

اس دن ظاہر ہوجائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مالک یوم دین کے نائب ہیں۔ وہ دن آپ کا ہوگا اور اس میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم

حکمِ او حکم رب چلے گا۔

العالمین۔(مدارج النبوۃ)

حدیث ۶۸: ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ المجالس میں راوی کہ حضور پرنور افضل صلوات اللہ تسلیماتہ علیہ فرماتے ہیں:

ينصب الى يوم القيمة منبر على الصراط وذكر الحديث (الى ان قال) ثم يأتي ملك فيقف على اول مرقاةٍ من منبري فينادي معاشر المسلمين من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا مُلك خازن النار ان الله امرني ان ادفع مفاتيح جهنم الى محمد وان محمدًا امرني ان ادفع الى ابي بكرٍ هاه. اشهدوا هاه اشهدوا ثم يقف ملك اُخر على ثاني مرقاةٍ من منبري فينادي معاشر المسلمين من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا رضوان خازن الجنان ان الله امرني ان ادفع مفاتيح الجنة الى

روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آ کر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہوکر پکارے گا: اے گروہ مسلمین! جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے

محمد وان محمدا امرنی ان ادفعها الی ابی بکرٍ هاه اشهدوا هاه اشهدوا الحدیث۔ (اوردہ العلامة ابراهیم بن عبد الله المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب التحقیق فی فضل الصدیق من کتابه الاکتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء۔

دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں۔ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔ (علامہ ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء کے ساتویں باب میں فضائل صدیق میں بیان کیا ہے۔)

حدیث ۶۹: حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمة وجمع الله الاولین والأخرین یؤتی بمنبرین من نور فینصب احدهما عن یمین العرش والأخر عن یساره ویعلوهما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنة

روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

ان اللہ امرنی ان اسلم مفاتیح الجنة الی محمد وان محمدا امرنی ان اسلّمھا الی ابی بکر وعمر لیدخلا محبیھما الجنة الا فاشھدوا ثم ینادی الذی عن یسار العرش معشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالك خازن النار ان اللہ امرنی ان اسلم مفاتیح النار الی محمد ومحمد امرنی ان اسلمھا الی ابی بکر وعمر لیدخلا مبغضیھما النار الا فاشھدوا۔او ردہ ایضًا فی الباب السابع من کتاب الاحادیث الغرفی فضل الشیخین ابی بکرٍ و عمر من کتاب الاکتفاء۔

سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر بائیں والا پکارے گا: اے جماعات مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (اس کو بھی کتاب الاکتفاء میں کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر وعمر میں باب ہفتم میں بیان کیا۔)

(مناحل الشفاء ومناھل الصفاء بتحقیق شرف المصطفی حدیث ۲۳۸۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۵/۴۱۹و۴۲۰)

یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی:

ینادی یوم القیمة این

روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں

اصحاب محمدٍ صلی الله تعالٰی علیه وسلم ،فیؤتیٰ بالخلفاء رضی الله تعالٰی عنهم فیقول الله لهم ادخلوا من شئتم الجنة ودعوا من شئتم اوماهو بمعناه ذکره العلامة الشهاب الخفّاجی فی نسیم الریاض۔ شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیه النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم من الغیوب ، وقال او ماهو بمعناه۔

ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضی اللہ تعالٰی عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔ (علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فصل "نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کن کن غیوب پر مطلع کیا گیا" میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا یا جو اس کے ہم معنیٰ ہے۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ الغیلانیات فصل ومن ذٰلک مااطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳/ ۱۶۴)

حدیث ۷۰: ولہٰذا سیدنا مولاعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا: انا قسیم النار میں قسیم دوزخ ہوں۔

یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رواه شاذان الفضیلی عنه رضی الله تعالٰی عنه فی جزء ردّ الشمس جعلنا الله ممن والاه کما یحبّه ویرضاه بجاه

اس کو شاذان نے جزء ردالشمس میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالٰی ہمیں اس کے محبوں میں رکھے جیسا کہ وہ خود اس سے محبت فرماتا ہے اور اس پر راضی ہے

جمال محبّاہ اٰمین۔

اس کے محبوں کے جمال کے صدقے۔ آمین۔

(اے کنز العمال بحوالہ شاذان الفضیلی فی ردالشمس حدیث ۳۶۴۷۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۱۵۲)

بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو قسیم النار فرمایا۔

شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

قد خرج اهل الصحیح ولائمة ما اعلم به اصحابه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مما وعدهم به من الظهور علی اعدائه (الیٰ قوله) وقتل عليٍ وان اشقاها الذی یخضب هذه من هذه ای لحیته من رأسه وانه قسیم النار یدخل اولیاءه الجنة واعداءه النار۔ رضی الله تعالیٰ عنه وعنابه اٰمین!

بیشک اصحاب صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی شہادت اور یہ کہ بدبخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا، اور یہ کہ مولا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس کے صدقے ہم سے راضی ہو۔ آمین۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل ومن ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۲۸۳و۲۸۴)

نسیم میں عبارت نہایہ:

ان علیًّا رضی الله تعالٰی عنه قال انا قسیم النار۔	حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں قسیم دوزخ ہوں۔

ذکر کر کے فرمایا:

ابن الاثیر ثقة وما ذکره علی لایقال من قبل الرای فهو فی حکم المرفوع اذ لا مجال فیه للاجتهاد ا ہ اه اقول: کلام النسیم انه لم یره مرویًّا عن علی فاحال علی وثاقة ابن الاثیر وقد ذکرنا تخریجه ولله الحمد۔	ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ذکر فرمایا وہ اپنے رائے سے نہیں کہا جاسکتا ہے، لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس میں اجتہاد کی مجال نہیں اھ۔ میں کہتا ہوں نسیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو حضرت علی سے مروی نہیں جانتے چنانچہ انہوں نے اسے ابن اثیر کے ثقہ ہونے کی طرف پھیر دیا ہے اور ہم نے اس کی تخریج کردی ہے۔ وللہ الحمد۔

(نسیم الریاض فصل ومن ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳/ ۱۶۳)

مدارج شریف میں ہے:

آمده است که ایستاده میکند او را پروردگار وے یمین عرش ودر روایتے بر عرش	مروی ہے کہ اللہ تعالٰی آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے اوپر،

ودر روایتے بر کرسی ومے سپارد بوے کلید جنت۔

اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کریگا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔

(مدارج النبوۃ باب ہشتم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۷۴)

ملاجی! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدہ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں۔ اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے "جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے" اھ۔ (اے تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴)

دیکھ حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۳۵۹۔ ۴۸۵ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید تفصیل کے لئے مکمل رسالہ الامن والعلٰی کا مطالعہ فرمائیں۔



وَالْقَحْطِ
قحط (دُور کرنے والے)

قحط: خشک سالی۔

ایک مرتبہ ملکِ عرب میں انتہائی خوفناک قحط پڑ گیا۔ اہلِ مکہ نے بتوں سے فریاد کرنے کا ارادہ کیا مگر ایک حسین وجمیل بوڑھے نے مکہ والوں سے کہا کہ اے اہلِ مکہ! ہمارے اندر ابو طالب موجود ہیں جو بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین بھی ہیں۔ ہمیں ان کے پاس چل کر دعا کی درخواست کرنی چاہیے۔ چنانچہ سردارانِ عرب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے ابو طالب! قحط کی آگ نے سارے عرب کو جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ جانور گھاس پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور انسان دانہ پانی نہ ملنے سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے ہیں۔ قافلوں کی آمد ورفت بند ہو چکی ہے اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورہ ہے۔ آپ بارش کے لئے دعا کیجیے۔ اہلِ عرب کی فریاد سن کر ابو طالب کا دل بھر آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر حرم کعبہ میں گئے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہو گئے۔ درمیان دعا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں اور فوراً ہی اس زور کا بارانِ رحمت برسا کہ عرب کی زمین سیراب ہو گئی۔ جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز وشاداب ہو گئیں۔ قحط دفع ہو گیا اور کال کٹ گیا اور سارا

عرب خوش حال اور نہال ہو گیا۔

چنانچہ ابوطالب نے اپنے اس طویل قصیدہ میں جس کو انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں نظم کیا ہے اس واقعہ کو ایک شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ ۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

یعنی وہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسے گورے رنگ والے ہیں کہ ان کے رخ انور کے ذریعہ بدلی سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا ٹھکانا اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج۱،ص ۳۵۵)

حدیث: کہ اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: ۔

انت الرسول الذی ترجیٰ فواضلُه
عندالقحوط اذا ما اخطاء المطرُ

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔

عمر بن شیبة من طریق عامر ن الشعبی ذکرہ الحافظ فی الاصابة وقال ذکرہ ابن فتحون فی الذیل۔

عمر بن شیبہ نے بطریق عامر الشعبی سے روایت کیا، حافظ نے الاصابہ میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا اس کا ذکر ابن فتحون نے ذیل میں کیا۔ت

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ ۱۶۸ اسود بن مسعود ثقفی دار الفکر بیروت ۱/ ۷۵)

حدیث: ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

(۱) اتيناك والعذراء يدمى لبابها
وقد شغلت امِّ الصبى عن الطفل
(۲) والقت بكفيها الفتىٰ لاستكانةٍ
من الجوع ضعفالايمر ولا يحلى
(۳) وليس لنا الا اليك فرارُنا
واين قرار الخلق الا الى الرسل

(۱) ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔

(۲) جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی۔

(۳) اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم۔

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں

کے ساتھ اُمڈا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: حوالینا لاعلینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس۔ فوراً ابر مدینے پر سے کھل گیا، آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خندہ دنداں نما کیا اور فرمایا: اللہ کے لیے ہے خوبی ابو طالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔ مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے عرض کی: یارسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کئے تھے:

(۱) وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل
(۲) تلوذبه الهلاك من ال هاشم
فهم عنده فی نعمة وفواضل

(۱) وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔

(۲) بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں انکے پاس ان کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اجل ذلك اردتُّ۔ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وسقانا بجاهه عنده الغیث النافع الاتم الاعم امین! اللہ تعالی آپ پر درود وسلام نازل فرمائے اور ہمیں آپ کے طفیل باران رحمت عطا فرمائے جو نافع کامل ترین اور سب کو شامل ہو آمین (ت)

البیھقی۔فی الدلائل بسند صالح کما افادہ حافظ الشان العسقلانی والدیلمی فی مسند الفردوس کلامھما عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	بیہقی نے دلائل میں بسند صالح روایت کیا جیسا کہ حافظ الشان عسقلانی نے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اس کا افادہ فرمایا ان دونوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب استقاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/۱۴۱)(فتح الباری شرح صحیح البخاری باب سوال الناس الامام الاستقاء ۳/۴۲۹)

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اول تا آخر شفائے مومنین وشقائے منافقین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسندیدہ فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں۔خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اترتا ہے،وہ یتیموں کا حافظ،وہ بیواؤں کا نگہبان،وہ ملجا وماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اسکی پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وبارک وسلم۔(فتاوٰی رضویہ شریف ص۳۶ ۴ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اُمِ معبد کی بکری

دوسرے روز مقامِ قدید میں اُمِ معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔اُمِ معبد ایک ضعیفہ عورت تھی جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھی اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی

لاغر بکری ہے۔ دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُم معبد نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ اُمِ معبد نے اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "بسم اللہ" پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور اُمِ معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر ام معبد اور ان کے خاوند دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۱ والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۳۰)

روایت ہے کہ اُمِ معبد کی یہ بکری 18ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب "عام الرماد" کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح وشام برابر دودھ دیتی رہی۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۴۲)

گدڑی میں لعل

حضرت سیّدُنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رات کے وقت ایک ستون کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک سال اہلِ مدینہ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ بارش کے لئے دعا کرنے سب شہر سے باہر نکل پڑے لیکن پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ جب رات ہوئی تو میں عشاء کی نماز کے بعد حسبِ عادت ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص جس کے چہرے پر زردی غالب تھی، چادر اوڑھے ہوئے ستون کی جانب بڑھا۔ میں اس ستون کے پیچھے ہو گیا اور اس کو خبر نہ ہوئی۔ اس نے دو رکعت نماز ادا کرنے کے

بعد بیٹھ کر دعا مانگتے ہوئے عرض کی: یااللہ عَزَّ وَجَلَّ! تیرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حرم والے بارش کی دعا کے لئے نکلے لیکن بارش نہ ہوئی، اے مولیٰ! تجھے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت کا واسطہ! بارش برسا دے۔''

حضرت سیّدُنا ابن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے ابھی اپنے ہاتھ نہ ہٹائے تھے کہ میں نے بجلی کے گرجنے کی آواز سنی اور ساتھ ہی آسمان سے بارش برسنے لگی حتّٰی کہ میرا گھر واپس لوٹنا بھی مشکل ہو گیا۔ جب اس کو بارش کا علم ہوا تو اس نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی ایسی حمد وثناء کی جیسی میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھتا رہا حتّٰی کہ فجر کا وقت قریب ہو گیا۔ پھر اس نے وتر ادا کئے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی۔ لوگوں نے نماز ادا کی۔ اس نے بھی ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ جب امام صاحب نے سلام پھیرا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ وہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا اور چادر ہٹا کر بارش کے پانی میں غوطہ زن ہو گیا۔ میں اسے حسرت و چاہت کی نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد وہ کہاں گیا۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص۲۷۶ اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

سیاہ فام غلام

حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سال میں حج کے ارادے سے نکلا، جب میں مکۂ مکرمہ پہنچا تو دیکھا کہ لوگ شہر سے باہر نمازِ اِستِسقاء کے لئے جا رہے ہیں۔ میں بھی تین دن ان کے ساتھ جاتا رہا مگر بارش نہ ہوئی۔ میں انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر حجرِ اسود کے پاس چلا آیا۔ اچانک میں نے سبز لبادے میں ملبوس ایک زرد چہرے والا سیاہ فام شخص دیکھا، اس پر دو چادریں تھیں، ایک تہبند کے طور پر اور دوسری جسم پر لپیٹی ہوئی تھی۔ وہ اس قدر رویا

کہ آنسوؤں سے اس کے کپڑے بھیگ گئے، پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگا: گناہوں اور عیبوں کی کثرت کی وجہ سے چہرے رسوا ہو گئے ہیں۔ اے میرے مالک عَزَّ وَجَلَّ! نافرمانیوں کی کثرت کی وجہ سے تیرے بندوں سے بارش روک دی گئی ہے، تیری مخلوق قحط سے ہلاک ہو رہی ہے اور بھوک میں مبتلا ہے اور تو سب کچھ جاننے والا ہے، بچے مضطرب و پریشان ہیں، مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ میں تجھے تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت ووجاہت کے وسیلے سے قسم دیتا ہوں کہ اسی لمحہ بادل سے سیراب فرما دے، میں تیری بارگاہ میں تیرا ہی وسیلہ پیش کرتا ہوں اور تجھ پر ہی میرا اعتماد و بھروسہ ہے لہٰذا اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے گناہ معاف فرما دے اور ان کے جرموں کا مؤاخذہ نہ فرما۔ اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّ وَجَلَّ! اسی وقت بارش نازل فرما دے۔

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس کی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ بادل چھا گئے اور ہر طرف موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ میں بیٹھ کر روتا رہا یہاں تک کہ جب وہ شخص حجرِ اسود سے دور جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا اور اس کے ٹھکانے کو پہچان لیا۔ میں اس کی قیام گاہ کا دروازہ دیکھ کر اپنے گھر لوٹ آیا لیکن ساری رات مجھے نیند نہ آئی۔ جب صبح ہوئی تو منہ اندھیرے ہی میں نے نمازِ فجر ادا کر لی اور اس مقام پر پہنچ گیا، اندر داخل ہوا تو ایک خوبصورت نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے پوچھا: ''اے ابو عبدالرحمن! کیا کسی کام سے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں، میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''میرے پاس دس غلام ہیں، ان میں سے جو آپ کو پسند آئے لے جائیں۔'' پھر اس نے ایک موٹے سے غلام کو بلا کر اس کے اوصاف بیان کئے۔ میں نے کہا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' پھر اس

نے ایک ایک کر کے دس غلام میرے سامنے پیش کر دیئے لیکن میں نے یہی کہا کہ "مجھے ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں۔" اب وہ بولا: "میرے پاس ایک زرد رنگ کے لاغر بدن، سیاہ فام غلام کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچا لیکن اُس کی حالت یہ ہے کہ اگر لوگ ہنستے ہیں تو وہ رونے لگتا ہے اور اگر لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھنے لگتا ہے، ساری رات نہیں سوتا، ہاں! بعض اوقات حسرت و یاس سے کسی کو پکارتا رہتا ہے، اپنی کمزوری کی زیادتی کی وجہ سے کسی کی خدمت کے قابل نہیں، اس کے باوجود میرا دل اس کو پسند کرتا ہے اور اسے دیکھ کر میں برکت حاصل کرتا ہوں۔"

پھر اس نے میمون کو آواز دی۔ جب وہ غلام باہر آیا تو میں نے اسے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے۔ میں نے کہا: "میں یہی غلام خریدنا چاہتا ہوں۔" وہ نوجوان بولا، "میں تو اس کو بیچنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔" میں نے پوچھا، "تم اِسے کیوں نہیں بیچنا چاہتے؟" وہ نوجوان بولا، "میں اس سے مانوس ہو گیا ہوں اور اس کو دیکھ کر برکت حاصل کرتا ہوں، اس کے ساتھ ساتھ مجھے اس پر کچھ خرچ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! یہ میرے پاس چراغ کی رسی کو بٹ کر اور کھجور کے پتوں سے کچھ بنا کر اس کے عوض ہی کچھ کھاتا ہے اور اس کے بغیر کھانا بھی نہیں کھاتا۔ سارا دن نصف دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کے بدلے کام کرتا ہے۔ اگر کوئی چیز بِک جائے تو کھانا کھا لیتا ہے ورنہ بھوکا ہی رات بسر کرتا ہے۔ میرے دوسرے غلاموں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ ساری رات عبادت کرتا ہے۔" یہ سن کر میں نے کہا، "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر تم نے یہ غلام مجھے نہ بیچا تو میں حضرتِ سیّدُنا سفیان ثوری اور حضرتِ سیّدُنا فضیل بن عیاض رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی کو ساتھ لے آؤں گا۔" تو وہ بولا، "اگر ایسا ہے تو میں آپ کی ضرورت پوری کرتا ہوں۔"

چنانچہ، وہ غلام میں نے اس سے خرید لیا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر راستے پر چلنے لگا راستے میں وہ میری جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا: "اے میرے آقا!" میں نے کہا، "لبیک۔" تو وہ بولا: "آپ لبیک نہ کہیں کہ غلام اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ لبیک کہے۔" پھر کہنے لگا، "میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ تو بتائیں کہ آپ نے مجھ جیسے کمزور و ناتواں غلام کو کیوں خریدا حالانکہ میرے مالک نے مجھ سے زیادہ عمدہ غلام آپ کے سامنے پیش کئے تھے اور میں تو کسی کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہوں۔" میں نے اسے کہا، "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! میں تیرا خادم بن کر رہوں گا اور تجھ سے اپنا کوئی کام نہیں لوں گا۔" تو وہ بولا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نام پر آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے مجھے کس وجہ سے خریدا۔" تو میں نے اس کو گذشتہ واقعہ بتادیا اس پر وہ کہنے لگا: "یقینا آپ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نیک بندے ہیں کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی مخلوق میں ستودہ صفات کے مالک اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ موجود ہیں اور وہ ان کا مقام و مرتبہ اپنے بندوں میں سے انہیں پر ظاہر فرماتا ہے جنہیں وہ پسند فرمالے۔"

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: پیدل چلتے چلتے ہمارا گزر ایک مسجد کے پاس سے ہوا تو اس غلام نے مجھ سے کہا، "اے میرے آقا! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرلوں۔" میں نے کہا، "ابھی تو ہم حضرتِ سیِّدُ نا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر جا رہے ہیں، وہاں جا کر جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔" وہ بولا، "مجھے کیا معلوم کہ میں ان کے گھر پہنچنے تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ جبکہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: "جس کے لئے بھلائی کا دروازہ کھولا

جائے تو اُسے چاہیے کہ بھلائی کا کام مکمل کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کب دروازہ بند ہو جائے۔"

(الزھد لابن المبارک، باب ماجاء فی فضل العبادۃ، الحدیث ۱۱۷، ص ۳۸ "فلیتمہ" بدلہ "فلینتھزہ")

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے اور دونوں نے نماز ادا کی لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی، میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو کہنے لگا: "اے میرے آقا! میری موت کا وقت قریب آچکا ہے، اے میرے آقا! میرے اور پروردگار عَزَّ وَجَلَّ کے درمیان بڑا عمدہ معاملہ ہے، جس کو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اب آپ دوسروں کو بھی بتائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا راز کسی پر ظاہر ہو۔" پھر وہ سجدہ میں گر کر مسلسل رونے اور کلمۂ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے جسم کی حرکت رُک گئی۔ میں نے اسے حرکت دی تو وَاصِلْ بَحَق پایا (یعنی اس کی روح قَفَسِ عُنْصُرِی سے پرواز کر چکی تھی)۔

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کو وہیں چھوڑ کر حضرتِ سیِّدُنا فضیل اور حضرتِ سیِّدُنا سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو بُلا لایا، ہم نے مل کر اس کی تجہیز و تکفین کی۔ اس کے بعد میں گھر آیا تو میرے دل میں اِک آگ سی لگی ہوئی تھی۔ جب رات ہوئی تو میں اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں اچانک وہی غلام میمون ریشم کے دو شملوں میں ملبوس میرے پاس آیا، وہ مسکرا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ مجھے سلام کر کے کہنے لگا: اے میرے آقا! جب میں تمام آقاؤں کے آقا عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے کھل کر اپنا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے بغیر کسی نفع وخدمت کے مجھے خریدا تو میرے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: اے میمون!

میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہوں اور دلوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہوں، عبداللہ بن مبارک نے محض میری رضا کی خاطر تجھے خریدا تھا۔ لہٰذا میں نے تیرے سبب اور میری بارگاہ میں تیرے مقام ومرتبے کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردیا ہے۔ (پھر غلام نے کہا) اے میرے آقا! آپ نے میری جو قیمت ادا کی تھی، یہ لیں۔ حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں رونے لگا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے میمون کی یاد آتی ہے تو اس کی جدائی پر رونے لگتا ہوں۔ (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۳۱۹ اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)



وَالْمَرَضِ
مرض (دُور کرنے والے)

مرض؛ بیماری۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعابِ دہن (تھوک) زخمیوں اور بیماریوں کے لئے شفاء اور زہروں کے لئے تریاقِ اعظم تھا۔ چنانچہ آپ معجزات کے بیان میں پڑھیں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غارِ ثور کے اندر سانپ نے کاٹا۔ اس کا زہر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آشوبِ چشم کے لئے یہ لعاب دہن "شفاء العین" بن گیا۔ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ گئی مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے ایسی شفا حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔

(زاد المعاد غزوۂ بدر)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر تیر لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ابوقتادۃ بن ربعی الانصاری، ج ۷، ص ۲۷۲)

شفاء کے علاوہ اور بھی لعاب دہن سے بڑی بڑی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے

بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الاول فی کمال خلقتہ...الخ، ج۵،ص۲۸۹)

آنکھ عطا کردی

حضرتِ سَیِّدُنا قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مشہور تیرانداز تھے، غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ غزوہ اُحد میں ان کی آنکھ تیر لگنے کے سبب ان کے رخسار پر بہہ پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو ہاتھ میں تھامے سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے قتادہ! یہ کیا ہے؟" عرض کیا: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔" تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور، محبوب رب اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اگر تم چاہو تو صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر چاہو تو میں یہ آنکھ تمہیں لوٹا دوں اور تمہارے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کروں تو تم اس میں کسی کمی کو نہ پاؤ گے۔" عرض کیا: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! بے شک جنت بہت بڑی جزا اور بہت بڑی عطا ہے مگر میں اپنی بیویوں سے بھی محبت کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے یہ کہہ کر ٹھکرا نہ دیں کہ "یہ نابینا ہے۔" میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ آنکھ بھی لوٹا دیں اور اللہ عزوجل سے میرے لئے جنت کا سوال بھی کریں۔" تو رحمتِ دوعالم، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے قتادہ! میں ایسا ہی کروں گا۔" پھر مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آنکھ اپنے دست مبارکہ میں

پکڑی اور اسے اس کیجگہ پر لگا دیا تو وہ آنکھ پہلے سے بہتر اور خوبصورت ہوگئی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔

جب ان کے بیٹے حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے تو حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اے جوان! تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ

فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَحْسَنَ الرَّدِّ

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ بِاَحْسَنِ حَالِھَا

فَیَا حُسْنَ مَاعَیْنٍ وَیَا حُسْنَ مَارَدِّ

ترجمہ: (۱) میں اس صاحب کا فرزند ہوں جن کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تو دستِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہترین انداز سے اس کے مقام پر لوٹا دیا۔

(۲) پس وہ آنکھ پہلے سے کہیں زیادہ اچھی حالت میں آ گئی، پس یہ آنکھ اور آنکھ لوٹانے والے کیا ہی خوب تھے۔

تو حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: "وسیلہ کے ذریعے ہم تک پہنچنے والوں کو چاہے کہ انہی جیسے لوگوں کے وسیلہ سے آیا کریں۔"

(الاستیعاب قتادۃ بن النعمان، باب حرف القاف، ج ۳، ص ۳۳۸)

گونگا بولنے لگا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ "خشعم" کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ میرا اکلوتا بیٹا بولتا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی

طلب فرمایا اور اس میں ہاتھ دھو کر کلی فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ یہ پانی اس بچے کو پلا دو اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے لوگوں سے بیان کیا کہ اس کا لڑکا اچھا ہو گیا اور بولنے لگا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب النشرۃ، الحدیث: ۳۵۳۲، ج ۴، ص ۱۲۹)

سانپ کا زہر اُتر گیا

جب غارِ ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا اور درد و کرب کی شدت سے بے تاب ہو کر رو پڑے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا اور سانپ کا زہر اتر گیا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ھجرۃ المصطفی ... الخ، ج ۲، ص ۱۲۱)

ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو اس کے کوٹھے کے زینے سے گر پڑے جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر بارگاہ نبوت میں لائے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زبان سے ابو رافع کے قتل کا سارا واقعہ سنا پھر ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا تو وہ فوراً ہی اچھی ہو گئی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ ان کی ٹانگ میں کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق، الحدیث: ۴۰۳۹، ج ۳، ص ۳۱)

تلوار کا زخم اچھا ہو گیا

غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ میں تلوار کا زخم

لگ گیا، وہ فوراً ہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر تین مرتبہ دم کر دیا پھر انہیں درد کی کوئی شکایت محسوس نہیں ہوئی صرف زخم کا نشان رہ گیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، الحدیث: ۴۲۰۶، ج ۳، ص ۸۳)

اندھا بینا ہو گیا

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک اندھا حاضر ہوا اور اپنی تکالیف بیان کرنے لگا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں دعا کر دوں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس نے درخواست کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری بینائی کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو کہ "خداوندا! اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے"، ترمذی اور حاکم کی روایت میں اتنا ہی مضمون ہے مگر ابن حنبل اور حاکم کی دوسری روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا تو فوراً ہی اچھا ہو گیا اور اس کی آنکھوں پر بھرپور روشنی آ گئی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عثمان بن حنیف، الحدیث: ۱۷۲۴۰، ۱۷۲۴۱، ج ۶، ص ۱۰۶، ۱۰۷)

قے میں کالا پلاّ گرا

ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے اس بچے پر صبح و شام جنون کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کے سینے پر اپنا دستِ رحمت پھیر دیا اور دعا دی تو اس بچے کو ایک زوردار قے ہوئی اور ایک کالے رنگ کا (کتے کا) پلاّ قے میں گرا جو دوڑتا پھر رہا تھا اور بچہ شفایاب ہو گیا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۹۲۳، ج ۲، ص ۳۹۴)

جنون اچھا ہو گیا

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین معجزات دیکھے۔ پہلا معجزہ یہ کہ ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس نے بلبلا کر اپنی گردن آپ کے سامنے ڈال دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور خوراک کی کمی کا مجھ سے شکوہ کیا ہے لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔

دوسرا معجزہ یہ کہ ایک منزل میں آپ سو رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت چل کر آیا اور آپ کو ڈھانپ لیا پھر لوٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام کرے تو خدا نے اس کو اجازت دے دی اور وہ میرے سلام کے لئے آیا تھا۔

تیسرا معجزہ یہ کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جو جنون کا مریض تھا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بچے کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا کہ "نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں"، پھر ہم وہاں سے چل پڑے اور جب واپسی میں ہم اس جگہ پہنچے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد سے اس بچے کو کوئی تکلیف ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۹۲۲، ج ۲، ص ۳۹۳)

جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں یہ بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے اور کچھ جل گئے، ان کی ماں ان کو لے کر خدمت اقدس میں آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان پر مل کر دعا فرما دی۔ محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی تھیں کہ میں بچے کو لے کر وہاں سے اٹھنے بھی نہیں پائی تھی کہ بچے کا زخم بالکل ہی اچھا ہو گیا۔

(الخصائص الکبری للسیوطی، باب ایاتہ فی ابراء المرضی... الخ، ج ۲، ص ۱۱۵ و المسند للامام احمد بن حنبل، مسند المکیین، حدیث محمد بن حاطب... الخ، الحدیث: ۱۵۴۵۳، ج ۵، ص ۲۶۵)

مرض نسیان دور ہو گیا

تغیر الفاظ اور چند جملوں کی کمی بیشی کے ساتھ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ۔ انہوں نے پھیلایا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس چادر پر ڈالا پھر فرمایا کہ اب اس کو سمیٹ لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے پھر میں کوئی بات نہیں بھولا۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، الحدیث: ۱۱۹، ج ۱، ص ۶۲)

آقا نے آنکھوں کو روشن فرما دیا!

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مُبارَک حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، علی ابوالکبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر نابینا تھے، خواب میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دیدارِ فیض آثار سے فیضیاب ہوئے، میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُن کی آنکھوں پر اپنا دستِ شِفاء پھیرا، صُبح اُٹھے تو آنکھیں روشن ہو چکی

تھیں۔(مُلخّص از حُجّۃُ اللہِ عَلَی الْعٰلَمِین ج ۲ ص ۵۲۶)

آقا نے گِلٹیوں کا عِلاج فرمادیا

حضرتِ سیِّدُنا تَقِیُّ الدّینابو محمد عبدالسّلام علیہ رحمۃُ ربِّ الْاَنام فرماتے ہیں، میرے بھائی ابراھیم کے گلے میں خَنازِیر (یعنی گلٹیاں) ہوگئی تھیں، شِدَّتِ درد کے سبب بے قرار تھے، خواب میں سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم نے کرم فرمایا، عرض کیا، یا رسولَ اللہ! عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم بیماری کے سبب سخت تکلیف میں ہوں۔فرمایا، "تمہاری فریاد سُن لی گئی ہے"۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم کی بَرَکت سے میرے بھائی کو شِفاء حاصِل ہوگئی۔(اَیضاً ص ۵۲۶)

آقا کے کرم سے دمہ کے مریض کو شِفاء ملی

ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں سخت بیمار تھا اور اپنے مکان کی نچلی منزِل پر صاحبِ فِراش (یعنی بچھونے پر پڑا) تھا، میرے ضعیفُ العمر والدِ گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضِیقُ النَّفَس (یعنی دَمہ) کے مرض کی شدّت کے باعث اوپر کی منزل پر بستر میں تھے۔نہ میں اوپر چڑھ سکتا تھا نہ وہ بے چارے نیچے اُتَر پاتے تھے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزّوَجَلَّ خوش قسمتی سے میں ایک رات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات، سراپا بَرَکات، منبعِ عنایات صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا، میں نے سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم کی خدمت میں تکیہ پیش کیا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے، میں نے اپنی اور اپنے ضعیفُ العُمر والِد صاحِب کی بیماری کے بارے میں فریاد کی۔میری فریاد سُن کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖ واٰلہٖ وسلّم اوپر کی منزل پر تشریف لے گئے۔جب نمازِ فجر کا وقت ہوا تو میرے کانوں میں آہ! آہ! کی آواز آئی، دراصل میرے والدِ

محترم سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہے تھے، میرے پاس آکر فرمانے لگے، بیٹا! کرم بالائے کرم ہوگیا، آج شب رَحمتِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ پر کرم فرمادیا۔ میں نے عرض کیا، ابّا جان! سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھ گنہگار کے پاس ہی سے ہوکر آپ کونوازنے کیلئے اوپر کی منزِل پر جلوہ آراء ہوئے تھے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ اس کے بعد محبوبِ ربُّ العزّت، تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، مَنبعِ جودوسخاوت، سراپا رَحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بَرَکت سے ہم دونوں رُوبہ صحت ہوگئے۔ (اَیضاً ص ۵۲۷)

آقا نے بَرَص کا عِلاج فرمایا

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابواسحٰق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میرے کندھے پر بَرَص (کوڑھ) کا داغ پیدا ہوگیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ خواب میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ہواتو میں نے اپنے مرض کی شکایت کی۔ سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دستِ شِفاء پھیرا، صُبح جاگا تو اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بَرَص کا نام و نِشان تک نہ تھا۔ (اَیضاً ص ۵۳۱)

آقا نے ہاتھ کے آبلے دُرُست کردیئے

ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں، حضرتِ حَماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں میں آبلے پڑکر پھٹ گئے تھے، طبیبوں نے مُتَّفِقہ طور پر رائے دی کہ ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حضرتِ سیِّدُنا حَماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، وہ رات میں نے انتہائی کَرب واِضطِراب کے عالَم میں گھر کی چھت پر گزاری، اور گڑگڑا کر بارگاہِ خُداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں دعائے شِفاء کی۔ جب سویا اور ظاہری آنکھ بند ہوئی تو دل کی آنکھ کُھل گئی، اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں زِیارت ہوئی، میں نے عرض کی، یارسولَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ

علیہ ؤالہٖ وسلَّم میرے ہاتھ پر چشم کرم فرمائیے۔ فرمایا! ہاتھ پھیلاؤ، میں نے پھیلا دیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ مُبارَک پھیر دیا اور فرمایا، کھڑے ہو جاؤ! جب کھڑا ہوا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کی بَرَکت سے میرے ہاتھ کی بیماری خَتم ہو چکی تھی۔ (اَیضاً ص ۵۲۸)

فالج وجذام والی بیٹی

حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ اہلِ عقل و دانش کے لئے حیران کن ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام لانے سے قبل حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے، آپ کی ایک بیٹی فالج وجذام کی بیماری میں مبتلا تھی اور چلنے پھرنے سے قاصر تھی، آپ اپنے بت کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنی بیٹی کو بھی اس کے سامنے بٹھا لیتے اور پھر کہتے کہ میری یہ بیٹی بیمار ہے اس کا علاج کر دے، اگر تیرے پاس اس کی شفاء ہے تو اسے مصیبت و بیماری سے چھٹکارا دے دے، کئی سال اس بت سے اپنی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کرتے رہے لیکن اس نے ان کی حاجت برآری نہ کی۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر توفیق و ہدایت کی بادِ عنایت چلی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجۂ محترمہ سے ارشاد فرمایا: "کب تک اس بہرے و گونگے پتھر کی عبادت کرتے رہیں گے جو نہ آواز نکالتا ہے، نہ بات کرتا ہے، میں اِسے دینِ حق گمان نہیں کرتا۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے عرض کی: "آپ ہمیں کسی راستے پر لے چلیں۔ اُمید ہے کہ ہم راہِ حق پالیں گے، یقیناً اس مشرق ومغرب کا کوئی تو خدا ہوگا۔"

حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی چھت پر بت کے سامنے بیٹھے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نور دیکھا جس نے آفاق کو بھر دیا اور ساری موجودات کو روشنی سے چمکا دیا اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی نگاہِ بصیرت سے پردے ہٹا دیئے تا کہ آپ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ فرشتے قطار در قطار ایک گھر کے گرد جمع ہیں، پہاڑ سجدہ ریز، زمین ساکت و جامد اور درخت جھکے ہوئے ہیں، خوشیاں عروج پر ہیں اور پھر ایک آواز سنی کہ ہدایت دینے والے نبیِ محترم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ولادت ہو گئی ہے، اس کے بعد آپ اپنے بت کے پاس آئے تو وہ بھی اوندھا پڑا ہوا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی سے کہا: "یہ کیا ہو رہا ہے؟ کس چیز کا ظہور ہو رہا ہے؟ یہ کیسی خبر سنائی دے رہی ہے؟" پھر بت کو گھُور کر دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا: "توجہ سے سنو! ایک بہت بڑی خبر کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ آج وہ ہستی دنیا میں تشریف لا چکی ہے جو کائنات کو شرف و افتخار بخشے گی، وہ نبیِ آخر الزماں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لا چکے ہیں جن کا صدیوں بنی ربیعہ و بنی مضر کے سردار ہیں۔"

حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ سے استفسار فرمایا: "کیا تم سُن رہی ہو، یہ بے جان پتھر کیا کہہ رہا ہے؟" اس نے عرض کی: "اس سے اس مولودِ محترم کا اسمِ گرامی تو دریافت کریں۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "اے وہ غیبی آواز جو اس سخت پتھر کی زبان میں گفتگو فرما رہی ہے! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے قوتِ گویائی عطا فرمائی! ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس پیدا ہونے والی ہستی کا اسمِ گرامی کیا ہے؟" آواز آئی: "حضرتِ سیِّدُنا محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جو صاحبِ زم زم و صفا یعنی حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زمین تہامہ ہے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہے اور سخت گرم دھوپ میں بادل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر سایہ فگن رہے گا۔"

حضرتِ سیّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ سے ارشاد فرمایا: "چلو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تلاش میں نکلیں، تاکہ ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب راہِ حق پالیں۔" ابھی وہ دونوں میاں بیوی یہ گفتگو کرہی رہے تھے کہ ان کی بیٹی جو نیچے گھر میں بیمار پڑی تھی، اچانک ان کے پاس چھت پر آکھڑی ہوئی اور انہیں پتہ بھی نہ چلا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو پوچھا: "اے بیٹی! کہاں گیا تیرا وہ درد اور بیماری جس میں تو ہمیشہ سے مبتلا تھی؟ اور کہاں گیا تیرا بے قراری کی وجہ سے راتوں کو جاگنا؟"

بیٹی نے جواب دیا: "اے میرے والدِ محترم! میں نے خواب دیکھا کہ میرے سامنے ایک نور ہے اور ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: "یہ نور کس کا ہے جو میں دیکھ رہی ہوں؟ اور یہ شخص کون ہے جس کا نور مبارک مجھ پر چمک رہا ہے؟" مجھے جواب ملا: "یہ نور بنی عدنان کے سردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ہے جن سے ساری کائنات معطر ہوگئی ہے۔" میں نے پھر پوچھا: "ان کا اسمِ گرامی کیا ہے؟" تو جواب ملا: "ان کا نام مبارک محمد اور احمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے، قیدیوں اور مصیبت زدوں پر رحم اور مجرموں کو معاف فرمائیں گے۔"

میں نے پوچھا: "ان کا دین کیا ہے؟" جواب ملا: "دینِ حنیف۔" میں نے پوچھا: "ان کا نسب کیا ہے؟" جواب ملا: "قریشی عدنانی۔" میں نے پوچھا: "یہ کس کی عبادت کریں گے؟" جواب ملا: "خدائے وحدہ، لاشریک عَزَّ وَجَلَّ کی۔" میں نے پوچھا: "اے مجھ سے خطاب فرمانے والے! تو کون ہے؟" جواب ملا: "میں ان کی آمد کی بشارت دینے والے فرشتوں میں سے ایک ہوں۔"

میں نے عرض کی: "جس دکھ درد میں میں مبتلا ہوں اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟" اس نے جواب دیا: "بارگاہِ ربُّ العزت عَزَّ وَجَلَّ میں ان کی

عظمت اور جاہ ومرتبہ کا وسیلہ پیش کرو کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے خود ارشاد فرمایا ہے: "میں نے اپنا راز اور اپنی برہان ان کو ودیعت کر دی ہے، اب جس نے بھی ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی میں اس کو ضرور قبول کروں گا اور قیامت کے دن اپنے نافرمان کے حق میں بھی ان کی شفاعت قبول فرماؤں گا۔" پس میں نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں اپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مرتبۂ کمال کا واسطہ دے کر دعا کی اور اپنے ہاتھ جسم پر پھیر لئے۔ اب جبکہ میں بیدار ہوئی تو بالکل تندرست ہو چکی تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ حضرتِ سیّدُنا عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زوجہ سے فرمایا: "یقیناً اس مولودِ مسعود صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خبر خوش آئند اور بڑی دل آویز ہے، ہم آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عجیب وغریب نشانیاں سن اور دیکھ رہے ہیں، میں تو ضرور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت میں وادیاں اور گھاٹیاں عبور کرتا ہوا آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ تک رسائی حاصل کروں گا۔

چنانچہ، وہ قافلے کے ہمراہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کا قصد کیا۔ وہاں پہنچ کر حضرتِ سیّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر کے متعلق دریافت کیا، اور پھر کاشانۂ اقدس کے دروازے پر دستک دی۔ جواب ملنے پر عرض کی: "ہمیں اس نومولود ہستی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کرا دیں جس کے نور کی بدولت اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے موجودات کو منور فرمایا ہے اور جس کی وجہ سے اس کے آباؤ اجداد شرف والے ہو گئے ہیں۔" اس پر حضرتِ سیّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا: "میں ہرگز اس ہستی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو باہر نہیں نکالوں گی کیونکہ مجھے یہودیوں کی جانب سے تکلیف پہنچائے جانے کا خطرہ ہے۔"

انہوں نے عرض کی: "ہم نے تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محبت میں اپنے وطن سے جدائی گوارا کی، حبیبِ خداعَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا حسن وجمال دیکھنے کے لئے اپنا دین چھوڑا اور اپنے بدنوں کو تھکاوٹ سے چور چور کردیا۔"

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: اگر ایسا ہے تو پھر انتظار کرو، کچھ دیر تک مزید صبر کرو، قطعاً جلد بازی سے کام نہ لو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ دیر کے لئے دروازے کے پاس سے ہٹ گئیں اور دوبارہ واپس آکر انہیں ارشاد فرمایا: "اندر آجاؤ۔" جب شمعِ رسالت کے پروانوں نے اجازت پاکر باریابی کا شرف حاصل کیا تو انوارِ حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جلوے دیکھ کر نثار ہو گئے اور بے اختیار تکبیر وتہلیل کے نعرے زبانوں پر جاری ہو گئے، اور پھر جب رُخِ زیبا سے نقاب ہٹا تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس سے ایسی روشنی نمودار ہوئی جس کی کرنیں آسمان تک جا پہنچیں۔ یہ دیکھ کر سب خوشی و مسرت سے بے خود ہو گئے۔ قریب تھا کہ رعب ودبدبہ سے بے ہوش ہو جاتے لیکن سنبھل گئے اور آگے بڑھ کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لے آئے۔

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے ارشاد فرمایا: "جلدی کرو کیونکہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دادا جان حضرتِ سیِّدُنا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ لے رکھا ہے کہ میں اپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو لوگوں سے چھپا کر رکھوں اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شان و مرتبہ کو مخفی رکھوں۔"

وہ حبیبِ خداعَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ سے اس حال میں

جدا ہوئے کہ ان کے دلوں میں محبت کی آگ بھڑک رہی تھی پھر حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خودی میں اپنا ہاتھ دل پر رکھ دیا اور کہا: مجھے واپس حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درِ دولت پر لے چلو، ان سے دوسری بار رُخِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حسن و جمال کی زیارت کی بھیک مانگتے ہیں۔ لہٰذا وہ سب ان کی یہ بے قراری دیکھ کر واپس چل پڑے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھا تو دوڑ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین سے لپٹ گئے اور گُھٹی گھٹی سانسیں لینے لگے اور پھر اسی حالت میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ان کی روحِ پاک کو جنت میں پہنچا دیا۔ (اَلرَّوْضُ الفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص۵۷۸-۵۷۹ اَلشَّیخ شُعَیب حَرِیْفِیش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)



وَالْاَلَمِ
دُکھ (دُور کرنے والے)

الم: رنج غم دکھ۔

ache ; agony ; alg ; -algo ; -anguish ; distress ; excruciation ; pain ; suffering ; torment

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔ (پ30، الضحٰی:5)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم سے یہ وعدۂ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دُنیا میں عطا فرمائیں۔ کمالِ نفس اور علومِ اوّلین و آخرین اور ظہورِ امر اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہدِ مبارک میں ہوئیں اور عہدِ صحابہ میں ہوئیں اور تاقیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی اُمت کا خیر الامم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزّت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعتِ عامہ و خاصہ اور مقامِ محمود وغیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم نے دونوں دستِ

مبارک اُٹھا کر اُمت کے حق میں رو کر دُعا فرمائی اور عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرو، رونے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ دانا ہے۔ جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہو کر دریافت کیا۔ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ اُمت کا اظہار فرمایا، جبریلِ امین نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا، جاؤ اور میرے حبیب (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کریگا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ اُمت بخش دیئے جائیں۔ تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضیٔ مبارک گنہگارانِ اُمت بخشے جائیں گے۔ سبحانَ اللہ! کیا رُتبہ عُلیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقرّبین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اُٹھاتے ہیں وہ اس حبیبِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو راضی کرنے کے لئے عطاعام کرتا ہے۔

میں صدقے یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم!

حضرتِ سیّدُنا محمد بن حَرب ہلالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں روضۂ رسول پر حاضر ہو کر نذرانۂ درود وسلام پیش کر رہا تھا کہ ایک اَعرابی نے مزار پُرانوار پر حاضر ہو کر صلوۃ وسلام پیش کیا اور حضور انور، شافعِ محشر، محبوب رب

اکبرعَزَّ وَجَلَّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اس طرح عرض گزار ہوا: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! جو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ۔ رے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(پ5، النسآء:64)

میرے آقا و مولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ عاشقِ رسول رونے لگا اور اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے:ـ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُه

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمْ

رُوْحِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُه

فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمْ

ترجمہ: (۱) اے وہ بہترین ذات جس کی مُبارک ہڈیاں زمین میں دفن کی گئیں! تو ان کی عمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ ہو

گئے۔

(۲) میری جان فدا ہو اس قبرِ انور پر جس میں آپ (صلَّی اللہ علیہ وسلَّم) آرام فرما ہیں! جس میں پاک دامنی، سخاوت اور عفوو کرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشقِ رسول ان اشعار کا تکرار کرتا رہا۔ پھر استغفار کیا، گناہوں کی معافی مانگی اور روتا ہوا واپس چلا گیا۔ محمد بن حرب ہلالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: اس کے جاتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں سرکارِ دوعالَم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُس اَعرابی سے مِلو اور اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے میری شفارش کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔

(عیون الحکایات ص ۲۴۷ امام ابوالفرَج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

غمگین کے غم دور

سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت کا بیٹا تھا جو بہت گناہگار تھا۔ وہ اس کو نیکی کا حکم دیتی، بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرتی (لیکن وہ باز نہ آتا) آخر کار تقدیر اس پر غالب آئی اور وہ گناہوں کی حالت میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا کہ اس کا بیٹا توبہ کئے مر گیا۔ اس نے تمنا کی کہ اسے خواب میں دیکھے۔ ایک دفعہ اس نے خواب میں اپنے بیٹے کو عذاب میں مبتلا دیکھا تو وہ مزید غمگین ہو گئی۔ جب کچھ مدت کے بعد اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس کی حالت اچھی تھی اور وہ خوش وخرم تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے اس حالت کے متعلق پوچھا کہ اے میرے بیٹے! میں نے تجھے عذاب میں مبتلا دیکھا تھا، یہ مرتبہ ومقام کیسے ملا؟ تو اس نے جواب دیا:

اے میری ماں! ایک گنہگار شخص ہمارے قبرستان سے گزرا، اس نے قبروں کی طرف دیکھا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور وفکر کیا۔ مُردوں سے نصیحت حاصل کی، اپنی لغزش پر رویا اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کی کہ اب وہ کبھی گناہوں کی طرف نہ پلٹے گا۔ تو اس کی توبہ سے آسمان کے فرشتے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: سُبحان اللہ عَزَّ وَجَلَّ! اس شخص نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ کیا ہی خوب صلح کی ہے۔ جب اس نے سچی توبہ کر لی تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس کی توبہ قبول فرمالی، پھر اس نے کچھ قرآنِ حکیم پڑھا اور حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر بیس مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب قبرستان والوں کو پہنچایا۔ اس کا ثواب ہم پر تقسیم کیا گیا تو مجھے بھی اس سے ئی ملی جس کے سبب اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بخش دیا اور مجھے وہ مقام عطا کیا گیا جو آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ اے امی جان! یاد رکھئے! حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر دُرود پاک پڑھنا دلوں کا نور، گناہوں کا کفارہ اور زندوں اور مُردوں کے لئے رحمت ہے۔ (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۲۷ اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

قبر میں سزا کا ایک سبب

"اَلْقَوْلُ الْبَدِیع"، میں نقل ہے، حضرتِ سیِّدنا ابو بکر شبلی بغدادی علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الھادی فرماتے ہیں: میں نے اپنے مرحوم پڑوسی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا، مَا فَعَلَ اللہُ بِكَ؟ یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولا: میں سخت ہولناکیوں سے دوچار ہوا، مُنکر نکیر کے سُوالات کے جوابات بھی مجھ سے نہیں بن پڑ رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! اتنے میں آواز آئی: "دنیا میں زَبان کے غیر ضَروری استِعمال کی وجہ سے تجھے یہ سزا دی جا رہی

ہے۔" اب عذاب کے فِرِشتے میری طرف بڑھے۔ اتنے میں ایک صاحِب جو حُسن و جمال کے پیکر اور مُعَطَّر مُعَطَّر تھے وہ میرے اور عذاب کے درمیان حائل ہوگئے۔ اورانہوں نے مجھے مُنکَر نکیر کے سُوالات کے جوابات یاد دلا دیئے اور میں نے اُسی طرح جوابات دے دیئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عذاب مجھ سے دُور ہوا۔ میں نے اُن بُزُرگ سے عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ فرمایا: تیرے کثرت کے ساتھ دُرود شریف پڑھنے کی بَرَکت سے میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ہر مصیبت کے وقت تیری امداد پر مامور کیا گیا ہے۔

(اَلْقَولُ الْبدِیع ص ۲۶۰ موسسۃ الرّیان بیروت)



اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نامِ نامی لکھا گیا

موجودہ بائیبل اور ذکر حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم مسلمانوں کے نزدیک بلکہ خود عیسائی مصنفین کے نزدیک موجودہ بائیبل میں زبردست تحریف ہوئی (جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے' انشاء اللہ تعالیٰ) بائیبل میں تحریف کرنے والوں نے خوب من مرضی سے کام لیا۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر چن چن کر نکال دیا گیا۔ انجیل برنباس جو کہ اصل انجیل سے بہت حد تک قریب تھی' اسے ممنوعہ لٹریچر میں شامل کر دیا گیا۔ ان تمام گھناؤنی سازشوں کے باوجود موجودہ بائیبل میں بہت سی جگہوں پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ موجود ہے۔

بشارت (۱): موجودہ بائیبل کے عہد نامہ جدید میں شامل کتاب متّی کی انجیل' باب ۲۱' ۳۳ تا ۴۲ میں ایک تمثیل بیان کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''ایک شخص نے باغ لگایا اور باغبانوں کے حوالہ کر دیا' جب پھل لگ کر پک گئے' تو مالکِ باغ نے اپنے نوکروں کو بھیجا تاکہ وہ باغ کے پھل لائیں' مگر باغبانوں نے کسی کو تو قتل کیا' اور کسی کو پیٹا۔ مالک نے دوبارہ زیادہ نوکر بھیجے' اُن سے بھی یہی سلوک ہوا۔ آخر کار مالک نے اپنا بیٹا بھیجا کہ شاید اس کا لحاظ کریں گے' مگر انہوں نے بیٹے کو بھی قتل کر دیا (پھر سوال کیا کہ) بتاؤ مالک باغبانوں سے کیا سلوک کرے گا؟ لوگوں نے کہا کہ باغبانوں کو ہلاک کر دے گا' اور اپنا باغ واپس لے کر ان لوگوں کو دے دے گا' جو اُسے اُس کا پھل دیں گے۔'' تب

عیسیٰ علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: ''اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اُس قوم کو جو اس کے پھل لائے گی، دے دی جائے گی۔'' (باب ۲۱: ۴۳)

باوجود تحریف کے اس مثال میں بنی اسرائیلیوں کو یہ سمجھایا گیا کہ اے بنی اسرائیلیو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر نبوت و رسالت رکھی، تمہیں معزز بنایا، انعامات سے نوازا، مگر تم نے نافرمانی کی، تم میں سے اکثر نے بعض انبیاء کا انکار کیا اور بعض کو شہید کیا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب [۱] بھیجا اور تم مجھے بھی قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ [۲] ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق بنی اسرائیل سے عزت و شرافت جاتی رہی اور اُن پر ذلّت و مسکینی مسلط فرما دی گئی۔ [۳] اور خاندان بنی اسماعیل سے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری ہو گئی۔ اور یہ ہی وہ مبارک نبی اور مبارک امت ہے جو اس باغ کے صحیح رکھوالے بنے۔ اب مسیحی حضرات ذرا غور فرمائیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ جن کی تشریف آوری کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے ہی

۱۔ عیسائیوں نے بزعمِ باطل ان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا سمجھ لیا (معاذ اللہ)۔

۲۔ اور عیسائی عقیدہ کے مطابق قتل کر بھی دیا۔

۳۔ قرآن پاک نے یوں ارشاد فرمایا: ''وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝'' (۲:۶۱) اور اُن (بنی اسرائیل) پر ذلّت و خواری اور ناداری مقرر کر دی گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہیں۔ یہ (سزا اُن کو) اس لیے دی گئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا اور انبیاء علیہم السلام کو بلاوجہ شہید کیا (اور یہ سزا) اس لیے بھی کہ انہوں نے (یعنی بنی اسرائیل نے) نافرمانی کی اور حد سے بڑھ گئے۔''

اشارہ فرما دیا تھا' انکار کر کے کیا خود ہی عیسیٰ علیہ السلام ہی کے منکر نہیں ہو گئے؟ اگر ان کا خدا تعالیٰ پر یقین تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو سچا خیال کرتے تھے' تو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے۔ اس نبی آخر زماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کیوں کیا؟ چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے ہی سے خبر رکھنے والے اہلِ کتاب ان لوگوں میں فوراً شامل ہو جاتے کہ جن کو اب باغ کا رکھوالا بنایا گیا اور اُن لوگوں سے اظہارِ نفرت کرتے کہ جنہوں نے اس باغ کے مالک کو غصہ دلایا۔ اس کے فرستادہ لوگوں کو مارا پیٹا اور قتل کیا' مگر افسوس کہ ضد بازی نے اکثر حضرات کو حقائق سے چشم پوشی پر مجبور کر دیا۔

بشارت (۲): یوحنا کی انجیل میں ہے: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق) اور ''یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تُو کون ہے؟ تو اُس نے اقرار کیا' انکار نہ کیا' بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا: پھر کون ہے؟ کیا تُو ایلیاہ ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں ہوں۔ (پھر پوچھا:) کیا تُو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا: پھر تُو ہے کون؟ تا کہ ہم اپنے بھیجنے والے کو جواب دیں' تُو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: میں جیسا یسعیاہ۔ نبی نے کہا: بیابان میں ایک پکارنے والی کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو وہ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے' نہ ایلیا' نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟'' (باب ا' آیت ۱۹ تا ۲۵)

ہم نے یہ طویل عبارت اس لیے نقل کی کہ کوئی مانند یہ نہ کہہ سکے کہ محض کسی آیت کا کوئی تراشہ لے کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمیں اب عبارت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اہل کتاب کو جن مبارک ہستیوں کی آمد کا انتظار تھا' ان میں حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) حضرت ایلیا (علیہ السلام) اور ایک ''نبی''

شامل ہیں۔ اسی لیے یروشلم سے آنے والے یہودیوں کے نمائندوں نے حضرت یوحنّا (یحییٰ علیہ السلام) سے سوال کیا کہ تم ایلیا (علیہ السلام) ہو یا مسیح (علیہ السلام) ہو یا پھر وہ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیا مسیحی حضرات یہ بتائیں گے کہ وہ نبی کہ جس کا تذکرہ یہودیوں میں اکثر ہوتا تھا' کون ہستی تھی؟ یقیناً یقیناً اس برگزیدہ نبی سے مراد ذاتِ بابرکات ستودہ صفات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہے' ورنہ ان کے سوا کوئی بھی نبی نہیں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا ہو اور پہلی کتبِ سماوی اور اُممِ سابقہ میں اُس کا اتنا چرچا ہو۔ قرآن پاک سورۂ بقرہ آیت:۸۹ میں ہے: "وَلَمَّا جَآءَ هُمْ ......الخ" (ترجمہ) "اور جب ان (اہلِ کتاب) کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کتاب (قرآنِ پاک) آئی کہ جو اُن (اہلِ کتاب) کے ساتھ والی کتابوں (توراۃ وانجیل) کی تصدیق فرمانے والی ہے اور اس سے قبل وہ اسی کے وسیلے سے کافروں کے مقابلہ میں کامیابی مانگا کرتے تھے' تو جب اُن کے جانے پہچانے نبی (حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لے آئے تو اُن (اہلِ کتاب) سے اس (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا انکار کر دیا۔ [۱] پس اللہ تعالیٰ کی کافروں پر لعنت ہو۔" (۸۹:۲)

۱۔ حافظ ابی نعیم محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد بن سلمہ نے بیان کیا کہ بنی اشہل میں ایک یوشع نامی یہودی تھا' اُس وقت میں بچہ تھا' وہ یہودی اکثر کہا کرتا تھا کہ ایک نبی کی آمد کا زمانہ قریب ہے۔ وہ ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتا کہ وہ نبی اس گھر میں پیدا ہوگا' جو اسے پائے ایمان لے آئے۔ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ یوشع کہتا تھا کہ ہم اہلِ کتاب ان پر ایمان لا کر قوت سے غیر اہلِ کتاب کو یثرب سے نکال دیں گے' اسی لیے انصارِ مدینہ عقبیٰ اولیٰ اور ثانی میں بیعت کر کے شرفِ ایمان سے مشرف ہو گئے تھے کہ انہوں نے یہودیوں سے سُن رکھا تھا) محمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لے آئے' مگر یوشع نے ضد اور حسد کی بناء پر (کہ یہ نبی' بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں کیوں ہے؟) انکار کر دیا۔ (خصائصِ کبریٰ)

بشارت (۳): یوحنا کی انجیل باب ۱۴ میں ہے: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) ''اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔'' (آیت ۱۶:۱۵)

۱۹۳۱ء میں برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی لاہور کی چھپی ہوئی یوحنا کی انجیل باب ۱۴' آیت ۱۶ میں مذکورہ آیت میں لفظ ''مددگار'' پر حاشیہ ہے اور اس کا معنیٰ شفیع یا وکیل درج کیا گیا ہے (خزائن العرفان ونور العرفان زیر آیت ۷:۱۵۷) لیکن جس انجیل سے ہم نے مذکورہ حوالہ نقل کیا ہے یہ ''پاکستان بائیبل سوسائٹی انارکلی' لاہور'' کی طرف سے ۱۹۵۹ء میں شائع کی گئی ہے' اس میں حاشیہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس سے عیسائی مشنری کی ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے' جبکہ یہ ہی لفظ جس کا ترجمہ اردو میں ''مددگار'' تحریر کیا گیا ہے' یونانی زبان میں ''پریقلیطوس'' PARICLYTOS ہے۔ جس کا لفظی معنیٰ ہے: ''بہت سراہا'' ہوا اور عربی زبان میں اس کا ترجمہ ''احمد'' بنتا ہے' لیکن عیسائی پادریوں نے موجودہ یونانی نسخوں میں اس لفظ کو تبدیل کر کے پاراقلیطوس PARACLETOS بنا دیا۔ اس کا ترجمہ انگریزی میں کمفرٹر اور اُردو میں ''تسلی دینے والا'' درج کیے گئے اور اب اس کا معنیٰ ''مددگار'' تحریر کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صاف لفظی تحریف ہے جو کہ ذکرِ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مٹانے کی مکروہ سازش ہے' حالانکہ ''جروم'' جس نے چوتھی صدی مسیحی میں انجیل کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا' اس نے لفظِ زیرِ بحث کو لاطینی میں ''پیرقلی طاس'' لکھا ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اصلی نسخہ جو کہ جروم کے پاس تھا' ''پریقلیطوس'' تھا نہ کہ ''پاراقلیطوس''' اسی طرح انجیل ''برنباس'' میں بھی ''پریقلیطوس'' ہی ہے۔

(بحوالہ سیرتِ رسولِ عربی از علامہ نور بخش توکلی)

بشارت (۴): ''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن (وہ) مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب کچھ سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تمہیں کہا' وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔

(ب ۱۴۔ ۲'۲۶)

اس آیت کریمہ میں عیسائی علماء نے کچھ الفاظ کی کمی بیشی اور تبدیلی کر کے انجیل کے عام قاری کے لیے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اُس آنے والی ہستی سے مراد ''روح القدس یا خود عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں'' حالانکہ اسی باب ۱۴ کی ۲۹ اور ۳۰ نمبر آیات اس خیال کی تردید کرتی ہیں۔ ان میں ہے۔

بشارت (۵): ''اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب وہ ہو جائے' تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا' کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔

(ب ۱۴۔ ۲۹'۳۰)

انجیل کی اس آیت میں کتنے واضح ترین انداز میں اعلان کر دیا گیا کہ آنے والی ہستی دنیا کا سردار یعنی ''سید عالم'' ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے روح القدس مراد نہیں لیا جا سکتا کیونکہ وہ خود عیسائیوں کے نزدیک بھی ایک انسان کی طرح انسانوں میں نہیں رہا۔ اس کی زندگی کے روز و شب انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ نہیں ہو سکتے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی ہرگز ہرگز اس سے مراد نہیں' کیونکہ ایک تو وہ خود اسی آیت میں فرماتے ہیں: ''اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔'' اور دوسری جگہ موجودہ انجیل نے حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا: ''میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (متی کی انجیل' ب ۱۵: ۲۴) ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی اُمت دعوت بھی صرف بنی اسرائیل اے ہیں، جبکہ جس ہستی کی تشریف آوری کی خبر دی گئی ہے، وہ ''دنیا کا سردار ہے''لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس دنیا کے سردار سے مراد حضور سیّدِ عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہی ہے۔ خود حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور یہ فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور (میں) فخر نہیں (کرتا) آدم اور ان کے علاوہ تمام نبی (علیہم السلام) میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں پہلا ہوں گا کہ جس کی قبر شق ہوگی اور (میں) کوئی فخر (تکبر) کی بات (نہیں کر رہا)''۔ (رواہ ترمذی عن ابی سعید)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جب لوگ اُٹھائے جائیں گے، تو میں سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا ہوں گا۔ جب وہ آئیں گے، میں ان کا قائد ہوں گا، جب وہ چپ ہوں گے میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ روک دیئے جائیں گے، میں ان کا سفارش کرنے والا ہوں گا، جب وہ نا اُمید ہو جائیں گے۔ میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا۔ کرامت اور جنت کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی، حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے ہاں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں۔

ا۔ پتہ چلا کہ کوئی عیسائی غیر اسرائیلی کو اپنے دین کی دعوت نہیں دے سکتا۔ اگر وہ دعوت دے گا، تو اپنے نبی کی مخالفت کرے گا۔ دعوت تو در کنار، موجودہ انجیل میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے غیر اسرائیلی عورت جو کہ روتی ہوئی ان کے حضور دُعا کروانے آئی تھی اور اُس کی سفارش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں نے بھی کی تھی، یہ کہہ کر اُس کے حق میں دعا کرنے سے انکار کر دیا: ''میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا''۔ زیادہ اصرار پر جو فرمایا اُس کا مفہوم ہے کہ غیر اسرائیلی کے حق میں دعا کرنا گویا بچوں سے روٹی چھین کر کتوں کے آگے ڈالنا ہے۔ (متی ۱۵۔ ۲۴، ۲۵)

میرے گرداگرد اس روز ہزار (ہا) خادم ہوں گے (خوبصورتی میں) وہ گویا چھپے ہوئے (یعنی بے عیب) انڈے یا بکھرے ہوئے لُؤلُؤ یعنی موتی ہیں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے حضور خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قبل کسی بھی نبی نے پوری دنیا (یعنی قیامت تک آنے والے تمام افراد) کی طرف نبی مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جبکہ نبی آخر الزماں سلطانِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے پوری انسانیت کی طرف بھیجے گئے۔ انجیل کی مذکورہ بشارت کی شہادت قرآن پاک میں یوں ملتی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: (ترجمہ) (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! دائمًا ابدًا ابدًا) ''فرمادو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف بھیجا ہوا (رسول) ہوں، وہ (اللہ تعالیٰ کہ) جس کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہی ہے۔'' (سورۂ اعراف، آیت:۱۸۵)

دوسری جگہ ارشاد ہوا: (ترجمہ) ''بڑی برکت والا ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) کہ جس نے اتارا قرآن، اپنے بندہ پر، جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہے۔''

(سورۃ الفرقان، آیت:۱)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت و رحمت کا اظہار تیسری جگہ اس طرح فرمایا گیا: (ترجمہ) ''اور ہم نے (اے پیارے محبوب علیک الصلوٰۃ والسلام!) تمہیں نہیں بھیجا، مگر سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔'' (الانبیاء، آیت:۱۰۷)

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی اور انہی کی مثل دوسری آیات اس بات کی کھلی شہادت دیتی ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرداری، نبوت اور رحمت کسی ایک مخصوص وقت، علاقے یا قوم کے لیے نہیں، بلکہ پوری کائنات کے لیے ہے، کیونکہ پچھلی دونوں آیاتِ مبارکہ میں لفظ اَلْعٰلَمِیْن اس بات کا مقتضی ہے کہ اس سے بلا تعینِ وقت

وقوم پوری کائنات مراد لی جائے۔

بشارت (٦): یوحنا کی انجیل، باب ١٥ میں ہے: ''لیکن جب وہ ''مددگار'' آئے گا، جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے، تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (ب ١٥۔٢٦)

الفاظ کے تغیّر وتبدّل اور کمی بیشی کے باوجود مذکورہ بالا آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے بعد میں آنے والے ایسے برگزیدہ نبی کی خوش خبری دی کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی گواہی دے گا۔

بھلا اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثتِ شریفہ سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کی (عیسائیوں کے سوا) عام لوگوں کی نظر میں جو قدر و منزلت تھی، اسے دنیا جانتی ہے۔ بد بخت یہودیوں نے ہر بڑے سے بڑا بہتان حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ ماجدہ پر لگایا، لیکن جب بعثتِ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی راست بازی اور حضرت مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی پاک دامنی کا ڈنکا پوری دنیا میں بجنے لگا، یعنی جہاں جہاں بھی مسلمان گئے اور قرآن پاک کی تلاوت ہوئی، وہاں وہاں حضرت مریم وعیسیٰ علیہما السلام کی راست بازی و پاک دامنی کا اعلان بھی ساتھ ساتھ ہوا۔ آخر کوئی تو وجہ تھی کہ جب حضرت نجاشی شاہِ حبش (جو کہ عیسائی مذہب رکھتے تھے) کے سامنے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ مریم کی تلاوت فرمائی، تو وہ اتنے متاثر ہوئے کہ حضرت نجاشی بمعہ ان پادریوں کے جو کہ اس دربار میں موجود تھے، رونے لگے اور کہنے لگے: خدا تعالیٰ کی قسم! یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ دونوں ایک ہی مشکوٰۃ سے نکلے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور یہ ہی

وہ مبارک ہستی ہے کہ جن کی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے بشارت دی ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲)

یقیناً قرآنِ کریم نے حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ علیہما السلام کی عظمت و عصمت کی گواہی جس احسن پیرائے میں دی، پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

بشارت (۷): یوحنا کی انجیل باب ۱۶ میں ہے: ''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں، تو وہ ''مددگار'' تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا، تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا۔

(ب۱۶۔۷، ۸)

قرآن کریم نے انجیل کی اس بشارت کی گواہی ان الفاظ میں دی:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط (۶۱۔۶)

اور (یاد کرو کہ) جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تمہاری طرف، (میں) تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی، توراۃ اور (میں) خوشخبری سناتا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا اسمِ گرامی احمد ہوگا۔

یوحنا کی انجیل کی مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ ''میں جاؤں گا، تو تب وہ تشریف لائے گا'' قابل غور ہے ظاہر ہے کہ تشریف

لانے والی ہستی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد آئے گی اور یہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق (معاذ اللہ) تین دن تک مرادر ہنے والا یسوع نہیں، بلکہ یہ کوئی اور ہی ہستی ہے۔

''انجیل یوحنا'' کے اس باب کی ۸ آیہ کہ ''وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا۔'' تاریخِ عالم کے ان واقعات وحالات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جن حالات وواقعات کے دوران اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثتِ شریفہ ہوئی۔ اس وقت اہلِ دنیا عموماً اور اہلِ عرب خصوصاً جہالت وگمراہی کے جس چاہ مذلّت میں گرے ہوئے تھے، اُس کے محض تذکرہ ہی انسانیت لرز اُٹھتی ہے۔ (سیرت امام الانبیاء ص ۱۹۴۔ ۲۰۳)

اسماءمبارکہ

عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ ''کَثْرَةُ الْاَسْمَآءِ تَدُلُّ عَلٰی شَرَفِ الْمُسَمّٰی ''یعنی کسی چیز کے ناموں کا بہت زیادہ ہونا اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہے کہ وہ چیز عزت وشرف والی ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چونکہ خلاق عالم جل جلالہ نے اس قدر اعزاز واکرام اور عزت وشرف سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ امام النبیّین، سید المرسلین، محبوب رب العالمین عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ اور القاب بہت زیادہ ہیں۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر اسمائہ الشریفۃ...الخ، ج ۴، ص ۱۶۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں (۱) ''محمد'' و(۲) ''احمد'' ہوں اور میں (۳) ''ماحی'' ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور میں (۴) ''حاشر'' ہوں کہ میرے قدموں پر سب لوگوں کا حشر ہوگا اور (۵) ''عاقب'' ہوں۔

(یعنی سب سے آخری نبی)

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۵۳۲، ج ۲، ص ۴۸۴)

قرآن مجید میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب واسماء بہت زیادہ تعداد میں مذکور ہیں۔ چنانچہ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ خداوند قدوس کے ناموں کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی ننانوے نام اور علامہ ابن دحیہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان تمام ناموں کو شمار کیا جائے جو قرآن وحدیث اور اگلی کتابوں میں مذکور ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناموں کی گنتی تین سو تک پہنچتی ہے اور بعض صوفیاء کرام کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ایک ہزار نام ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناموں کی تعداد بھی ایک ہزار ہے۔ (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماۂ الشریفۃ...الخ، ج ۴، ص ۱۶۹)

بہر حال حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اسماء مبارکہ میں سے دو نام سب سے زیادہ مشہور ہیں ایک "محمد" دوسرا "احمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام "محمد" رکھا اور اسی نام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیقہ کیا جب لوگوں نے پوچھا کہ اے عبدالمطلب! آپ نے اپنے پوتے کا نام "محمد" کیوں رکھا آپ کے آباء و اجداد میں کسی کا بھی یہ نام نہیں رہا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس نیت سے اور اس امید پر اس بچے کا نام "محمد" رکھا ہے کہ تمام روئے زمین کے لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے یہ کہا کہ میں نے اس امید پر "محمد" نام رکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی تعریف فرمائے گا اور زمین میں خدا کی تمام مخلوق اس کی تعریف کرے گی، اور حضرت عبدالمطلب کی اس نیت اور امید کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میری پیٹھ سے ایک

چاندی کی زنجیر نکلی جس کا ایک کنارہ زمین میں ہے اور ایک سرا آسمان کو چھو رہا ہے اور تمام مشرق و مغرب کے انسان اس زنجیر سے چمٹے ہوئے ہیں حضرت عبدالمطلب نے جب قریش کے کاہنوں سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اے عبدالمطلب! آپ کی نسل سے عنقریب ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ تمام اہل مشرق و مغرب اس کی پیروی کریں گے اور تمام آسمان و زمین والے اس کی مدح و ثنا کا خطبہ پڑھیں گے۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماءہ الشریفۃ...الخ، ج ۴، ص ۱۶۱، ۱۶۲)

اور بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام "محمد" رکھا ہے کیونکہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے شکم مبارک میں رونق افروز تھے تو انہوں نے خواب میں ایک فرشتہ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اے آمنہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے جہان کے سردار تمہارے شکم میں تشریف فرما ہیں جب یہ پیدا ہوں تو تم ان کا نام "محمد" رکھنا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماءہ...الخ، ج ۴، ص ۱۶۱، ۱۶۲ ملتقطاً)

ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے اور حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خوابوں کی وجہ سے دونوں نے باہمی مشورہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام "محمد" رکھا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "محمد" کے نام سے ذکر فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام "احمد" کے نام سے تمام زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کا ڈنکا بجاتے رہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ (پ ۲۸، الصف: ۶) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ خوشخبری سناتے ہوئے تشریف لائے تھے کہ میرے بعد ایک

رسول تشریف لانے والے ہیں جن کا نامِ نامی واسم گرامی "احمد" ہے۔

نام بلند کیا گیا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ سورہ الم نشرح:۴

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

مفسِّر شہیر، خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرالافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا وآخرت میں بلند کیا ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ پکارتا ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا۔

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المَرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں: ذکر حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان

وسرور جان ہے ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمن ہے۔

قال تعالیٰ ورفعنالك ذکرك۔ (القرآن الکریم ۹۴/ ۴)

اے حبیب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔

حدیث میں ہے: اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے:

اتدری کیف رفعت لك ذکرك۔

کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔)

ارشاد ہوا:

جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی۔

اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الاول الفصل الاول المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ مصر ا/ ۱۵)

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب، جیسے دور قرآن وختم قرآن کے لئے ماہ رمضان کہ اسی مہینے میں اترا،

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔ (القرآن الکریم ۲/ ۱۸۵)

ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔

یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا ولہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جان افروز دوشنبہ کو

روزہ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیه ولدت وفیه انزل علیّ ۲؎ (اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اُتری۔ یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اُن پر طعن جہل ہے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا صوم یوم السبت لالك ولا علیك ۳؎ یعنی کی روزہ کے لئے روز شنبہ کی تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر،

(۲؎ مسند احمد بن حنبل حدیث ابی قتادة الانصاری المکتب الاسلامی بیروت ۵ / ۲۹۷ و ۲۹۹)(۳؎ مسند احمد بن حنبل حدیث الصماء بن بسر المکتب الاسلامی بیروت ۶ / ۳۶۸)

تو مناسبات جلیلہ کے باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ہاں تخصیص بمعنی توقف کہ اوروں ہو ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا ولکن الوهابیة قوم لا یعلمون (وہابی ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔) یہی حال یازدہم و دوازدہم و تواریخ وصال محبوبان ذوالجلال کا ہے اور اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ بلاشبہ مطلوب و مندوب ہے جس پر قرآن عظیم و احادیث کثیرہ ناطق ان من افضل ایامکم الجمعة فاکثروا فیها من الصلوة علیّ ۱؎ (بلاشبہ تمہارے ہفتہ کے تمام دنوں میں سے سب سے افضل دن روز جمعہ ہے،

(۱؎ سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱ / ۱۵۰)

لہٰذا اس دن سب دنوں سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھو۔ت) درودخوانی و تلاوت قرآن مجید و اطعام طعام و صدقات و مبرات کی خوبیاں ضروریات دین سے ہیں محتاج بیان نہیں اور شیرینی کی تخصیص میں فوائد عدیدہ ہیں، ایک تو یہ کہ قلب المؤمن حلو یحب الحلوٰ مسلمان کا دل میٹھا ہے مٹھاس کو دوست رکھتا ہے۔

دوم: وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی وکل جدید لذیذ ومن وافق من اخیہ شھوۃ غفرلہ (ہرنئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے اور جوکوئی اپنے بھائی سے اس کی چاہت میں موافقت کرے تو اس کے گناہ بخش دئے گئے۔)

سوم: حسب عرف اغنیا کو بھی اس کے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ روٹی بانٹی جائے۔

چہارم: جو چیز محبوبان خدا سے منتسب ہوجائے سزاوار تعظیم ہوجاتی ہے، شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ نعت شریف ذکر اقدس ہے اور اس کا خوش الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق ومحبت۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب اللدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کے ساتھ سننا محبت حضور کو ترقی دیتا ہے [1]، اور ولادت اقدس پر اظہار فرحت وسرور خود نص قرآن سے مامور۔

([1] المواہب اللدنیہ المقصد السابع محبۃ ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۲-۳۱۱)

قال اللہ تعالیٰ:

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلك فلیفرحوا [2]۔

(القرآن الکریم ۱۰/ ۵۸)

تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت چاہئے کہ اسی پر فرحت وسرور کریں۔

انسان العیون میں ہے: بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یارسول اللہ! یہ جولوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں، فرمایا:

مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِہٖ۔ (انسان العیون)

جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۷۵۵ ج ۲۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مَشْفُوْعٌ
قبولِ شفاعت

مَشْفوع: (اسم) مَشْفوع: اسم المفعول من شَفَعَ شَفَعَ: (فعل) شفَعَ / شفَعَ فی یَشفَع، شُفْعَةً، فهو شافع، والمفعول مَشْفوع شَفَعَ العَدَدَ: صَیَّرَہٗ زَوْجًا

علامہ سعید احمد کاظمی فرماتے ہیں: کہ صاحب درود تاج نے اسم مبارک کومشفوع کہا ہے جو الشفع سے ماخوذ ہے الشفع کے معنی ہیں کسی چیز کی طرف اس کی مثل کو ملانا اور طاق کو جفت کرنا۔

وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۝

اور جُفت اور طاق کی۔

میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولٰینا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت جبریل سے اس آیت کو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی بلندی یہ ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں، منبروں پر، خطبوں میں۔ تو اگر کوئی اللہ تعالٰی کی

عبادت کرے ہر بات میں اس کی تصدیق کرے اور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی نہ دے تو یہ سب بے کار وہ کافر ہی رہے گا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارتا ہے۔ (خزائن العرفان)

نام کی بلندی

جانِ برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار و جبار جل جلالہ، سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا تھا یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا،

(القرآن الکریم ۹۴/۴)

آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، مؤذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار واحجار، آہو وسوسمار و دیگر جاندار واطفال شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بہ زبان فصیح وبیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جز اشقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحانِ ملاءِ اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح وتقدیس میں مصروف کروں گا اُدھر تمہارے محمود درودِ مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و کرسی، ہفت اوراق سدرہ، قصور جناں، جہاں پر اللہ لکھوں گا۔ محمد رسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح

وستائش اور جمال صورت وکمال سیرت ایسی تشریح وتوضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہوکر تمہاری تنقیص شان اور محو فضال میں مشغول ہوتو میں قادر مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا۔ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اٹھے۔ لاکھوں بے دینوں نے ان کے محو فضائل پر کمر باندھی، مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ برب کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔



سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعُجَمِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب وعجم کے سردار ہیں

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے اُمّی ، ہادی ، قریشی رسول حضرت سیّدُ نا محمد مصطفی ، احمد مجتبیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنی رسالت عطا فرما کر تمام عرب و عجم اور جن وانس کی طرف بھیجا پس آپ کی شریعت کے ذریعے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا سوائے ان باتوں کے جنہیں باقی رکھا گیا اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت بخشی اور آپ کو تمام انسانوں کا سردار بنایا اور توحید یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی کو اس وقت تک قبول نہ فرمایا جب تک اس کے ساتھ شہادت رسالت یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ملا ہوا نہ ہو اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دُنیوی واُخروی امور کے بارے میں جو کچھ بتایا ان سب کی تصدیق مخلوق پر لازم فرمائی۔

میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِّ نِعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانہِ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیِ سنّت ، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت ، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نبی کریم ، روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے:

اَمتلَاَتِ الاَرْضُ مِنْ زمین بھر گئی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

تَحْمِيْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِ يْسه. وَمَلكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ۔

وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

(تحفہ اثناعشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹)

مسند احمد وشرح معانی الآثار میں مَالِكُ النَّاسِ ا؎ ہے اور زوائد مسند نیز ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں یَامِلكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ ۲؎ یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی، پر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔

(ا؎ مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۰۱)(شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۱۰)(۲؎ مسند ابویعلی حدیث ۶۸۳۶ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶ /۲۳۰)(مجمع الزوائد بحوالہ عبداللہ بن احمد کتاب النکاح ۴ /۲۳۱ وکتاب الادب باب جواز الشعر الخ ۸ /۱۲۷)

جب حضور تمام ادمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک تمام سلاطین کے بھی بادشاہ تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے، مَلِكُ النَّاسِ کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مَالِكُ النَّاسِ اس سے بھی اعظم واعلٰی ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحکم آیت وحدیث جلل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں۔ وللہ الحمد۔

زمخشری معتزلی نے کشاف سورہ ہود میں زیر قولہ تعالٰی وانت احکم الحاکمین اقضی

القضاۃ پر اعتراض کیا۔امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا:

اقضاکم علی۔ علی رضی اللہ عنہ تم سب سے زیادہ فیصلے کرنیوالے ہیں۔

(فیض القدیر بحوالہ ابن المنیر تحت حدیث ۳۰۳ درالمعرفۃ بیروت ۱/۲۲۰)(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۳۶۳ ج ۲۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جسم مقدس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا رنگ گورا سپید تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔

(الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۱۱، ص ۲۴،۲۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا۔میں نے دیبا وحریر (ریشمیں کپڑوں) کو بھی آپ کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۵۶۱، ج ۲، ص ۴۸۹)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۵۵۶، ج ۲، ص ۴۸۸)

آپ کے رُخِ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک وعنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک چمڑے کا بستر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بچھا دیتی تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرمالیتی تھیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملا لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قوما۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۲۸۱، ج ۴، ص ۱۸۲)

جسم انور کا سایہ نہ تھا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قد مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنا دے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا یعنی یا اللہ! تو مجھ کو سراپا نور بنا دے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا؟

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الاول فی کمال خلقتہ۔۔۔الخ، ج۵، ص ۵۲۴۔۵۲۵)

مکھی، مچھر، جوؤں سے محفوظ

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور علامہ حجازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے کہ بدن تو بدن، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں، نہ کبھی کھٹمل یا مچھر نے آپ کو کاٹا، اس مضمون کو ابو الربیع سلیمان بن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "شفاء الصدور فی اعلام نبوۃ الرسول" میں بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔ پھر مکھیوں کی آمد، جوؤں کا پیدا ہونا چونکہ گندگی بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور آپ چونکہ ہر قسم کی گندگیوں سے پاک اور آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا اس لئے آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے۔ امام سبتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس مضمون کو "اعظم الموارد" میں مفصل لکھا ہے۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الرابع ما اختص بہ۔۔۔الخ، ج۷، ص ۲۰۰)

جسم معطر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا "عبدالمطلب" کا اصلی نام "شیبہ" ہے۔ یہ بڑے ہی نیک نفس اور عابد و زاہد تھے۔ "غار حرا" میں کھانا پانی ساتھ لے کر جاتے اور کئی کئی دنوں تک لگاتار خدا عزوجل کی عبادت میں مصروف رہتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں اکثر غارِ حرا میں اعتکاف کیا کرتے تھے، اور خدا عزوجل

کے دھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نورِ نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالیٰ...الخ، ج 1، ص135-138 مختصراً والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالیٰ...الخ، ج1، ص155)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پسینہ آیا، میری ماں ام سُلیم نے ایک شیشی لی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیدار ہوئے اور فرمانے لگے: ام سلیم تم یہ کیا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔

دوسری روایت مسلم میں ہے کہ ام سلیم نے یوں عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہم اپنے بچوں کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عرق مبارک کو چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، الحدیث ۲۳۳۱، ص ۱۲۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ ان کی والدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پسینہ کو جمع کر کے

خوشبو میں ملایا کرتی تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے، میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں، میرے پاس کوئی خوشبو نہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے فرمایا: میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لیکر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا کر اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس کے گھر کا نام "بیت مطیّبین" (یعنی خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ، رکن خامس، ص۱۸۱)

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں موصل کو فتح کیا ان کی بیوی ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھیں تا کہ دوسری سے اطیب ہو اور عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی خوشبو نہ لگاتے تھے مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر داڑھی کو مل لیتے تھے اور ہم میں سب سے زیادہ خوشبودار تھے جب وہ باہر نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو

سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ ہم استعمالِ خوشبو میں کوشش کرتی ہیں اور تم ہم سے زیادہ خوشبودار ہو، اس کا سبب کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلے نمودار ہوئے میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم سے اس بیماری کی شکایت کی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ میں نے ستر کے علاوہ کپڑے اتار دیئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ٖالہٖ وسلم نے اپنا لعاب اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں خوشبو پیدا ہوگئی۔ (الاستیعاب، باب حرف العین، عتبہ بن فرقد، ج ۳، ص ۱۴۸)

پاکیزہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المَرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نبی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اولاً: جسم اقدس ولباس انفس پر مکھی نہ بیٹھنا۔ علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا علماء نے تصریح کی اس کا راوی معلوم نہ ہوا، اور باوجود اس کے بلانکیر اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔

شفاءِ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

وان الذباب کان لایقع علی جسدہٖ ولا ثیابہ۔	مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر نہ بیٹھی تھی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل ومن ذالک ماظہر من الآیات عند مولدہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۲۵)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں:

باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراقی فی مولدہٖ ان من خصائصہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان لاینزل علیہ الزباب، وذکرہ ابن سبع فی الخصائص بلفظ انہ لم یقع علی ثیابہ ذباب قط و زاد ان من خصائصہ ان القمل لم تکن یؤذیہ۔

قاضی عیاض نے شفاء میں اور عراقی نے اپنی مولد میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع میں ان لفظوں سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی نہ بیٹھی۔ اور یہ بھی زیادہ کیا کہ جوئیں آپ کو نہیں ستاتی تھیں۔

(الخصائص الکبریٰ باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراقی فی مولدہ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۶۸)

شیخ ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں:

ونقل الفخر الرازی ان الذباب کان لایقع علی ثیابہ وان البعوض لایمتص دمہ۔

رازی نے نقل کیا کہ مکھیاں آپ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھیں اور مچھر آپ کا خون نہیں چوستے تھے۔

(شمائل ترمذی)

علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا، اور اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار سے ایک رباعی لکھی کہ اس اس میں بھی اس

خاصہ کی تصریح ہے اور بعض علماء عجم نے اسی بناء پر کلمہ محمد رسول اللہ کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا کہ آپ کے جسم پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، لہذا یہ کلمہ پاک کلی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔

پھر اسی مضمون پر دوسری عبارت

عبارتہ برمتہ: ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الذباب کان لایقع علی ثیابہ ھذا مما قالہ ابن سبع الا انھم قالوا لایعلم من روی ھذہ والذباب واحدہ ذبابۃ قیل انہ سمی بہ لانہ کلما اذب آب ای کلما طرد رجع وھذا مما اکرمہ اللہ بہ لانہ طھرہ اللہ من جمیع الاقذار وھو مع استقذارہ قدی یجیئ من مستقذر قیل وقد نقل مثلھا عن ولی اللہ العارف بہ الشیخ عبدالقادر الکیلانی ولابعد فیہ لان معجزات الانبیاء قد تکون کرامۃ لاولیاء امتہ وفی رباعیۃ لی۔

ان کی مکمل عبارت یہ ہے: آپ کے دلائل نبوت سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ کے نہ تو ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ لباس پر، یہ ابن سبع نے کہا۔ محدثین نے کہا کہ اس کا راوی معلوم نہیں۔ ذباب کا واحد ذبابۃ ہے۔ کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کو جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آجاتی ہے۔ یہ کرامت آپکو اس لئے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو پاک رکھا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے ہاتھ سے سرز ہو جاتی ہے اور میں (خفاجی) نے ایک رباعی کہی ہے:

من اکرم مرسل عظیم حلا لم تدن ذبابة اذ ماحلا هذ اعجب ولم یذق ذونظر فی الموجودات من حلاه احلا	"آپ بزرگ ترین، عظیم، مٹھاس والے رسول ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹھاس کے باوجود مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے زیادہ مٹھاس نہ چکھی۔"
وتظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول الله لیس فیه حرف منقوط لان الموجود ان النقط تشبه الذباب فصین اسمه ونعمته کما قلت فی مدحه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔	اور بعض علماء عجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس لئے کہ نقطہ مکھی کے مشابہ ہوتا ہے، عیب سے بچانے کے لئے اور آپ کی تعریف کے لئے میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے:
لقد ذب الذباب فلیس یعلو رسول الله محمودا محمد ونقط الحرف یحکیه بشکل لذاك الخط عنه قد تجرد	"بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے، اللہ کے رسول محمود و محمد ہیں اور حروف کے نقطے جو شکل میں مکھی کی طرح ہیں ان سے بھی اللہ نے اس لئے آپ کو محفوظ رکھا۔"

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذٰلک ماظہر من الآیات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۳/۲۸۲)

ثانیاً: ابن سبع نے حضور کے خصائص میں کہا جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔ علامہ سیوطی نے خصائص کبرٰی میں اس طرح ابن سبع سے نقل کیا اور برقرار رکھا کہ مر (جیسا کہ گزر چکا ہے۔ت) اور ملا علی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں:

ومن خواصه ان ثوبه لم یقمل۔

آپ کے مبارک کپڑوں میں جوئیں نہیں ہوتی تھیں۔

ثالثاً: ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوار ہوتے عمر بھر ویسا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔

علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں:

باب: قال ابن سبع من خصائصه صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان کال دابة رکبها بقیت علی القدر الزی کانت علیه ولم تهرم ببرکته. صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔

ابن سبع نے کہا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھر ویسا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث بوڑھا نہ ہوتا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(الخصائص الکبرٰی قال ابن سبع من خصائصه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲ / ۲۴) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۵ ۷، ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میرے آقا اعلیٰحضرت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن ملفوظات اعلیٰحضرت میں نبی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

کیا انبیاء کرام کے فضلات شریفہ پاک ہیں؟

عرض: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے "فُضُلاتِ شریفہ" (یعنی جسم سے خارج

ہونے والے زائد مادے مثل بول وبراز وغیرہ) پاک ہیں؟

ارشاد: پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے۔

(شرح الشفاء للقاضی عیاض، ج۱،ص ۱۶۸،شرح العلامۃ الزرقانی، ج۱،ص ۱۹۴)

قضائے حاجت کی جگہ سے مشک کی خوشبو آنا

(پھر فرمایا) ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر اِدھر اُدھر پڑے تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) نے اِرشاد فرمایا: ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا۔ دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ وریشہ زمین سے نکالے، ایک اِدھر سے چلا اور دوسرا اُدھر سے اور دونوں مل گئے اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ جب فارغ ہو کر تشریف لائے، میں گیا اِس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اُس کو کھاؤں (مگر) وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مُشک کی خوشبو آرہی تھی۔ فرمایا: ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو، اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ۔ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! میں اِس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرُّک کا کھاؤں (مگر) وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا۔ فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے!

(پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔

انبیاء سے علاقہ رکھنے والی ہر شے طاہر ہے

(پھر فرمایا) سب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام طاہرِ محض ہیں اور جو شَے ان سے علاقہ (یعنی تَعلُّق) رکھنے والی ہے سب طاہر۔ ہاں اُن کے فُضُلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نَجِس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس (یعنی ناپاک) ہیں اور اگر اُن سے کوئی فضلہ خارِج ہو جو ہمارے لیے ناقِضِ وُضو (یعنی وُضو توڑنے والا) ہے تو بے شک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

اعلیٰ حضرت کی امام عینی شارِح بُخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری سے محبت

(پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابنِ حجر عسقلانی شارِحِ صحیح بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کی وُقعت (یعنی عظمت) اِبتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارحِ صحیح بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) سے زیادہ تھی۔ "فُضلاتِ شریفہ" کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔ امام ابنِ حجر (رحمۃ اللہ علیہ) نے اَبحاثِ مُحَدَّثانہ لکھی ہیں، امام عینی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بَسط (یعنی تفصیل) سے لکھا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ اَبحاث ہیں۔ جو شخص طہارت کا قائل ہو اُس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں، میں سنتا نہیں۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضو، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، ج۲،ص ۳۸۱ و فتح الباری کتاب الوضو، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، ج۲،ص ۲۴۶)

یہ لفظ ان کی کمالِ محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وُقعت (یعنی عظمت) بہت ہو گئی۔

اَنبیاء کے موئے مبارک، دندان شریف اور ناخن شریف کھانا کیسا؟

عرض: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اَعضائے شریفہ مثلاً مُوئے مبارک

(یعنی بال) اور دندان شریف اور ناخن شریف کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: یہ ناجائز وحرام ہے۔ اِبتِذَال وتوہین ہے۔ جو چیز حرام کی گئی اس کی حِلَّت کی کوئی وجہ نہیں، وہ مُباح نہیں ہو سکتی۔ اگر تبرک چاہتا ہے پانی میں دھو کر پئے۔

حلال وطَیِّب میں فرق

عرض:

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

ترجمہ کنز الایمان: کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ (پ۷، المائدۃ:۸۸)

میں "طَيِّبًا" کی قید کیسی ہے؟ کیونکہ ہر حلال طَیِّب ہے۔

ارشاد: جو چیز حلال ہو اور طَیِّب ہو اُسے کھاؤ! یہ معنی ہیں۔

(پھر فرمایا) ہر طَیِّب حلال ہے اور ہر حلال طَیِّب نہیں۔ جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طَیِّبات سے خارِج ہیں۔

طاہر وطَیِّب کے معنی

عرض: آدمیوں کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد: طاہر ہے، طیب نہیں۔ طاہر کے معنی "پاک" کے ہیں، اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں اور طیب کے معنی "پاك جائزُ الاستعمال"، جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو۔ ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے۔ طاہر عام ہے، حلال اس سے خاص ہے، طیب اس سے بھی خاص ہے۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت ص۴۵۷)

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "جب سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم گفتگو فرماتے تو دیکھا جاتا گویا حُضور پُرنور صلَّی اللہ

تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اگلے مبارَک دانتوں کی مقدَّس کھڑکیوں سے نور نکل رہا ہے۔'' (سُنَنُ الدّارِمی ج ۱ ص ۴۴ رقم ۵۸، دارالکتاب العربی بیروت)

نور والے آقا

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نبی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مجمع البحار میں برمزش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے:

من اسمائه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قيل من خصائصه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انه اذا مشى فى الشمس والقمر لايظهر له ظل.	حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

(مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ "النور" مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ۴/ ۸۲۰)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ونبود مر آنحضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر رواہ الحکیم الترمذی عن	سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن

ذکوان فی نوادر الاصول وعجب است ایں بزرگان کہ کہ ذکر نکردند چراغ راو نور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ونور را سایہ نمی باشد انتہی۔

میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور "نور" حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(مدارج النبوۃ باب اول بیان سایہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۱)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں:

او را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے!

(مکتوبات امام ربانی مکتوب صدم نولکشور لکھنؤ ۳/۱۸۷)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں:

واجب را تعالی چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل است ومنبی از شائبہ عدم کمال

اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں

لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔	ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔(ت)

(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۲۲ نولکشور لکھنؤ ۳/ ۲۳۷)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورہ والضحٰی میں لکھتے ہیں:

سایہ ایشاں برزمیں نمی افتاد۔	آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔

(فتح القدیر (تفسیر عزیزی) پ عم سورۃ الضحٰی مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۳۱۲)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ، استدلال ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث واجعلنی نورا (مجھے نور بنادے۔) سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلالتِ واضحہ یہ ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب، صغرٰی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں، اور کبرٰی یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پائے گا: مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبرٰی تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جس کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے۔ اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صغرٰی یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تمکیت معاندین کے لئے اس قدر اشارہ

ضرور کہ حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ فرماتا ہے:

یآیھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرًا۔ (القرآن الکریم ۳۳/۴۵)

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا:

وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا۔

(القرآن الکریم ۷۱/۱۶)

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔

اور فرماتا ہے:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔ (القرآن الکریم ۵/۱۵)

بتحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں: نور سے مراد محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ:

والنجم اذا ھوٰی۔ (القرآن الکریم ۵۳/۱)

(اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ت)

میں امام جعفر صادق اور آیہ کریمہ وما ادرٰک ما الطارق النجم الثاقب[۱]۔ (اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارا۔) میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں [۲] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ([۱] القرآن الکریم ۸۶/ ۲و۳) ([۲] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الفصل

الرابع دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۰)

بخاری ومسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللھم اجعل فی قلبی نور	الٰہی! میرے دل اور میری جان
اوفی بصری نورًا وفی سمعی نورًا	اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے
وفی عصبی نورًا وفی لحمی نورًا	گوشت وپوست وخون واستخوان
وفی دمی نورًا وفی شعری نورًا وفی	اور میرے زیر وبالا وپس وپیش وچپ
بشری نورًا وعن یمینی نورًا	وراست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور
وعن شمالی نورًا وامان می نورًا	کردے۔
وخلفی نورًا وفوقی نورًا وتختی	
نورًا واجعلنی نورًا۔	

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۳۵)(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب صلوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۱)(جامع الترمذی ابواب الدعوات باب منہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۷۸)

جب وہ یہ دعا فرماتے اوران کے سننے والے نے انہیں ضیائے تابندہ ومہر درخشندہ ونور الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا، حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ وخوشید پر غالب آتا۔ اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جائیں جیسے چراغ پیش مہتاب یا یکسر ناپدید وکالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے:

واذا تکلم رئی کالنور	جب کلام فرماتے دانتوں سے نور

يخرج من بين ثناياه۔ چھنتا نظر آتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر باب ماروی فی فصاحۃ لسانہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۸،۹)(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل وان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶)(شمائل الترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ص ۳)

وصاف کی حدیث میں وارد ہے:

يتلأ لؤ وجهه تلألؤالقمر ليلا البدر اقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله اشم انور المتجرد۔

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا بُکّا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک ماس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ، نہایت روشن و تابندہ تھا۔ صلی ا للہ تعالٰی علی کل عضو من جسمه الانوار الاعطر وبارك وسلم (اللہ تعالٰی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم انور معطر کے ہر عضو پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

كان الشمس تجرى فى وجهه۔ گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل ان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶).

اور فرماتے ہیں:

واذا ضحك يتلألؤ فى الجدر۔ جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الثانی فصل ان قلت اکرمک اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۴۶)

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں:

لو رأیت لقلت الشمس طالعۃ۔ اگر تو انہیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

(المواھب اللدنیۃ عن ربیع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۲۲۳)

ابوقرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:

رأینا کان النور یخرج من فیہ۔ ہم نے نور سا نکلے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

(مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب علامات النبوۃ باب صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالکتاب بیروت ۸ / ۲۸۰)

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد، جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم وشام کے محل روشن ہوگئے۔

چند روایتوں میں ہے:

اضاء لہ ما بین المشرق والمغرب۔ آپ کے لئے شرق سے غرب تک منور ہو گیا۔

(المواھب اللدنیۃ المقصد الاول احادیث اخری فی المولد المکتب الاسلامی بیروت ۱ / ۱۳۰)

اور بعض میں ہے:

امتلأت الدنیا کلھا نورًا۔ تمام دنیا نور سے بھر گئی۔

(الخصائص الکبریٰ باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱ / ۴۷)

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں:

رأیت نورا ساطعا من رأسہ قد بلغ السماء۔ میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

(الخصائص الکبریٰ باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱ / ۴۹)

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی:
"میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی، نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائے، حضور کے نور رُخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی ا؎۔"

(ا؎ الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن عساکر باب الآیۃ فی وجہہ الشریف صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات ہند ا / ۶۲ و ۶۳)

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضیئ البیت المظلم من نورہ۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہوجاتا۔

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳)

اب نہیں معلوم کہ حجور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے سے انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہئے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالف سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذاً باللہ، کثیف تھا اور جو اس سے تحاشی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالف اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس خوشی سے معرض استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابرہ وکج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالف جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے

ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے، ہم ارشادات علماء سند میں لاتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ماوشما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے ع

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

(مٹی کو عالم پاک سے کیا نسبت۔)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح وملائکہ سے ہزار جگہ الطف۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لست کمثلکم۔ میں تم جیسا نہیں۔

(المصنف لعبدالرزاق کتاب الصیام باب الوصال حدیث ۷۷۵۲ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۶۷)(صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۳)(صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۱ و ۳۵۲)

ویروی لست کھیئتکم۔ میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۱ و ۳۵۲)(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۳ و ۲۶۴)

ویروی، ایکم مثلی۔ تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۱)(صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۳)

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ: حضور کا بشر ہونا نور رخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں اھ۔(اھ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل ومن ذالک ماظہر من الآیات الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۳/ ۲۸۲)

پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کے بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الا ان محمدا بشر لا کالبشر

بل هو یاقوت بین الحجر

(افضل الصلوٰۃ علی سید السادات فضائل درود مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۵۰)

(خبردار! محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وہ ایسے ہیں جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔) (صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزات ثابتہ وخصائص صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی ودنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین۔	تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷)(صحیح مسلم کتاب الایمان باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹)

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل وتکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام وسحر نفی محاسن کی فکر

میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے، اور پھر محبوب بھی کیسا، جان ایمان وکان احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بارتن نازک پر اٹھالیا۔

تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کردیا۔ تم رات دن لہو ولعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول، اور وہ شب وروز تمہاری بخشش کے لئے گریاں وملول۔

جب وہ جان رحمت وکان رأفت پیدا ہوا بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا ارب ھب لی امتی۔ (یااللہ! میری امت کو بخش دے۔)

جب قبر شریف میں اتار الب جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی۔ (میری امت۔) فرماتے تھے،

قیامت میں بھی انہیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم السلام سے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری ا؎ (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔) سنو گے اور اس غمخوار امت کے لب پر یارب امتی ۲؎ (اے رب! میری امت کو بخش دے۔) کا شور ہوگا۔

(ا؎ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱) (۲؎ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱)

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں: جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا۔ کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جانگداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے کسی غافل ومدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح اسے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا

مستحب ہوا کہ جو محبوب ہر آن ہماری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم ہجراں نصیب بھی اس کی یاد میں صَرف کریں۔

وائے بے انصافی! ایسے غمخوار پیارے کے نام پر جاں نثار کرنا اور اس کی مدح وستائش ونشر فضائل سے آنکھوں کی روشنی، دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوبیوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشم خرد بین میں سرمہ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنبہ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلاء سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہہ دے کہ نشر محاسن وتکثیر مدائح نہ دوستی کا مقتضی نہ رد فضائل ونفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا ورسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کر خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا، اور جس کی شان وہ بڑھائے اسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الٰہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغ مبین تھا، اس سے بحمد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک وشبہ یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام"، علیہ وعلٰی اٰلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورود اس سوال کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ بیان شافی پائے گا اور مرشد کافی، ہم نے اس رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور سراپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع واضاءت بلکہ معدن انوار وافضل مضیئات بلکہ درحقیقت بعد جناب الٰہی

نام "نور" انہیں کو زیبا، اوران کے ماوراء کو اگرنور کہہ سکتے ہیں تو انہیں کی جناب سے ایک علاقہ وانتساب کے سبب، اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوت معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا قرآن میں بالتصریح ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے تین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کر دیا ہے پیشوایان دین کا داب ان معاملات میں ہمیشہ قبول وتسلیم رہا ہے۔ اگرکہیں قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی نظر کا قصور سمجھا، نہ یہ کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ موجود، پھر بھی اپنی ہی کہے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ، اور اس کے سوا اور فوائد شریفہ وابحاث لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ لطف جانفزا پائے گا ولا حول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولنا محمد والہ واصحابہ واصہارہ وانصارہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین اٰمین والحمدللہ رب العٰلمین۔

(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۱۰۷۔ ۱۳،ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تفصیل کے لئے رسالہ نفی الفیئ عمن استنار بنورہ کل شیئ کا مطالعہ فرمائیں۔

رُخِ انور

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ منور جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلّی کا مظہر تھا۔ نہایت ہی وجیہ، پر گوشت اور کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

(الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۹،ص ۲۴)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ (چمک دمک میں) تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمکا چہرہ چاند کے مثل تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ مَنْ رَاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ۔

(الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۶، ۱۰، ص،۱۹، ۲۰، ۲۴ ملتقطا)

جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبرو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۵۴۹، ج۲، ص ۴۸۷)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کے بارے میں یہ کہا:

فَلَمَّا تَبَیَّنْتُ وَجْھَہٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْھَہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ۔

یعنی میں نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو بغور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الحدیث:۱۹۰۷، ج۱، ص ۳۶۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا کہ ؎

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

عربی زبان میں بھی کسی مداح رسول نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ انور کے حسن و جمال کا کتنا حسین منظر اور کتنی بہترین تشریح پیش کی ہے ۔

نَبِیُّ جَمَالٍ کُلُّ مَا فِیْهِ مُعْجِزٌ مِن
الْحُسْنِ لٰکِنْ وَجْهُهُ الْاٰیَةُ الْکُبْرٰی
یُنَادِیْ بَلَالُ الْخَالِ فِیْ صَحْنِ خَدِّهٖ
یُطَالِعُ مِنْ لَا ء لَآءِ غُرَّتِهِ الْفَجْرَا

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و جمال کے بھی نبی ہیں، یوں تو ان کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ تو آیت کبریٰ (بہت ہی بڑا معجزہ) ہے۔

ان کے رخسار کے صحن میں ان کے تل کا بلال ان کی روشن پیشانی کی چمک سے صبح صادق کو دیکھ کر اذان کہا کرتا تھا۔

رُخِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نورانیت

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں وقت سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے آئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے چہرۂ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ (اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں): ۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسُّم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(حدائق بخشش)

میں نے عرض کی: یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے عائشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا)! ہلاکت ہے اس کے لئے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔'' میں نے عرض کی: "بروزِ قیامت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "بخیل۔'' میں نے پوچھا: "یارسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! بخیل کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: "وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے۔'' (دلائل النبوۃ للاسماعیل الاصبھانی، فصل، الحدیث ۱۱۷، ص ۱۱۳)

(السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب العمل الیوم واللیلۃ، باب من البخیل، الحدیث ۹۸۸۵، ج ۶، ص ۲۵)

بلند مقام

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة
من قاب قوسین لم تدرك ولم ترم
خفضت كل مقام بالاضافة اذ
نوديت بالرفع مثل المفرد .العلم
فخرت كل فخار غير مشترك
وجزت كل مقام غير مزدحم

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز اہلسنت گجرات ہند ص ۴۴ تا ۴۶)

یعنی یارسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظّمہ سے بیت الاقصٰی کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلاشرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية للساع الی السبق من كمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا تركت موضع رقی وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلك الی مقام قاب قوسين اوادنی فاوحی

یعنی حجور دروازہ میں داخل ہوئے اورآپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بندلی کے لئے کوئی جگہ عروج وترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب وقوسین

الیک ربک ما اوحی۔ اوادُنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدۃ العمدۃ فی شرح القصیدۃ البردۃ الفصل السابع جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶)

نیز امام ہمام ابوعبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القرٰی میں فرماتے ہیں:

وترقی به الٰی قاب قوسین
وتلك السیادۃ القعسا
رتب تسقط الاما فی حسرٰی
دونها ما وراهن وراء

(ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی الفصل الرابع حزب القادریہ لاہور ص ۱۳)

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۴۶ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اہلِ دُنیا کے ہدایت کے چراغ

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے یکم رجبُ المرجب شبِ جمعہ نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی منتقلی کا اعلان فرمایا۔ جبکہ حضرت سیِّدُنا امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ جمادی الآخر کی پندرہویں رات تھی۔ نورِ محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی منتقلی کی رات ہر گھر اور مکان میں نور داخل ہوگیا اور ہر چوپایہ محوِ کلام ہوگیا۔ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضرت سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رسولِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حاملہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس رات قریش کے ہر چوپائے نے (بزبانِ فصیح) کلام کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنی

والدۂ ماجدہ کے شکمِ اطہر میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں، ربِّ کعبہ کی قسم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم دُنیا کے لئے امان اور اہلِ دُنیا کے چراغ ہیں۔

(رسائلِ میلادِ مصطفٰی، رسالۂ مولدِ النبی لابن حجر مکّی علیہ رحمۃ اللہ القوی، ص۱۹)

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا نور چراغ کے نور پر غالب

حضرتِ سیِّدَتُنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ظہورِ نفاس کی وجہ سے کمزوری محسوس کرنے لگیں اور اس غم میں مبتلا ہو گئیں کہ وہ رسولِ اَکرم، نبیٔ محتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو اپنا دودھ نہ پلا سکیں گی تو جانوروں، پرندوں اور ہواؤں میں سے ہر ایک یہ دعا کرنے لگا: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! ہمیں اجازت دے کہ ہم تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ وعزیز ہستی کی پرورش کی سعادت پائیں۔

فرشتوں نے عرض کی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ ہمیں تیرے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے کتنی محبت ہے لہٰذا تو ہمیں ان کی پرورش کرنے کی اجازت عطا فرما تا کہ ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے چہرۂ اقدس کے نور سے شرف پائیں اور اس کی برکت سے کچھ حصہ پائیں۔ ان سب کی التجاء وفریاد کے جواب میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں اس بات پر قادر ہوں کہ ان کی پرورش بغیر کسی سبب اور دودھ پلانے والی کے کروں لیکن میں فیصلہ فرما چکا ہوں اور میں اپنی حکمت و دانائی کے تحت جب کسی کو کچھ عطا کر دوں تو کبھی اس سے واپس نہیں لیتا اور میں نے ازل میں اپنی حکمت کے مطابق یہ لکھ دیا تھا کہ اس دُرِّ یتیم اور نفسِ کریم کو حکمت والی حلیمہ کے علاوہ کوئی دودھ نہیں پلائے گا۔ اس وقت حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہر میں قیام فرما تھیں تو زبانِ قدرت نے ان کو پکارا اور حدی خواں نے حلیمہ کی سعادت مندی کا یوں نغمہ گنگنایا:

اے حلیمہ سعدیہ! اُٹھ جا اور اُس ہستی کی رضاعت کا شرف حاصل کر لے جس

کا حسن و جمال یکتا ہے، اور اگر وہ ہستی نہ ہوتی تو مریضِ عشق گرفتارِ محبت نہ ہوتا، اور نہ ہی فرحت و سرور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں لے جاتا، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تو وہ ہستی ہیں کہ جن کا حسن بے مثال ہے، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خاطر تو عشاق نے اپنی گردنیں تک کٹادی۔ اے حلیمہ سعدیہ! جب بارگاہِ مصطفی (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) میں حاضری کی سعادت حاصل کرے گی تو ایسے قرب کی بشارت پائے گی کہ اس کے بعد کبھی بھی کسی تکلیف کا سامنا نہ کرے گی، آپ کی رضاعت کی مہندی تیرے ہاتھوں میں رچی ہوئی ہے، جب والضحیٰ کے روشن و منور مکھڑے کی زیارت کرے اور چاندی سے مزین و آراستہ لب و رخسار کے جلوے اور بے مثل حسن دیکھے تو اپنے شوہر سے کہنا: کسی قسم کا خوف نہ کھا کہ اس بابرکت ہستی کے صدقے ہم اپنا ہر مقصود پائیں گے۔

عام طور پر اہلِ مکہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے شیر خوار بچوں کو رضاعت کے لئے مکہ سے باہر بھیج دیتے تھے، حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ایک سال ہم قحط کا شکار ہو گئے، نہ تو آسمان سے بارانِ رحمت برسا اور نہ ہی زمین نے کچھ اُگایا، ہم چالیس (40) عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ آئیں تاکہ ان بچوں کو دودھ پلانے کے عوض ان کے گھر والے ہماری کچھ مدد کریں، ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں تو اہلِ مکہ اپنے بچوں کو لے کر کعبہ معظّمہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا آ گئے، ہر باپ اپنے بیٹے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، اب ہر عورت آگے بڑھتی اور ایک شیر خوار بچہ اٹھا لیتی لیکن جب میں نے اپنی باری پر دیکھا تو سوائے ایک بچے کے کسی کو نہ پایا اور اس کے پہلو میں بھی کوئی نہ تھا، میں نے اس بچے کے والد کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا: یہ یتیم ہے، اس کا باپ اس وقت دنیا سے کوچ کر گیا تھا جب اس کی ماں حاملہ تھی اور اب وہ (یعنی بچے کی ماں)

کمزور وناتواں ہے۔ میں نے اپنے خاوند سے کہا: اس دُرِّ یتیم کے سوا اب کوئی بچہ باقی نہیں۔ تو اس نے کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اسی کو لے لو، ہم خالی ہاتھ واپس نہیں جائیں گے، اُمید ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمیں اس کا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ اور معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اس دُرِّ یتیم کو لے لیا، میں اس وقت خود بھی بچے کی پیدائش کی وجہ سے کمزوری کا شکار تھی اور میری چھاتی میں کمزوری اور بھوک کی وجہ سے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ لیکن جب میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اٹھایا تو میری کمزوری قوت میں بدل گئی اور جب اپنا پستان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دہن مبارک میں رکھا تو دودھ بہنے لگا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خوب سیر ہو کر پیا اور میں نے ایک غیبی آواز سنی: اے حلیمہ سعدیہ! تجھے یہ ہاشمی شہزادہ مبارک ہو۔

حضرتِ سیِّدَتُنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوئی جس کی حالت یہ تھی کہ کمزوری سے چل بھی نہ سکتی تھی۔ اب وہ قافلہ کی باقی تمام سواریوں سے آگے آگے بھاگنے لگی۔ اس پر سب لوگ حیران تھے۔ جب ہم نے خشک درخت تلے پڑاؤ کیا تو وہ سرسبز ہو گیا اور جب ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو لے کر تاریک گھر میں داخل ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ انور چراغ کی طرح چمکنے لگا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا نور چراغ کے نور پر غالب آ گیا۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۵۸۲ اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

قدرتی طور سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی پر ایک نورانی چمک تھی۔ چنانچہ دربار رسالت کے شاعر مداح رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اسی حسین وجمیل نورانی منظر کو دیکھ کر یہ کہا ہے کہ ؎

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَہِیْمِ جَبِیْنُہٗ!
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ

(شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ۱۵۷)

یعنی جب اندھیری رات میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔

بیکسوں اور مجبوروں کی دستگیری فرمانے والے

غارِ حرا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم میں وحی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا پڑھیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے فرمایا: کہ "ما انا بقارئ"، میں نہیں پڑھتا اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے اپنی آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر دوبارہ کہا: پڑھیے، میں نے کہا: میں نہیں پڑھتا، جبرائیل علیہا السلام نے پھر آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھتا۔ تیسری مرتبہ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آغوش میں لے کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ ② اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ ⑤

ترجمۂ کنزالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(پ30، العلق:1 تا 5)

اس پر مژدہ واقعہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی طبیعت بے حد متاثر ہوئی گھر واپسی پر سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: "زملونی زملونی"، مجھے کمبل اڑھاؤ مجھے کمبل اڑھاؤ۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے جسم انور پر کمبل ڈالا اور چہرہ انور پر سرد پانی کے چھینٹے دیئے تاکہ خشیت کی کیفیت دور ہو۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم نے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا حال بیان فرمایا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کے ساتھ اچھا ہی فرمائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم صلۂ رحمی فرماتے، عیال کا بوجھ اٹھاتے، ریاضت و مجاہدہ کرتے، مہمان نوازی فرماتے، بیکسوں اور مجبوروں کی دستگیری کرتے، محتاجوں اور غریبوں کے ساتھ بھلائی کرتے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے، لوگوں کی سچائی میں انکی مدد اور ان کی برائی سے حذر فرماتے ہیں، یتیموں کو پناہ دیتے ہیں سچ بولتے ہیں اور امانتیں ادا فرماتے ہیں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان باتوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کو تسلی و اطمینان دلایا کفار قریش کی تکذیب سے رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم جو غم اٹھاتے تھے وہ سب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے ہی جاتا رہتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم خوش ہوجاتے تھے اور جب سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم تشریف لاتے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلم کی خاطر مدارات فرماتیں جس سے ہر مشکل آسان ہوجاتی۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم در بدو وحی وثبوت نبوت ...الخ، ج ۲، ص ۳۲ و قسم پنجم، باب دوم در ذکر ازواج مطہرات وی، ج ۲، ص ۴۶۵)

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیر

طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نبی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں: اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی ووالی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔ (القرآن الکریم ۳۳/۶)

نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔ احمد۔ والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الکفالۃ باب جوار ابی بکر الصدیق فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۸) (صحیح البخاری کتاب النفقات ۲/۸۰۹ وکتاب الفرائض ۲/۹۹۷ وباب ابنی عم احدھما الخ ۲/۹۹۸) (صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۵) (سنن النسائی کتاب لاجنائز الصلوۃ علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۲۷۹) (سنن ابن ماجۃ ابواب الصدقات التشدید فی الدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷۶) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۹۰ و ۴۵۳)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لانی الخلیفۃ الاکبر الممد لکل موجود۔

اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مدد رساں ہوں

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا اولٰی بالمومنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۲۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من مؤمن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والأخرۃ اقرء وا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترك مالا فلیرثه عصبته من کانوا ومن ترك دینًا اوضیاعًا فلیاتنی فانا مولاہ ۔ البخاری ۔ ومسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابو داود والترمذی عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالٰی عنھم۔	کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ "نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے"، تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دَین بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولٰی میں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیک وعلٰی آلک وبارک وسلم ۔ (بخاری ومسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابوداؤد وترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔)

(صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدین باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۳)(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۵)(صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۶)(سنن الترمذی، سنن ابی داود کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۵۴)(مسند احمد بن حنبل

عن ابی ھریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۳۳۴و۳۳۵)(شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴۱ المکتب الاسلامی بیروت ۸ / ۳۲۴)(سنن الکبرٰی للبیہقی باب العصبۃ ۶ / ۲۳۸وکتاب النکاح ۷ / ۵۸ دارصادر بیروت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

المولی الناصر۔ یہاں مولٰی بمعنٰی مددگار ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب تحت حدیث ۳۰۲ /۴۷۸۱ بیروت ۱۹ / ۱۶۴)(فتاوٰی رضویہ شریف ص۶۱۱ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تاریکیوں کے چراغ

وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾ (القرآن الکریم ۳۳/ ۴۶)۔

اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

سراج کا ترجمہ آفتاب قرآنِ کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۂ نوح میں "وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا" اور آخرِ پارہ کی پہلی سورۃ میں ہے "وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّھَّاجًا" اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ کے نورِ نبوت نے پہنچائی اور کفر وشرک کے ظلماتِ شدیدہ کو اپنے نُورِ حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خَلق کے لئے معرفت وتوحیدِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کے وادیٔ تاریک میں راہ گُم کرنے والوں کو اپنے انوارِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوّت سے ضمائر وبصائر اور قلوب وارواح کو منور کیا، حقیقت میں آپ کا وجودِ مبارک ایسا آفتابِ عالَم تاب ہے جس نے ہزارہا آفتاب بنا دیئے اسی لئے اس کی صفت میں منیر ارشاد فرمایا گیا۔

اے میرے پیارے بھائیو! جب سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ

وآلہ وسلَّم کی تشریف آوری ہوئی تو زندگی میں رونق آ گئی اور باطل ختم ہو گیا، ایمان کا چراغ جلا تو پھر کبھی نہ بجھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے میلادِ مبارک کی خبر دینے والی لطیف وخوشگوار ہوا ساری کائنات میں چلی اور آپ کے نورِ مبارک سے ساری کائنات نے عزت وشرافت کا لباس پہن لیا۔ جب اس کا گزر فارس کی زمین سے ہوا تو اس نے (صدیوں سے جلنے والے) آتش کدے کو بجھا دیا اور اہلِ فارس میں سے سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محسوس کیا، آپ بڑی تیزی سے حصولِ ایمان کی خاطر منزلیں طے کرتے ہوئے حضور سیِّدُ الکونین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوئے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی وحدانیت کا اقرار کر کے دائرۂ اِسلام میں داخل ہو گئے، حضرتِ سیِّدُنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان لیا کہ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خواہش کیا ہے۔ ان کی کوشش رائیگاں نہ گئی بلکہ انہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہو آلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سے یہ مژدہ جاں فزا سننے کی کامیابی حاصل کر لی کہ "سَلْمَانُ مِنَّا"، یعنی سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم میں سے ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳۵۹ سلمان فارسی، ج ۴، ص ۶۲)

جب اس لطیف وخوشگوار ہوا کا گزر ارضِ روم سے ہوا تو سب سے پہلے اہلِ روم کے سردار حضرتِ سیِّدُنا صُہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مہک کو محسوس کیا تو تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر دامنِ اسلام کو تھام لیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دیدار سے فیضیاب ہو کر صحابیت کا شرف حاصل کیا۔ جب میلادِ مبارک کی لطیف وخوشگوار ہوا ملکِ یمن کی سرزمین پر پہنچی تو اس کی مہک سب سے پہلے حضرتِ سیِّدُنا

اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ظاہر و باطن میں محسوس کی اور مصطفی جانِ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پانے کے لئے بغیر کسی ظاہری معاوضے کے اپنی جان لڑا دی اور باوجود وطن کی دوری کے مصطفی جانِ کائنات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تو سیّدِ عالم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمن عَزَّ وَجَلَّ پاتا ہوں۔

(یعنی یمن رحمانی تجلیات کے ظہور کا مقام ہے۔ مرقاۃ، ج10، ص۶۴۶)۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۱۰۹۷۸، ج ۳، ص ۶۴۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام و مرتبہ اور عظمت و شان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرتِ سیّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جب تم اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملو تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ وہ تیرے لئے دعائے مغفرت کرے کیونکہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے برابر لوگوں کی شفاعت کریگا۔ (سیر اعلام النبلاء، الرقم ۳۷۲، اویس قرنی، ج ۵، ص ۷۴)

جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے میلادِ مبارک کی لطیف وخوشگوار خوشبودار ہوا حبشہ پہنچی تو وہاں سب سے پہلے حضرتِ سیّدُ نا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لبیک کہا اور انہیں تصدیق کی توفیق نے ایمان تک پہنچا دیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذانیں دیا کرتے اور یوں اپنے ایمان کا اعلان کرتے اور دین اسلام کے لئے پریشان رہتے اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذکرِ خیر کے جھنڈے جگہ جگہ گاڑ دیئے تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی خاص طور پر تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میرے تذکرے عام کرتے اور

میری قدر و منزلت لوگوں میں اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہو، یہی وجہ ہے کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے آگے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب اتیت علی صرالخ، الحدیث ۳۶۸۹، ص ۲۰۳۱، فیہ خشخشک امامی فقط)

اے میرے پیارے پیارے بھائیو! سُبْحَانَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ! اس حبشی غلام کی طرف عنایتِ ربانی سبقت لے گئی جبکہ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قریشی چچا پر شقاوت و بدبختی غالب آ گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا صہیب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روم میں معرفت کی بو پائی تو محبتِ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم میں سرگرداں و حیراں ہو کر جنگلوں میں نکل گئے اور جب قبولیت کی لطیف و خوشگوار ہوائیں حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر چلیں تو گھر والوں، وطن اور سب سے جدا ہو کر محض زیارتِ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طلب میں نکل کھڑے ہوئے۔ اور جناب صادق و امین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے حضرتِ سیِّدُنا اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اچھے وصف سے موصوف کر دیا کہ میں یمن کی طرف سے خوشبوئے رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ پاتا ہوں۔

(الرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۵۷۵۔۵۷۷ لِلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ الْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

اخلاقِ نبوت

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے بارے میں خلق خدا سے کیا پوچھنا؟ جب کہ خود خالق اخلاق نے یہ فرما دیا کہ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (پ ۲۹، القلم: ۴)

یعنی اے حبیب! بلاشبہ آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں۔

آج تقریباً چودہ سو برس گزر جانے کے بعد دشمنان رسول کی کیا مجال کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بد اخلاق کہہ سکیں اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم اپنے دشمنوں کے مجمعوں میں اپنے عملی کردار کا مظاہرہ فرمارہے تھے۔ خداوند قدوس نے قرآن میں اعلان فرمایا کہ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (پ ۴، ال عمران:۱۵۹)

(اے حبیب) خدا کی رحمت سے آپ لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں اگر آپ کہیں بداخلاق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے ہٹ جاتے۔ (آلِ عمران)

دشمنانِ رسول نے قرآن کی زبان سے یہ خدائی اعلان سنا مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی بیان دیتا یا اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کو جھٹلاتا بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت ہی بلند اخلاق، نرم خو اور رحیم و کریم ہیں۔

بہرحال حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے۔ یعنی حلم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد، شجاعت، ایفاء عہد، حسن معاملہ، صبر و قناعت، نرم گفتاری، خوش روئی، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فائز و سرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ یعنی تعلیمات قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق تھے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ذکر اخبار رویت فی شمائلہ...الخ، ج۱، ص۳۰۹)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ طفولیت ختم ہوا اور جوانی کا زمانہ آیا

توبچپن کی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جوانی بھی عام لوگوں سے نرالی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شباب مجسم حیاء اور چال چلن عصمت ووقار کا کامل نمونہ تھا۔ اعلانِ نبوت سے قبل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا خزانہ تھی۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم وسخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں اور اچھی اچھی باتوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسانوں کیلئے وہاں تک رسائی تو کیا؟ اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، خندہ پیشانی اور خوش روئی کے ساتھ دوستوں اور دشمنوں سے ملنا۔ ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص شیوہ تھا۔

حرص، طمع، دغا، فریب، جھوٹ، شراب خوری، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشق بازی، یہ تمام بری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانہ جاہلیت میں گویا ہر بچے کے خمیر میں ہوتی تھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان تمام عیوب ونقائص سے پاک صاف رہی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راست بازی اور امانت ودیانت کا پورے عرب میں شہرہ تھا اور مکہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برگزیدہ اخلاق کا اعتبار، اور سب کی نظروں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک خاص وقار تھا۔

بچپن سے تقریباً چالیس برس کی عمر شریف ہو گئی۔ لیکن زمانہ جاہلیت کے ماحول میں رہنے کے باوجود تمام مشرکانہ رسوم، اور جاہلانہ اطوار سے ہمیشہ آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن عصمت پاک ہی رہا۔ مکہ شرک و بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا۔

خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان والے ہی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا۔

غرض نزول وحی اور اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی اخلاق حسنہ اور محاسن افعال کا مجسمہ اور تمام عیوب و نقائص سے پاک و صاف رہی۔ چنانچہ اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں نے انتہائی کوشش کی کہ کوئی ادنیٰ سا عیب، یا ذرا سی خلاف تہذیب کوئی بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کے کسی دور میں بھی مل جائے تو اس کو اچھال کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقار پر حملہ کر کے لوگوں کی نگاہوں میں آپ کو ذلیل و خوار کر دیں۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ ہزاروں دشمن سوچتے سوچتے تھک گئے لیکن کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں مل سکا جس سے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انگشت نمائی کر سکیں۔ لہٰذا ہر انسان اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہے کہ بلا شبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کردار انسانیت کا ایک ایسا محیر العقول اور غیر معمولی کردار ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کسی دوسرے کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعلانِ نبوت کے بعد سعید روحیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر تن من دھن کے ساتھ اس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہونے لگیں کہ ان کی جاں نثاریوں کو دیکھ کر شمع کے پروانوں نے جاں نثاری کا سبق سیکھا۔ اور حقیقت شناس لوگ فرط عقیدت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن صداقت پر اپنی عقلوں کو قربان کر کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اسلامی راستہ پر عاشقانہ

اداؤں کے ساتھ زبان حال سے یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ ؎

چلو وادی عشق میں پا برہنہ!
یہ جنگل وہ ہے جس میں کانٹا نہیں ہے

امتوں کی شفاعت کرنے والے

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابویعلٰی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث طویل شفاعتِ کبرٰی میں فرماتے ہیں:

فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الی ربك فلیقض بیننا فیقول انی لست هنا کم انی اتخذت الهًا من دون الله، وانه لا یهمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه أکان یقدر علی ما فی جوفه حتی یفض الخاتم، فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی الله تعالٰی علیه وسلم فیاتونی فاقول انا لها فاذا اراد الله ان یقضی بین خلقه نادی مناد این احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن اٰخر

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہوکر پھریں گے تو سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے،

الامم واول من یحاسب، فتفرج لنا الامم عن طریقنا۔ الحدیث هذا مختصر۔

پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اوران کی امت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

(مسند ابو یعلیٰ حدیث ۲۳۲۴ عبداللہ ابن عباس، موسسۃ علوم القرآن بیروت، ۶/۳)

انبیاء کا التجائے شفاعت

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فیاتون محمدا فیقولون یا محمد انت رسول الله وخاتم الانبیاء۔

اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کرینگے حضور اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورہ بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی ۲/ ۶۸۵) (فتاوی رضویہ شریف ص ۶۳۹ ج ۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سخاوت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام

انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہ رمضان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمنے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔

(شفاء شریف جلد ا ص ۶۵)

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی متوفی ۱۱۰ھ نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمْ

(الشفاء بعریف حقوق المصطفی، فصل واما الجود والکرم... الخ، ج ا، ص ۱۱۱، ۱۱۲ والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ... الخ، ج ۶، ص ۱۱۳)

اسی کا ترجمہ کسی فارسی کے شاعر نے اس طرح کیا ہے کہ۔

نہ گفت لا بزبان مبارکش ہر گز
مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا مگر کلمہ شہادت میں لا (نہیں) کا لفظ ضرور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آتا تھا اور اگر کلمہ شہادت میں لا کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں بھی لا (نہیں) کی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نَعَمْ (ہاں) ہی فرماتے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرما دیا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام "جعرانہ" میں حاضر دربار ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔

چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آ جاؤ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا اس کے بعد پھر صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ... الخ، ج۶، ص۱۰۹، ۱۱۰)

علما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اُس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دِہش (یعنی سخاوت و بخشش) سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اَموال تقسیم ہو لئے ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہات میں رہنے والے) نے رِدائے مبارک (یعنی چادر مبارک) بدنِ اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشتِ مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اِتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے۔

(ملتقطاً، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشجاعۃ فی الحرب الخ، الحدیث ۲۸۲۱، ج۲، ص۲۶۰)

حق ہے، اے مالکِ عرش (عَزَّ وَجَلَّ) کے نائبِ اکبر! قسم ہے اس کی جس

نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہی کی عطا ہیں۔ دونوں جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علومِ "مَاكَانَ وَمَايَكُون" (یعنی گذشتہ و آیندہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علوم سے ایک ٹکڑا۔

بہر حال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود ونوال اور سخاوت کے احوال اس قدر عدیم المثال اور اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تحریر کیا جائے تو بہت سی کتابوں کا انبار تیار ہو سکتا ہے مگر اس سے پہلے کے اوراق میں ہم جتنا اور جس قدر لکھ چکے ہیں وہ سخاوت نبوت کو سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے۔ خداوند کریم عزوجل ہم سب مسلمانوں کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کرم والے آقا

صَحرائے عَرَب میں ایک قافِلہ اپنی منزِل کی طرف رواں دواں تھا۔ اِثنائے راہ (یعنی راستے میں) پانی خَتم ہوگیا۔ قافِلے والے شدّتِ پیاس سے بے تاب ہوگئے اور موت ان کے سروں پر مَنڈلانے لگی کہ کرم ہوگیا۔

ناگہانی آں مُغِیثِ ہر دو کون
مصطفیٰ پیدا شُدہ از بہرِ عَون

یعنی اچانک دونوں جہاں کے فریادرَس میٹھے میٹھے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ان کی اِمداد کے لیے تشریف لے آئے۔ اہلِ قافِلہ کی جان میں جان آ گئی! اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: "وہ سامنے جو ٹیلہ ہے اس کے پیچھے ایک سانڈنی سُوار (یعنی اونٹ سوار) سیاہ فام حبشی غلام سُوار گزر رہا ہے، اس کے پاس ایک مَشکیزہ ہے، اُسے سانڈنی سَمیت میرے پاس لے آؤ۔" چُنانچہ کچھ لوگ ٹیلے کے اُس پار پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک سانڈنی سُوار حبشی غلام جا رہا ہے۔ لوگ اس کو تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں لے آئے۔ شَہَنشاہِ خیرُ الانام صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے اُس سیاہ فام غلام سے مَشکیزہ لے کر اپنا دستِ بابَرَکت مَشکیزے پر پھیرا اور مَشکیزے کا منہ کھول دیا اور فرمایا:

"آؤ پیاسو! اپنی پیاس بجھاؤ۔" چُنانچہ اہلِ قافِلہ نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے برتن بھی بھر لئے۔ وہ حبشی غلام یہ مُعجِزہ دیکھ کر نبیوں کے سرور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے دستِ انور چومنے لگا۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ پُر انوار اُس کے چہرے پر پھیر دیا۔

شُد سَپید آں زِنگی زادہٴ حَبَش
ہمچو بدر و رَوزِ روشن شُد شَبَش

یعنی اُس حبشی کا سیاہ چہرہ ایسا سفید ہو گیا جیسا کہ چودھویں کا چاند اندھیری رات کو روزِ روشن کی طرح منوّر کر دیتا ہے۔ اُس حبشی کی زَبان سے کلمۂ شہادت جاری ہو گیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور یوں اُس کا دل بھی روشن ہو گیا۔ جب مسلمان ہو کر وہ اپنے مالِک کے پاس پہنچا تو مالِک نے اسے پہچاننے سے ہی انکار کر دیا۔ وہ بولا: میں وُہی آپ کا غلام ہوں۔ مالِک نے کہا: وہ تو سیاہ فام غلام تھا۔ کہا: ٹھیک ہے

مگر میں مَدَنی حُضور سراپا نور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لاچکا ہوں۔ میں نے ایسے نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غلامی اختیار کرلی ہے کہ اُس نے مجھے بدرِ مُنیر (یعنی چودھویں کا روشن چاند) بنادیا، جس کی صُحبت میں پہنچ کر سب رنگ اُڑ جاتے ہیں، وہ تو کفر و معصیَّت کی سیاہ رنگت کو بھی دُور فرما دیتے ہیں، اگر میرے چہرے کا سیاہ رنگ اُڑ گیا تو اِس میں کون سی تعجُّب کی بات ہے!

(مُلَخَّص اَز مثنوی شریف مُتَرجم، ص ۲۶۲)

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

دو جہان کے سلطان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ عظمت نشان پر میری جان قربان! اللہ اللہ! پہاڑ کے پیچھے گزرنے والے آدمی کی بھی کس شان سے خبر دیں کہ اُس کا رنگ کالا ہے اور وہ سانڈنی پر سوار ہے اور اُس کے پاس مشکیزہ بھی ہے، پھر عطائے الٰہی عزوجل سے ایسا کرم فرمایا کہ مشکیزہ کے پانی نے سارے قافِلے کو کفایت کیا اور مشکیزہ اُسی طرح بھرا رہا، مزید سیاہ فام غلام کے منہ پر نورانی ہاتھ پھیر کر کالے چہرے کو نور نور کر دیا حتّٰی کہ اُس کا دل بھی روشن ہو گیا اور مشرَّف بہ اسلام ہو گیا۔

روشنی بخش چہرہ

حضرتِ سیِّدُنا اُسید بن اَبی اناس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مدینے کے تاجدار، شَہَنشاہِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک بار میرے چہرے اور سینے پر اپنا دست پُرانوار پھیر دیا۔ اس کی بَرَکت یہ ظاہر ہوئی کہ میں جب بھی کسی اندھیرے گھر میں داخِل ہوتا وہ گھر روشن ہو جاتا۔

(الخصائص الکبرٰی لِلسُّیُوطی ج ۲ ص ۱۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت، تاریخ دمشق ج ۲۰ ص ۲۱)

فتح مکہ کے دن کفارِ مکہ سے خطاب

شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ہزاروں کے مجمع میں ایک گہری نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ سر جھکائے، نگاہیں نیچی کئے ہوئے لرزاں و ترساں اشراف قریش کھڑے ہوئے ہیں۔ ان ظالموں اور جفا کاروں میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ لوگ بھی تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے۔ وہ خونخوار بھی تھے جنہوں نے بار بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے کئے تھے۔ وہ بے رحم و بے درد بھی تھے جنہوں نے آپ کے دندان مبارک کو شہید اور آپ کے چہرۂ انور کو لہولہان کر ڈالا تھا۔ وہ اوباش بھی تھے جو برسہابرس تک اپنی بہتان تراشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو زخمی کر چکے تھے۔ وہ سفاک و درندہ صفت بھی تھے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ چکے تھے۔ وہ ظلم وستم کے مجسمے اور پاپ کے پتلے بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا تھا اور ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ وہ آپ کے خون کے پیاسے بھی تھے جن کی تشنہ لبی اور پیاس خون نبوت کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی تھی۔ وہ جفا کار و خونخوار بھی تھے جن کے جارحانہ حملوں اور ظالمانہ یلغار سے بار بار مدینہ منورہ کے در و دیوار دہل چکے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور ان کی ناک، کان کاٹنے والے، ان کی آنکھیں پھوڑنے والے، ان کا جگر چبانے والے بھی اس مجمع میں موجود تھے وہ ستم گار جنہوں نے شمع نبوت کے جاں نثار پروانوں حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کو رسیوں سے باندھ

باندھ کر کوڑے مار مار کر جلتی ہوئی ریتوں پر لٹایا تھا، کسی کو آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر سلایا تھا، کسی کو چٹائیوں میں لپیٹ لپیٹ کر ناکوں میں دھوئیں دیئے تھے، سینکڑوں بار گلا گھونٹا تھا۔ یہ تمام جور و جفا اور ظلم و ستمگاری کے پیکر، جن کے جسم کے رونگٹے رونگٹے اور بدن کے بال بال ظلم و عدوان اور سرکشی و طغیان کے وبال سے خوفناک جرموں اور شرمناک مظالم کے پہاڑ بن چکے تھے۔ آج یہ سب کے سب دس بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے اور اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے تھے کہ شاید آج ہماری لاشوں کو کتوں سے نچوا کر ہماری بوٹیاں چیلوں اور کووں کو کھلا دی جائیں گی اور انصار و مہاجرین کی غضب ناک فوجیں ہمارے بچے بچے کو خاک و خون میں ملا کر ہماری نسلوں کو نیست و نابود کر ڈالیں گی اور ہماری بستیوں کو تاخت و تاراج کر کے تہس نہس کر ڈالیں گی ان مجرموں کے سینوں میں خوف و ہراس کا طوفان اُٹھ رہا تھا۔ دہشت اور ڈر سے ان کے بدنوں کی بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی، دل دھڑک رہے تھے، کلیجے منہ میں آ گئے تھے اور عالم یاس میں انہیں زمین سے آسمان تک دھوئیں ہی دھوئیں کے خوفناک بادل نظر آ رہے تھے۔ اسی مایوسی اور ناامیدی کی خطرناک فضا میں ایک دم شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت ان پاپیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ اور ان مجرموں سے آپ نے پوچھا کہ

"بولو! تم کو کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔"

اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اُٹھے لیکن جبین رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر اُمید و بیم کے محشر میں لرزتے ہوئے سب یک زبان ہو کر بولے کہ اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔

سب کی للچائی ہوئی نظریں جمال نبوت کا منہ تک رہی تھیں ۔ اور سب کے کان شہنشاہ نبوت کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے کہ اک دم دفعۃً فاتح مکہ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ — آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم

فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ۔ — سب آزاد ہو۔

المواهب اللدنية وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۴۴۹

بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمان رسالت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرط ندامت سے اشکبار ہوگئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذبات شکریہ کے آثار آنسوؤں کی دھار بن کر ان کے رخسار پر مچلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نعروں سے حرم کعبہ کے درو دیوار پر ہر طرف انوار کی بارش ہونے لگی۔ ناگہاں بالکل ہی اچانک اور دفعۃً ایک عجیب انقلاب برپا ہوگیا کہ سماں ہی بدل گیا، فضا ہی پلٹ گئی اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ ۔

جہاں تاریک تھا، بے نور تھا اور سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

کفار نے مہاجرین کی جائدادوں، مکانوں، دکانوں پر غاصبانہ قبضہ جمالیا تھا۔ اب وقت تھا کہ مہاجرین کو ان کے حقوق دلائے جاتے اور ان سب جائدادوں، مکانوں، دکانوں اور سامانوں کو مکہ کے غاصبوں کے قبضوں سے واگزار کر کے مہاجرین کے سپرد کیے جاتے۔ لیکن شہنشاہ رسالت نے مہاجرین کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی کل جائدادیں خوشی خوشی مکہ والوں کو ہبہ کردیں۔



وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ

اللہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ) کا نگہبان

نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت

یہ ہمارے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔ یہ عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ باپ کے لاڈلے اور پیارے تھے۔ چونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن وخوبی کے پیکر، اور جمالِ صورت وکمال سیرت کے آئینہ دار، اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے۔ قبیلۂ قریش کی تمام حسین عورتیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ اور ان سے شادی کی خواست گار تھیں۔ مگر عبدالمطلب ان کے لئے ایک ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ حسب ونسب کی شرافت اور عفت و پارسائی میں بھی ممتاز ہو۔ عجیب اتفاق کہ ایک دن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے تھے ملک شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد یہی ہیں۔ چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا قتل کرڈالنے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت مسلح ہوکر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں دھوکہ سے قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ بھی اپنے فضل وکرم سے بچالیا۔ عالم غیب سے چند ایسے سوار ناگہاں نمودار ہوئے جو اس دنیا کے لوگوں سے کوئی مشابہت ہی نہیں رکھتے تھے، ان سواروں نے آکر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

بحفاظت ان کے مکان تک پہنچا دیا۔"وہب بن مناف"بھی اس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا، اس لئے ان کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے انتہا محبت وعقیدت پیدا ہوگئی، اور گھر آ کر یہ عزم کرلیا کہ میں اپنی نورِ نظر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کروں گا۔ چنانچہ اپنی اس دلی تمنا کو اپنے چند دوستوں کے ذریعہ انہوں نے عبدالمطلب تک پہنچا دیا۔خدا کی شان کہ عبدالمطلب اپنے نورِ نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جیسی دلہن کی تلاش میں تھے، وہ ساری خوبیاں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب میں موجود تھیں۔عبدالمطلب نے اس رشتہ کو خوشی خوشی منظور کرلیا۔ چنانچہ چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوگیا اور نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہوکر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہوگیا اور جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجوریں لینے کے لئے مدینہ بھیجا، یا تجارت کے لئے ملک شام روانہ کیا، وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے مدینہ میں اپنے والد کے ننھال"بنو عدی بن نجار"میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں"دارِ نابغہ"میں مدفون ہوئے۔(مدارج النبوت، قسم دوم، باب اول، ج2،ص12۔14ملتقطاً)

کفار سے حفاظت

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج

لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر دیں۔ چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، اُمیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سردارانِ قریش اس مجلس میں موجود تھے۔ شیطانِ لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا۔ قریش کے سرداروں نے نام ونسب پوچھا تو بولا کہ میں "شیخ نجد" ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آ گیا ہوں کہ میں تمہارے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کر دوں۔ یہ سن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کر لیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہوگئی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابوالبختری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی ان کو دے دیا کرو۔ شیخ نجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کر دیا تو یقیناً ان کے جاں نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑا لیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دو تا کہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ یہ سن کر شیخ نجدی نے بگڑ کر کہا کہ تمہاری اس رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دل کشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سنا سنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع

فرمان بنالیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی یلغار کردیں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔

ابو جہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے وہ کیا ہے؟ تو ابو جہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔ ابو جہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخاست ہو گئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○ (پ۹، الانفال: ۳۰)

(اے محبوب یاد کیجیے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب

سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ اس کا جلوہ دیکھیے کہ کس طرح اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور کفار کی ساری اسکیم کو کس طرح اس قادر قیوم نے تہس نہس فرمادیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص۱۹۱۔۱۹۳)

ہجرتِ رسول کا واقعہ

جب کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹادو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ!صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمآپ پر میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوااور کوئی نہیں ہے (اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت فرمادی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ

ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے مگر میں اس کی قیمت دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر اس کو قبول کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت بہت کم عمر تھیں لیکن ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے توشہ دان کو باندھا اور دوسرے سے مشک کا منہ باندھا۔ یہ وہ قابل فخر شرف ہے جس کی بنا پر ان کو "ذات النطاقین" (دو پٹکے والی) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام "عبداللہ بن اُریقط" تھا جو راستوں کا ماہر تھا راہ نمائی کے لئے اُجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر "غار ثور" کے پاس آجائے۔ یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج ۲، ص ۵۹۲ والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۲۔ ۱۹۳)

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ

کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے مگر اس

کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرہ کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفارِ مکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر جو آج کانٹوں کا بچھونا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیر خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ

وَقَیْتُ بِنَفْسِیْ خَیْرَ مَنْ وَطِیئَ الثَّرٰی
وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَبِالْحَجَرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

رَسُوْلُ اِلٰہٍ خَافَ اَنْ یَّمْکُرُوْا بِہٖ
فَنَجَّاہُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰہُ مِنَ الْمَکْرِ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۸ وشرح الزرقانی علی المواهب، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۹۵ والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۴)

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بستر نبوت پر جان ولایت کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورۂ یٰسٓ کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے نبوت خانہ سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ چنانچہ ان کور بختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُدھر کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے

انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون واطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔

(المواہب اللدنیۃ والزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۲۳ ملخصاً ومدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۹)

غزوۂ بنو نضیر

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلۂ بنو کلاب کے جن دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کا خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرما دیا تھا اسی معاملہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلۂ بنو نضیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے کیونکہ ان یہودیوں سے آپ کا معاہدہ تھا مگر یہودی درحقیقت بہت ہی بد باطن ذہنیت والی قوم ہیں معاہدہ کر لینے کے باوجود ان خبیثوں کے دلوں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی اور عناد کی آگ بھری ہوئی تھی۔ ہر چند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان بد باطنوں سے اہل کتاب ہونے کی بنا پر اچھا سلوک فرماتے تھے مگر یہ لوگ ہمیشہ اسلام کی بیخ کنی اور بانیٔ اسلام کی دشمنی میں مصروف رہے۔ مسلمانوں سے بُغض و

عناد اور کفار و منافقین سے ساز باز اور اتحاد یہی ہمیشہ ان غداروں کا طرزِ عمل رہا۔ چنانچہ اس موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے بظاہر تو بڑے اخلاق کا مظاہرہ کیا مگر اندرونی طور پر بڑی ہی خوفناک سازش اور انتہائی خطرناک اسکیم کا منصوبہ بنالیا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، حدیث بنی النضیر، ج ۲، ص ۵۰۸ ملخصاً)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے یہودیوں نے ان سب حضرات کو ایک دیوار کے نیچے بڑے احترام کے ساتھ بٹھایا اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ چھت پر سے ایک بہت ہی بڑا اور وزنی پتھر ان حضرات پر گرادیں تا کہ یہ سب لوگ دب کر ہلاک ہوجائیں۔ چنانچہ عمرو بن جحاش اس مقصد کے لئے چھت کے اوپر چڑھ گیا، محافظِ حقیقی پروردگار عالم عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہودیوں کی اس ناپاک سازش سے بذریعہ وحی مطلع فرمادیا اس لئے فوراً ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر چپ چاپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے آئے اور مدینہ تشریف لا کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہودیوں کی اس سازش سے آگاہ فرمایا۔



وَجِبْرِیْلُ خادِمُہٗ

جبریل آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدمت گزار

جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ کے خادم

حضرت سیّدُ نا جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ "سِدْ رَۃُ الْمُنْتَہٰی" پر پہنچے تو پیچھے ہٹ گئے۔ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے جبریل! کیا یہاں پر دوست دوست کو چھوڑ دے گا؟" جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی: "اے تمام رسولوں کے سردار اور ربُّ العالمین کے حبیب (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ تو پوشیدہ رازوں اور لکھے ہوئے علم کو جانتے ہیں کہ اس مقام پر حدود ختم ہو جاتی اور علوم مٹ جاتے ہیں۔ میرا یہی مقام ہے) کہ آپ کی خدمت کروں) اور ہم میں سے ہر ایک کا مخصوص مقام ہے۔ لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے تشریف لے چلئے اور اپنے عزت و وقار کے انوار میں مزید اضافہ فرمائیے۔"

چنانچہ نبی مختار، رسولوں کے سالار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انوار کے حجابات سے تجاوز کرتے گئے حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں کوئی مقام نہیں، جدائی ختم ہو گئی اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حسنِ ادب کے راستے پر چلتے ہوئے، اس ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ کرنے لگے جس کی پہچان، وحدانیت اور وصف، یکتائی ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انوار وتجلّیات کا حُلّہ سجالیا پس وصال کی رسی مل گئی اور دُوری ختم ہو گئی۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے

گفتگو کی ابتداء سلامتی بھیجنے سے کی اور لطف فرماتے ہوئے انعام و اِکرام عطا فرمائے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۲۵۲ اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۵ھ)

ستر ہزار فرشتوں کی خدمت

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "اے جبریل (علیہ الصلٰوۃ والسلام)! ہدایت کا جھنڈا، عنایت کا بُراق، قبولیت و ولایت کی پوشاک، رسالت کا لباس اور عظمت وجلالت کی زبان لے کر ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ رسولوں کے سالار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک ومختار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے دربار میں حاضر ہو جا اور اُن کے دروازے پر کھڑا رہ اور اُن کی بارگاہ سے فیض حاصل کر کہ آج رات تو ان کا ہم رکاب ہوگا۔ اور اے میکائیل (علیہ الصلٰوۃ والسلام)! تو بھی عَلَمِ قبولیت کو تھام لے اور ستر ہزار فرشتوں کو لے کر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے درِ دولت پر حاضر ہو جا کہ آج رات تو بھی ان کی خدمت پر مامور ہے۔ اے اسرافیل و عزرائیل (علیہما السلام)! تم دونوں بھی ویسے ہی کرو جیسے جبرائیل ومیکائیل کر رہے ہیں۔ آج رات تم سب نے سیّدُ الاوّلین والآخرین (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ اے جبرائیل (علیہ السلام)! سورج کی روشنی کے ذریعے چاند کی روشنی میں کچھ اضافہ کردے اور چاند کے نور کے ذریعے ستاروں کے نور میں زیادتی کردے۔ پھر شمس وقمر کو شمع بنا کر بارگاہِ نبوی میں پیش کردے۔"

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۲۵۶ اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۵ھ)

ملک الموت علیہ السلام بھی خادم

پھر سرکارِ عالی وقار، شافِعِ روزِ شمار، محبوبِ غفّار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور مرض میں

مبتلا رہے یہاں تک کہ ملک الموت علیہ السّلام ایک اعرابی کے روپ میں حاضرِ خدمت ہوئے اور حجرۂ اَقدَس کے دروازے پر کھڑے ہوکر عرض کی: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم، اے سرچشمۂ نبوت و رِسالت کے اہلِ بیت! کیا مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضری کی اجازت ہے؟" حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا: "اے اعرابی! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے آپ میں مشغول ہیں۔" اس نے پھر عرض کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دروازے سے جھانکا اور ملک الموت علیہ السلام کو دیکھ کر حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: "جانتی ہو، تمہارا مخاطب کون ہے؟" عرض کی: "اے ابا جان! کوئی اعرابی ہے۔" ارشاد فرمایا: "یہ ملک الموت ہے، یہ لذات کو توڑنے (یعنی شکست دینے) والا ہے، اسے آنے دو۔" پس وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور سلام کیا پھر عرض کی: "یا رسول اللہ (عَزَّ وَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!) اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اجازت کے بغیر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رُوح قبض نہ کروں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کیا حکم ہے؟" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "ٹھہر جاؤ حتی کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "ہم نے ایسی بات کا سامنا کیا جس کے متعلق ہمارے پاس کوئی رائے نہ تھی۔ گویا ہم پر کوئی مصیبت آن پڑی ہو، اس بات کی بڑائی اور ہیبت کی وجہ سے گھر والوں میں سے کوئی بھی بول نہ سکتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کو سلام فرماتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مزاج پُرسی فرماتا ہے حالانکہ وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حالت خوب جانتا ہے لیکن وہ آپ صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مزید کرامت وشرف عطا کرنا چاہتا ہے۔" آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "اے جبرائیل امین علیہ السلام! ملک الموت علیہ السلام نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے اور پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے پوری بات بتائی۔"

(الرَّوضُ الفَائِق فِی المَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۵۰۹ اَلشَّیخ شُعَیب حَرِیفِیش رَحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہِ اَلمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

حضرت جبرائیل علیہ السلام مددگار

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خاص کرامت یہ ہے کہ جب تک یہ نعت خوانی فرماتے رہتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی امداد ونصرت کے لیے ان کے پاس موجود رہتے تھے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ اللہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْفَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (یعنی جب تک حسان میری طرف سے کفار کو مدافعانہ جواب دیتے اور میرے بارے میں اظہار فخر کرتے رہتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب البیان والشعر، الحدیث: ۴۸۰۵، ج ۲، ص ۱۸۸)



وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سواری بُراق

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم تمام کائنات کے سردار اور جن وانس کے امام ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے "سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی" تک، اور وہاں سے قَابَ قَوْسَیْن تک سیر کرائی گئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی سواری بُراق تھی، حضرت سیِّدُنا جبریل امین علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام لگام پکڑے ہوئے تھے اور تمام نوری مخلوق آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی راہ دیکھ رہی تھی۔ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی سواری مسجدِ اقصیٰ پہنچی تو انبیاء کرام علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کو صفوں میں کھڑے پایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے امامت فرمائی تو ہر نبی ورسول علیہم السلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے لئے دعا کی۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۲۵۰ اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے رفیق حضرت سیِّدُنا جبرائیل علیہ الصلٰوۃ والسلام تھے، اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے بُراق کی رکاب حضرت سیِّدُنا میکائیل علیہ الصلٰوۃ والسلام نے پکڑ رکھی تھی جبکہ دامنِ رحمت حضرت سیِّدُنا اسرافیل علیہ الصلٰوۃ والسلام کے دستِ اقدس میں تھا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو آسمانوں پر بلانے والا خود ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ تھا اور جن کو بلایا گیا تھا وہ حضرت سیِّدُنا محمد مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم تھے، دعوت کا مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

تھا، اور خلعت (خِل۔ عَت) گنہگارانِ اُمّت کی شفاعت تھی

(الرَّوْض الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۲۵۴ اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

حضرت سیِّدُنا جبرائیل علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں بشارت ومبارکباد کے پیغامات لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اَقدس میں محوِ آرام تھے۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ندا دی: اے نبیٔ مختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو جایئے کہ فرشتے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے انتظار میں صف بستہ ہیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دیدارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے شوق میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بُراق پر سوار کرایا اور پھر خود بھی سوار ہو کر مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ جا پہنچے، بے حد و بے حساب سفر طے کیا اور ملائکہ بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دُرود و سلام کے نذرانے پیش کر رہے تھے اور یوں عرض کر رہے تھے: "اَیُّھَا السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ اِلْتَفِتْ بِنَظَرِكَ اِلَیْنَا وَتَفَضَّلْ بِحُسْنِ عَطْفِكَ عَلَیْنَا یعنی اے محترم ومکرّم اور عظیم رسول! ہم پر نظرِ کرم کے ساتھ توجہ و التفات فرمایئے اور شفقت ومہربانی فرمایئے۔"

(الرَّوْض الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۲۵۶ اَلشَّیْخ شُعَیب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

معراج شریف

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی

کے قیاس وگمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام "اسراء" بھی ہے۔ "اسراء" کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا چونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پ ۱۵، بنی اسراءیل:۱) کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اس لیے معراج کا نام "اسراء" پڑ گیا اور چونکہ حدیثوں میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "عُرِجَ بِیْ" (مجھ کو اوپر چڑھایا گیا) کا لفظ ارشاد فرمایا اس لیے اس واقعہ کا نام "معراج" پڑا۔

احادیث وسیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے ۴۵ صحابیوں کو نام بنام گنایا ہے جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، المقصد الخامس فی تخصیصہ...الخ، ج۸، ص۲۵-۲۷)

معراج کی حقیقت

بدایوں کے ایک صاحب جو حضرتِ شاہ آلِ رسول مارِہروی علیہ رحمۃ اللہ الباری کے مرید خاص تھے۔ وہ ایک مرتبہ سوچنے لگے کہ معراج شریف چند لمحوں میں کس طرح ہوگئی؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ فوراً اس سے کہا: "میاں اندر سے ذرا تولیہ تو لاؤ!" موصوف جب اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی۔ اس جانب نگاہ دوڑائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پُر فضا باغ ہے۔ یہاں تک کہ اس میں سیر کرتے ہوئے ایک عظیم الشان شہر میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے کاروبار شروع کر دیا، شادی بھی کی اولاد بھی ہوئی، یہاں تک کہ 20 سال کا عرصہ گزر گیا۔ جب اچانک حضرت نے آواز دی تو وہ گھبرا کر کھڑکی میں آئے اور تولیہ لئے ہوئے دوڑے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی وضو کے قطرات حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے چہرہ مبارک پر موجود ہیں اور دست مبارک بھی تر ہیں۔وہ انتہائی حیران و ششدر ہوئے،تو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا: میاں وہاں بیس برس رہے اور شادی بھی کی اور یہاں ابھی تک وضو خشک نہیں ہوا اب تو معراج کی حقیقت کو سمجھ گئے ہو گے؟

سفرِ معراج کے تین حصّے ہیں (1) اسریٰ (2) معراج (3) اِعراج یا عُروج۔

حِصّہ اوّل اَسریٰ قرآنِ پاک کی نَصِ قطعی سے ثابت ہے چُنانچہ پارہ 15 سُورۃُ الاَسریٰ (اِس کو سورۂ بنی اسرائیل بھی کہتے ہیں) کی ابتدائی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ (پ ۱۵، بنی اسراءیل:۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو بہُت مہربان رحم والا۔ پاکی ہے اُسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گِرد اگرد ہم نے بَرَکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ مکّۂ مکرّمہ سے حُضور پُر نور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا بَیۡتُ المقدّس تک شب کے چھوٹے حصّہ میں تشریف لے جانا نصِّ قرآنی سے ثابت ہے۔اِس کا منکر (انکار کرنے والا) کافر ہے اور آسمانوں کی سَیر اور مَنازِلِ قُرب میں پہنچنا احادیثِ صَحِیۡحَہ مُعتَمَدَہ مَشہُورَہ

(صَحی۔حہ، مُع۔ت۔مَدْہَمَش۔ہُورَہ) سے ثابت ہے جو حدِّ تواتُر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا مُنکِر (انکار کرنے والا) گمراہ ہے۔ مِعراج شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے اور اَصحابِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کی کثیر جماعتیں اور حُضُور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم) کے اَجِلّہ اَصحاب اِسی کے مُعتَقِد ہیں۔ (خزائنُ العِرفان ص 451) عُروج یا اِعراج یعنی سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کے سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کرنے اور فوق العرش (عرش سے اوپر) جانے کا منکِر (انکار کرنے والا) خاطی یعنی خطا کار ہے۔



سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ

سدرۃ المنتہٰی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

سدرۃ المنتہٰی ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ملائکہ اور ارواحِ شہداء واتقیاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے لئے سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا جو کہ چھٹے آسمان میں واقع ہے زمین سے اوپر چڑھنے والی چیز اور اوپر سے نیچے آنے والی چیز یہاں آکر رک جاتی ہے پھر اسے لے جایا جاتا ہے اللہ نے فرمایا (اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی) کہ ڈھانک لیتی ہے وہ چیزیں کہ جو ڈھانک لیتی ہیں حضرت عبد اللہ نے فرمایا یعنی سونے کے پتنگے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں پانچ نمازیں سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ہر ایک ایسے آدمی کو بخش دیا گیا جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔

زمین سے "سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی" تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے۔ اس سے آگے مستوی، اس کا بُعد اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) جانے! اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں۔ ہر حجاب سے دوسرے حجاب تک پانسو (500) برس کا فاصلہ اور اس سے آگے عرش اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں۔

یہ بیری کا درخت ہے ساتویں آسمانوں کے اوپر یہاں فرشتوں کی انتہا ہے کہ

کوئی فرشتہ جو زمین پر آتا ہے، اس سے آگے نہیں بڑھتا اور عرشی فرشتے اس سے نیچے نہیں آتے حتی کہ لوگوں کے اعمال فرشی فرشتے یہاں تک پہنچاتے ہیں پھر وہاں اوپر والے فرشتے لے لیتے ہیں اور اوپر پہنچاتے ہیں اس لیے اسے منتہیٰ کہا جاتا ہے، اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے یا اس کی انتہا جنت میں ہے یا اس کے آگے کسی کا علم نہیں بڑھتا کہ اوپر کیا ہے ان وجوہ سے اسے منتہیٰ کہا جاتا ہے۔ (از مرقات)

سدرہ عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور منتہیٰ کے معنی ہیں آخری سرا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے لغوی معنی ہیں: وہ بیری کا درخت جو آخری انتہا کے سرے پر واقعہ ہے اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوپر سے جو احکامات نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتہیٰ ہو جاتے ہیں، اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جو اعمال ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں پھر اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔

دیدارِ الٰہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی (پ ۲۷، النجم: ۱۱) کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل وصورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل وامارؤیتہ لربہ، ج۱،ص۱۹۶، ۱۹۷ ملخصاً)

چنانچہ عبداللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دومرتبہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (پ ۲۷، النجم:۱۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

کہ ”رَاَیْتُ رَبِّیْ“، یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبدالرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحٰق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ”جی ہاں!“

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے

میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل وامارؤیۃ لربہ، ج۱، ص۱۹۶، ۱۹۷)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ

حَتّٰی جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے اور عزت والا جبار (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قولہ تعالیٰ: وکلم اللہ موسیٰ...الخ، الحدیث: ۷۵۱۷، ج۴، ص۵۸۰، ۵۸۱)

بہرحال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

اس معاملہ میں رویت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت وشان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ۔۔۔۔۔ کے ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا۔ مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق ومحبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار

مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق و محبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے۔ لہٰذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا رہے گا کہ ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)



وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ

اور (قربِ خداوندی میں) قاب قوسین کا مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مطلوب ہے اور مطلوب ہی آپ کا مقصود ہے اور مقصود آپ کو حاصل ہے

قاب قوسین کے متعلق صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ دو کمانیں مل کر دائرہ بن جاتا ہے جس کے بیچ میں مرکز ہوتا ہے۔ جب کسی سے معانقہ کیا جائے گلے لگایا جائے تو دونوں ہاتھوں کا دائرہ اس کی پیٹھ پر بناتے ہیں اور اسے گلے لگاتے ہیں، مصافحہ میں قدرے دور کی ملاقات ہوتی ہے مگر معانقہ میں اتصال کی ملاقات۔ نور الٰہی رحمت الٰہی نے اس رات اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں اس طرح لیا کہ رحمتِ خداوندی دائرہ تھی اور محبوب اس کا مرکز کہ ہر طرف رب کی رحمت، اس کا نور بیچ میں حضور مصطفیٰ کا ظہور صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة
من قاب قوسین لم تدرك ولم ترم

خفضت كل مقام بالاضافة اذ
نوديت بالرفع مثل المفرد العلم
فحزت كل فخار غير مشترك
وجزت كل مقام غير مزدحم

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز اہلسنت گجرات ہند ص ۴۴ تا ۴۶)

یعنی یارسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظّمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اى انت دخلت الباب	یعنی حجور دروازہ میں داخل ہوئے
وقطعت الحجاب الى ان لم	اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے
تترك غاية للساع الى السبق	کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب
من كمال القرب المطلق الى	مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے

جناب الحق ولا ترکت موضع رقی وصعود وقیام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذٰلك الیٰ مقام قاب قوسین اوادنیٰ فاوحیٰ الیك ربك ما اوحیٰ۔

جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بندلی کے لئے کوئی جگہ عروج وترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب وقوسین اوادنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدة العمدة فی شرح القصیدة البردة الفصل السابع جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶)

نیز امام ہمام ابوعبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

وترقی به الیٰ قاب قوسین
وتلك السیادة القعسا
رتب تسقط الاما فی حسرٰی
دونها ما وراهن وراء

(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ الفصل الرابع حزب القادریہ لاہور ص ۱۳)

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

قال بعض الائمة والمعاریج لیلة الاسراء عشرة، سبعة فی السمٰوٰت والثامن الی سدرة المنتهٰی والتاسع الی

بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہیٰ، نویں مستویٰ، دسویں عرش تک۔

المستوی والعاشر الی العرش۔

الخ۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ تحت شعر ۷۳ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۴۰۴)

سید علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

قال الشهاب المكی فی شرح همزية لامام بوصيری عن بعض الائمة ان المعاريج عشرة الی قوله والعاشر الی العرش والرؤية۔

فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیرہ میں کہا بعض آئمہ سے منقول ہے کہ معراجین دس ہیں،

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ بحوالہ شرح قصیدہ ہمزیہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ لائلپور ۱/ ۲۷۲)

دسویں عرش و دیدار تک۔

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطی سلیمٰن عليه الصلٰوة والسلام الريح التی غدوها شهر ورواحها شهر اعطی نبينا صلی الله تعالی عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الی العرش فی لحظة واحدة واقل مسافة فی ذٰلك سبعة اٰلاف سنة۔ وما فوق

جب سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس مین ادنٰی مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے

العرش الی المستوی والرفرف لایعلمه الا الله تعالٰی۔

مستوٰی اور فرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ)

اسی میں ہے:

لما اعطی موسٰی علیه الصلوٰة والسلام الکلام اعطی نبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم مثله لیلة الاسراء وزیادة الدنو والرویة بعین البصر وشتان مابین جبل الطور الذی نوجی به موسٰی علیه الصلوٰة والسلام وما فوق العرش الذی نوجی به نبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔

جب موسیٰؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الٰہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ)

اسی میں ہے:

رقیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم ببدنه یقظة بمکة لیلة ولاسراء الی السماء ثم الی سدرة المنتهٰی ثم الی

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہیٰ، پھر مقام مستوٰی، پھر عرش

المستوی الی العرش والرفرف والرویة۔ ورفرف ودیدار تک۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ تحت شعر ۱۱۱ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/۱۱۶و۱۱۷)

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالٰی تعلیقاتِ افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

الاسراء به صلی الله تعالی علیه وسلم علی یقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم عرج به الی السمٰوٰت العلی ثم الی سدرة المنتهٰی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معراج بیداری میں بدن ورُوح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجدِ اقصٰی تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر مستوٰی، پھر عرش ورفرف تک۔

(تعلیقات علی ام القریٰ للعلامۃ احمد بن محمد الصاوی علی هامش الفتوحات الاحمدیۃ المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر ص ۳)

فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے:

رقیه صلی الله تعالی علیه وسلم لیلة الاسراء من بیت المقدس الی السمٰوٰت السبع الی حیث شاء الله تعالی لکنه لم یجاوز العرش علی الراجح۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ مصر ص ۳)

اسی میں ہے:

المعاریج لیلة الاسراء عشرة سبعة فی السمٰوٰت والثامن الی سدرة المنتھٰی والتاسع الی المستوٰی والعاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ھو التحقیق عند اھل المعاریج.

معراجیں شب اسراء دس ہوئیں، سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔ مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الھمزیۃ المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ مصر ص ۳۰)

اسی میں ہے:

بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتھٰی ثم جاوزھا الی مستوٰی ثم زج به فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرة کل حجاب خمسائة عام ثم دلی له رفرف اخضر فارتقی به حتی وصل الی العرش ولم یجاوزہ فکان من ربه قاب قوسین او ادنٰی.

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوٰی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے، اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب

قوسین اوادنیٰ پایا۔

(الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحدیۃ شرح الھمزیۃ المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ قاہرہ مصر ص ۳۱)(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۴۶۔ ۶۴۷ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
نبیوں کے سردار

ارشادِ اول (۱): احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سيد الناس يوم القيامة وهل تدرون مما ذلك يجمع الله الاولين والاخرين فى صعيد واحد الحديث بطوله۔

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کریگا۔ پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل باب قول اللہ تعالیٰ ذریۃ من حملنا مع نوح الخ ۲/ ۲۸۴و۲۸۵)(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱)(سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۴۴۲ دارالفکر بیروت ۴/۱۹۶)(مسند امام احمد حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۳۵)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثرید وگوشت حاضر آیا، حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا: انا سيد الناس يوم القيامة۔ میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا: انا سيد الناس يوم القيامة میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں۔

جب حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ (عہ) وجہ نہیں پوچھتے، فرمایا الا

تقولون کیفه پوچھتے نہیں کہ یہ کیونکر ہے؟ صحابہ نے عرض کی: کیف هو یا رسول اللہ ہاں اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے؟ فرمایا:

یقوم الناس لرب العلمین۔	لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱)

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

عہ: اصحابہ کو اجمالا حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی، معہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے، چون وچرا کی کیا مجال، لہذا وجہ نہ پوچھی، مگر نہ جانا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس وقت تفصیلا اپنی سیادت کبری کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی التفنن ہو۔ جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خود متنبہ فرما کر سوال کیا اور جواب ارشاد کیا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۲ منہ

ارشادِ دوم (۲): مسلم، ابوداؤد انہی سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید ولد ادم یوم القیامۃ و اول ینشق عنه القبر واول شافع و اول مشفع۔	میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۴۵)(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخیر بین الانبیاء علیہم السلام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۸۶)

ارشادِ سوم (۳): احمد، ترمذی، ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید ولد ادم یوم القیامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواہ الا تحت لوائی۔ الحدیث۔	میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں، اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا۔ اور ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا۔ اور یہ فخر نہیں کہتا اس دن اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیر لوا ہوں گے۔

(الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۵۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۹۹ و ۱۰۰) (الترمذی ابواب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۵۴) (کنز العمال بحوالہ حم ت عن ابی سعید حدیث ۳۱۸۸۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۰۴)

ارشادِ چہارم (۴): دارمی، بیہقی، ابو نعیم انس رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سیدا الناس یوم القیامة ولا فخر وانا اول من یدخل الجنة والا فخر۔	میں قیامت میں سردار مرداں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بنعمۃ ربہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۴۷۹) (سنن دارمی باب اعطی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الخ حدیث ۵۳ دار المحسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۳۱)

ارشادِ پنجم (۵): حاکم و بیہقی کتاب الرؤیۃ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید الناس یوم	میں روز قیامت سب لوگوں کا

القيامة ولا فخر ما من احد الا وهو تحت لوائي يوم القيامة ينتظر الفرج وان معي لواء الحمد انا مشي ويمشي الناس معي حتى اتى باب الجنة فاستفتح فيقال من هذا؟ فاقول محمد ،فيقال مرحبا بمحمد ،فاذا رايت ربي خررت له ساجدا انظر اليه۔

سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ، ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا ،اور میرے ہی ساتھ لوائے حمد ہوگا ، مین جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے، یہاں تک کہ در جنت پر تشریف لے جا کر کھلواؤں گا پوچھا جائے گا: کون ہے؟ میں کہوں گا محمد کہا جائے گا: مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

(اے کنز العمال بحوالہ ک وابن عساکر عن عبادہ الصامت حدیث ۳۲۰۳۸ موسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۳۴)

ارشادِ ششم (۶) : ابونعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی ،حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الى الجن والانس والى كل احمر واسود واحلت لى الغنائم دون الانبياء وجعلت لى الارض كلها طهورا ومسجدا ونصرت بالرعب امامي

میں جن وانس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا،اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں ،اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری ،اور

شهر افاعطیت خواتیم سورة البقرة وکانت من کنوز العرش وخصصت بها دون الانبیاء فاعطیت المثانی مکان التورة والمئین مکان الانجیل والحوامیم مکان الزبور وفضلت بالمفصل وانا سید ولد ادم فی الدنیا والاخرة ولا فخر وانا اول تنشق الارض عنی وعن امتی ولا فخر بیدی لواء الحمد یوم القیامة وجمیع الانبیاء تحته ولا فخر والی مفاتیح الجنة یوم القیامة ولا فخر وبی تفتح الشفاعة ولا فخر وانا سابق الخلق الی الجنة یوم القیامة والا فخر وانا امامهم وامتی بالاثر۔

میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سوسو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورۃ حجرات سے آخر قران تک ہے اور دنیا وآخرت میں میں تمام بنی ادم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں، اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے، اور کچھ فخر۔ اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی، اور کچھ فخر نہیں، اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی، اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت میں تشریف لے جاؤں گا، اور کچھ فخر

نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا
اور میری امت میرے پیچھے۔ اللھم
جعلنا منھم فیھم ومعھم بجاھه
عندك امین! اے اللہ! ہمیں کردے
ان سے ،ان میں ،اور ان کے ساتھ،
اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں
جو تیرے ہاں ہے۔ یاالٰہی! قبول فرما۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت ۱ / ۱۳)

فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث شریف کو حفظ کرلے تا کہ اپنے آقائے نامدار کے فضائل وخصائص پر مطلع رہے۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

ارشادِ ہفتم (۷): احمد ، بزار ، ابو یعلی اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء الاولین والاخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی ،لوگ ادم ونوح وخلیل وکلیم علیہم الصلوۃ والتسلیم کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہونگے حضرت مسیح علیہ الصلواۃ والسلام فرمائیں گے لیس ذاکم عندی ولکن انطلقو الی سید ولد آدم ۔ تمھارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے حضور ولا جبرائیل امین علیہ الصلوہ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے کے لیے بھیجیں گے۔ رب تبارک وتعالی اذن دے گا۔ حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے ،رب عز مجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی ،اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فورا پھر سجدے میں گریں گے ،ایک ہفتہ اور

ساجد رہیں گے۔رب جل وعلا پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا۔حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے، جبرائیل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کرینگے یا رب جعلتنی سید ولد ادم ولا فخر اے رب میرے! تو نے مجھے سردار بنی ادم کیا اور کچھ فخر نہیں الی اخر الحدیث ا ۔

(ا ۔ مسند احمد حنبل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ / ۵) (مسند ابی یعلی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ موسسۃ علوم القران بیروت ۱ / ۵۹) (موارد الظمان حدیث ۲۵۸۹ المطبعۃ السلفیہ ص ۶۴۲۶۴۳) (کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۹۷۵۰ موسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴ / ۶۲۸۶۲۹)

ارشادِ ہشتم (۸): حاکم و بیہقی (عہ ۱) فضائل الصحابہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سید العالمین۔ میں تمام عالم کا سردار ہوں۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) بحوالہ البیہقی تحت الآیۃ ۲ / ۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶ / ۱۶۸)

ارشادِ نہم (۹): دارمی، ترمذی، ابونعیم بسند حسن (عہ ۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، دراقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے، انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرا بولا: حضرت موسیٰؑ سے بے واسطہ کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا: اور عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ سلامہ، علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا: میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں، اور موسیٰؑ نجی اللہ ہیں اور بیشک وہ ایسے ہی

ہیں، اور عیسٰی روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں، اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔

الا وانا حبیب الله ولا فخر، وانا حامل لواء الحمد یوم القیٰمة تحته، اٰدم فمن دونه ولا فخر، وانا اول شافع واول مشفّع یوم القیٰمة ولا فخر، وانا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح الله لی فیدخلنیها ومعی فقراء المؤمنین ولا فخر، وانا اکرم الاولین والاٰخرین علی الله ولا فخر۔

سن لو، اور میں اللہ تعالٰی کا پیارا ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں، اور میں روزِ قیامت لواء محمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے، اور کچھ تفاخر نہیں۔ اور میں پہلا شافع اور مقبول الشفاعۃ ہوں، اور کچھ افتخار نہیں۔ اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تعالٰی میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر داخل کرے گا، اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے، اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا۔ اور میں سب اگلے پچھلوں سے اللہ تعالٰی کے حضور زیادہ عزت والا ہوں، اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵ / ۳۵۴۳۵۵)(سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱ / ۳۰)

ارشادِ دہم (۱۰): دارمی اور ترمذی بافادہ تحسین اور بویعلٰی وبیہقی وابونعیم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجًا اذا بعثوا، وانا قائدهم اذا وفدوا، وانا خطيبهم اذا نصتوا، وانا مستشفعهم اذا حبسوا، وانا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة، والمفاتيح يومئذ بيدی، ولواء الحمد يومئذ بيدی، انا اكرم ولد ادم على ربی يطوف علی الف خادم كانهم بيض مكنون ولؤلؤ منثور۔

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اُٹھیں گے۔ اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ تعالٰی کے حضور چلیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہوگان جب وہ دم بخود رہ جائیں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہونگا جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے۔ اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ نا امید ہوجائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد وپیش ہزار خادم (عہ ۱) دوڑتے ہوں گے، گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

(ا۔ دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵ / ۴۸۴) (دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجزء الاول ۱ / ۱۳) (سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دارالمحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱ / ۳۰) (سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۰ دارالفکر بیروت ۵ / ۳۵۲)

ع۱: ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ خدام حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے گرد و پیش عرصاتِ محشر میں ہوں گے، اور وہاں دوسروں کے لئے خدام ہونا معلوم نہیں۔

فلاحاجة الى ما قال الزرقانی ان هذه الف من جملة ما اعدّ له فقد روی ابن ابی الدنیا عن انس رفعه ان اسفل اهل الجنة اجمعین درجة من یقوم علی رأسه عشرة الاف خادم وعنده ایضًا عن ابی هریرة ایضًا قال ان ادنی اهل الجنة منزلة ولیس فیهم دنی من یغدو ویروح علیه خمسة عشر الف خادمًا لیس منهم خادم الامعه طرفة لیست مع صاحبه۔ اه فان هذا فی الجنة والذی له صلی الله تعالی علیه وسلم فیها لایعلم الا ربه تبارك وتعالی، والله تعالی اعلم ۱۲منه۔

چنانچہ اس کی کوئی ضرورت نہیں، جو زرقانی نے کہا کہ یہ ہزار ان میں سے ہوں گے جو آپ کیلئے تیار کیے گئے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ تمام اہل جنت سے نیچے درجے والے کے لیے دس ہزار خادم ہوں گے اور ان کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ تمام اہل جنت سے ادنٰی منزل والے کے لیے کہ ان میں کوئی گھٹیا نہیں، صبح وشام پندرہ ہزار خادم ہوں گے، ان میں سے ہر خادم میں کوئی نئی خوبی ہوگی جو دوسرے میں نہیں ہوگی اھ کیونکہ یہ خدّام جنت میں ہوں گے اور جنت میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے کتنے خادم ہوں گے، سوائے آپ کے کوئی نہیں جانتا۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة المقصد العاشر دار المعرفة بیروت ۸/ ۴۰۰)

ارشادِ یازدہم (۱۱): بخاری تاریخ میں، اور دارمی بسند ثقات، اور طبرانی اوسط

میں، اور بیہقی وابونعیم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین، ولا فخر۔	میں پیشوائے مرسلین ہوں، اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔

(سنن الدارمی ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۳۱) (دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۴۸۰) (التاریخ الکبیر حدیث ۷ ۲۸۳ دار الباز للنشر والتوزیع مکۃ المکرمۃ ۴/ ۳۸۶)

ارشادِ دوازدہم (۱۲): ترمذی بافادہ تحسین حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم، ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ، ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ، ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیوتا، فانا خیر ھم نفسا وخیرھم بیتا۔	اللہ تعالٰی نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین مخلوقات میں رکھا۔ پھر ان کے دو گروہ کئے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا۔ پس میں تمام مخلوق الٰہی سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۴۳ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۱۴)

ارشادِ سیزدہم (۱۳): طبرانی معجم اور بیہقی دلائل اور امام علامہ قاضی عیاض بسند خود شفاء شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله قسم الخلق قسمين فجعلنى من خيرهم قسما فذٰلك قوله تعالٰى اصحاب اليمين واصحاب الشمال فانا من اصحاب اليمين وانا خير اصحاب اليمين، ثم جعل القسمين اثلاثا فجعلنى فى خيرها ثلثا وذٰلك قوله تعالٰى اصحاب الميمنة واصحاب المشئمة والسابقون فانا من السابقين وانا خير السابقين، ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنى من خيرها قبيلة وذٰلك قولهٗ تعالٰى وجعلنٰكم شعوباً وقبائل فانا اتقٰى ولد اٰدم واكرمهم على الله ولا فخر، ثم جعل القبائل بيوتا فجعلنى من خيرها بيتا وذٰلك قولهٗ تعالٰى انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا۔

اللہ تعالٰی نے خلق کی دو قسمیں کیں تو مجھے بہتر قسم میں رکھا۔ اور یہ وہ بات ہے جو خدا تعالٰی نے فرمائی۔ دہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے، تو میں دہنے ہاتھ والوں سے ہوں، اور میں سب دہنے ہاتھ والوں سے بہتر ہوں۔ اور یہ خدائے تعالٰی کا وہ ارشاد ہے کہ دہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے ۔اور سابقین، تو میں سابقین میں سے ہوں، اور میں سب سابقین سے بہتر ہوں۔ پھر ان حصوں کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا۔ اور یہ خدائے تعالٰی کا وہ فرمان ہے کہ ہم نے کیا تمہیں شاخیں اور قبیلے۔ (یعنی الی قوله تعالٰی ان اكرمكم عند الله اتقٰكم بیشک تم سب میں زیادہ عزت والا خدا کے یہاں وہ ہے جو تم سب میں زیادہ پرہیزگار ہے) تو میں سب آدمیوں سے زیادہ پرہیزگار ہوں، اور سب سے زیادہ اللہ کے یہاں عزت والا، اور کچھ فخر مراد نہیں۔ پھر ان قبیلوں کے خاندان کئے تو

مجھے بہتر خاندان میں رکھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے کہ خدائے تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کردے ستھرا کر کے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر شرف اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۷۰،۱۷۱)(المعجم الکبیر حدیث ۱۲۶۰۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲/۱۰۴)(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الثالث الفصل الاول المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/۱۳۱،۱۳۰)

ارشاد چہاردہم (۱۴): ابن عساکر و بزار بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خیار ولد اٰدم خمسۃ نوح وابراھیم وموسٰی وعیسٰی ومحمد وخیرھم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

بہترین اولاد آدم پانچ ہیں: نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اوران سب بہتروں میں بہتر محمد ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ حدیث ۳۱۹۰۵ و ۳۲۲۸۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۸۳ و ۴۰۷)

تنبیہ: ان کے سوا اور نصوص واضحہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلوہ سوم وتابش چہارم میں آئیں گے وباللہ التوفیق۔

جلوہ دوم جلائل متعلقہ بآخرت

تابش اول میں بہت حدیثیں اس مطلب کی گزریں ان سے غفلت نہ چاہیے واللہ الھادی!

ارشاد پانزدہم (۱۵): صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نحن الاخرون السابقون یوم القیامة ا۔(زادمسلم) ونحن اول من یدخل الجنة ۲۔

ہم (زمانے میں) پچھلے، اور قیامت کے دن (ہر فضل میں (عہ)) آگے ہیں۔ (مسلم میں یہ زیادہ ہے) اور ہم سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔

(ا۔ صحیح البخاری کتاب الجمعہ باب ھل علی من لایشھد الجمعۃ غسل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۳) (۲۔ صحیح مسلم کتاب الجمعۃ قدیمی کتب خانہ ۱/ ۲۸۲)

عہ: قال الزرقانی فی کل شی ۱۲ منه۔

زرقانی نے کہا کہ ہر شے میں۔

ارشاد شانزدہم (۱۶): اسی میں حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امم سابقہ کی نسبت فرماتے ہیں:

هم تبع لنا یوم القیامة نحن الاخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیامة المقضی لهم قبل الخلائق۔

وہ قیامت میں ہمارے توابع ہوں گے، ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت میں پیشی رکھیں گے تمام جہان سے پہلے ہمارے ہی لئے اللہ تعالی حکم فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ قدیمی کتب خانہ ۱/ ۲۸۲)

ارشاد ہفدہم (۱۷): دارمی عمرو بن قیس ابن مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالی ادرک بی

یعنی جب رحمت خاص کا زمانہ آیا

الاجل المرحوم واختصر لی اختصارا فنحن الاخرون ونحن السابقون یوم القیامة وانی قائل قولا غیر فخر ابراهیم خلیل الله وموسی صفی الله وانا حبیب الله ومعی لواء الحمد یوم القیامة۔الحدیث۔	اللہ تعالی نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لئے کمال اختصار کیا۔ہم ظہور میں پچھلے اور روز قیامت رتبے میں اگلے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر وناز کو دخل نہیں۔ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسی اللہ کے صفی اور میں اللہ کا حبیب ہوں،اور میرے ساتھ روز قیامت لواء الحمد ہوگا۔

(سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من الفضل دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۳۲)

قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اختصر لی اختصارا (نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد مذکور اختصر لی اختصارا کے بارے میں علماء فرماتے ہیں۔ت): یعنی (۱) مجھے اختصار کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر 1 یا (۲) میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

اقول: وباللہ توفیق (میں اللہ تعالی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) 1 یا (۳) یہ کہ میرے لئے امت کی عمریں کہ کہیں کہ مکارہ دنیا سے جلد خلاص پائیں،گناہ کم ہوں۔نعمت باقی تک جلد پہنچیں 1 یا (۴) یہ کہ میری امت کے لیے طول حساب کو اتنا مختصر فرمادیا کہ اے امت محمد! میں نے تمھیں اپنے حقوق معاف کیے۔آپس میں ایک دوسرے کے حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ یا (۵) یہ کہ میرے غلاموں کے لئے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کردے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کوندگئی۔ کما فی الصحیحین .عن ابی سعید الخدری رضی الله تعالی عنه (جیسا کہ صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ

سے مروی ہے۔)

(المواھب الدنیہ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۶۶۶۶۷)

1 یا(۶) یہ کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ہیں کما فی حدیث احمد ۔وابی یعلی و ابن جریر وابن حبان وابن عدی و البغوی والبیھقی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم (جیسا کہ احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن حبان، ابن عدی، بغوی اور بیہقی کی حدیث میں ہے۔) (الدر المنثور بحوالہ احمد وابی یعلی وابن جریر وابن حبان والبیہقی تحت الایۃ ۷۰/ ۴ بیروت ۸/ ۲۶۰)

1 یا(۷) یہ کہ علوم ومعارف جو ہزار سال کی محنت وریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے 1اصحاب پر منکشف فرمادے 1 یا(۸) یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کردی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلا ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہولیا 1 یا(۹) یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام اشیاء گزشتہ وآئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں ۔اس زیادہ اور کیا اختصار متصور یا(۱۰) یہ کہ شرق تا غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرمادیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے ولا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں کانما انظر الی کفی ھذہ جیسا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، کما فی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما عند الطبرانی۔ وغیرہ (جیسا کہ طبرانی وغیرہ کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔)

(کنز العمال حدیث ۳۱۸۱۰۳۱۹۸۱ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۳۷۸۴۲۰)

یا (۱۱) یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا، کمافی حدیث الاجراء فی الصحیحین قال ذلک اوتیہ من اشاء۔ (جیسا کہ صحیحین میں اجیرون کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہوں)

(صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب الاجارہ الی نصف النہار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۰) (صحیح البخاری کتاب الاجارہ باب الاجارہ الی صلوۃ العصر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۰)

یا (۱۲) اگلی امتوں پر جو اعمالِ شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھا لئے، پچاس (۵۰) نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کریں پوری پچاس۔ زکوۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع، وعلی ھذا القیاس، والحمد للہ رب العلمین۔ یہ بھی حضور کے اختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

ارشاد ہیجد ہم (۱۸): امام احمد وابن ماجہ وابوداؤد وطیالسی وابویعلی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه لم يكن نبي الاله دعوة قد تخير ها في الدنيا واني قد اختبات دعوتي شفاعة لامتي وانا سيد ولد ادم يوم القيامة ولا فخر، وان اول من تنشق عنه الارض ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، ادم فمن دونه تحت لوائي ولا فخر (ثم

یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دیا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے، وہ شفاعت ہے میری امت کے لئے۔ اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، اور کچھ فخر مقصود نہیں۔ اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا، اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، اور

ساق حدیث الشفاعة الی ان قال) فاذا اراد الله ان یصدع بین خلقه نادی مناد این احمد وامته فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم واول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضی غرا محجلین من اثر الطهور فیقول الامم کادت هذه الامة ان تکون انبیاء کلها ا؎ الحدیث۔

کچھ افتخار نہیں۔آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے،اور کچھ تفاخر نہیں۔جب اللہ تعالٰی خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد اور ان کی امت؟ تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں،ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے۔تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ وتابندہ اعضاء،سب امتیں کہیں گی: قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہوجائے الحدیث

(ا؎ مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۸۱۲۸۲)(مسند ابی یعلی عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۲۳۲۴ موسسۃ علوم القران بیروت ۳/۵تا۷)

ع جمال پرتوش در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(گلستان سعدی دیباچہ کتاب مکتبہ اویسیہ بہاول پور ص ۳)

(اس کے پرتو نے مجھ میں اثر کیا ہے ورنہ میں خاک ہوں جو کہ ہوں۔ت)

ارشاد نوزدہم (۱۹): مالک،بخاری،مسلم،ترمذی،نسائی جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی،حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی۔

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائیں جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الصف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۷۲۷)(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسماۂ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۶۱)(سنن الترمذی ابواب الادب باب جاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲۸۴۹ دار الفکر بیروت ۴ / ۳۸۳-۳۸۲)

یعنی روز محشر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آگے ہوں گے اور تمام اولین وآخرین حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیچھے۔

ارشادِ بستم (۲۰): ابن زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

تبعث ناقة ثمود لصالح فیرکبها من عند قبره حتی توافی به المحشر قال معاذ اذن ترکب العضباء یارسول الله! قال لا ترکبها ابنتی وانا علی البراق اختصصت به من دون الانبیاء یومئذ ویبعث بلال علی ناقة من نوق الجنة ینادی علی ظهرها بالاذان فاذا سمعت الانبیاء وامهما اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله قالوا ونحن نشهد علی ذلك۔

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: صالح علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے ناقہ ثمود اٹھایا جائے گا وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہوکر میدان محشر میں آئیں گے (فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ عشاق کی عادت ہے کہ جب کسی جمیل باعزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لیے کیا ہے۔) اسی بناء پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی نے عرض کی: اور یارسول اللہ! حضور اپنے ناقہ مقدسہ عضباء پر سوار

ہوں گے۔ فرمایا: نہ، اس پر تو میری
صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر
تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیاء
سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگا، اور ایک
جنتی اونٹنی پر بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا
حشر ہوگا کہ عرصاتِ محشر میں اس کی پشت
پر اذان دے گا۔ جب انبیاء اور ان کی
امتیں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد
ان محمدا رسول اللہ سنیں گے سب
بول اٹھیں گے کہ ہم بھی اس پر گواہی
دیتے ہیں۔

(تہذیب تاریخ دمشق الکبیر بحوالہ ابن زنجویہ ترجمہ بلال بن رباح داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۲)

سبحان اللہ! جب تمام مخلوق الٰہی اولین وآخرین یک جا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے آقائے نامدار والا سرکار کے نام پاک کی دُہائی پھرے گی۔ الحمدللہ! اس دن کھل جائے گا کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ المنۃ للہ تعالیٰ، اس دن موافق ومخالف پر روشن ہوجائے گا کہ مالك یوم الدین ایک اللہ ہے اور اس کی نیابت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ارشادِ بست ویکم (۲۱): ترمذی بافادہ تحسین وتصحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من تنشق عنہ	میں سب سے پہلے زمین سے باہر
الارض فاکسی حلۃ من حلل	تشریف لے جاؤں گا، پھر مجھے جنت کے

الجنة اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذٰلك المقام غیری۔

جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، میں عرش کی داہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوقِ الٰہی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۱ دار الفکر بیروت ۵/۳۵۲)

ارشاد بست ودوم (۲۲): احمد، دارمی، ابونعیم واللفظ لہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اول من یکسی ابراھیم ثم یقعد مستقبل العرش ثم اوتی بکسوتی فالبسھا فاقوم عن یمینه مقامًا لایقوم احد غیری یغبطنی فیه الاولون والاٰخرون۔

سب سے پہلے ابراہیم (علیہ الصلٰوۃ والسلام) کو جوڑا پہنایا جائے گا، وہ عرش کے نیچے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میری پوشاک حاضر کی جائے گی میں پہن کر عرش کی دائیں طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا دوسرے کو بار نہ ہوگا، اگلے پچھلے مجھ پر رشک لے جائیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۹۸و۳۹۹)(الخصائص الکبری بحوالہ ابی نعیم باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/۲۱۷)

ارشاد بست وسوم (۲۳): بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکسی حلة من الجنة

مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا

لایقوم لھا البشر۔ کہ تمام بشر جس کی قدر وعظمت کے لائق نہ ہوں گے۔

(الاسماء والصفات للبیہقی باب ماجاء فی العرش والکرسی المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ۲ /۱۳۸)

ارشاد بست وچہارم (۲۴): طبری تفسیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے موقوفاً واللفظ لہ، اور مثل احمد کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعاً راوی:

یرقی ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامتہ علی کوم فوق الناس۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت الآیۃ ۱۷/ ۷۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۵ /۱۶۹)

ارشاد بست وپنجم (۲۵): ابن جریر وابن مردویہ جابر (عہ) بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا وامتی یوم القیامۃ علی کوم مشرفین علی الخلائق ما من الناس احد الا ودّانہ منا۔ میں اور میری امت روز قیامت بلندیوں پر ہونگے سب سے اونچے، کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) تحت الآیۃ ۲ / ۱۴۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲ / ۱۳)(الدرالمنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ تحت الآیۃ ۲ / ۱۴۳ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱ /۳۱۸)

ارشاد بست وششم (۲۶): صحیح مسلم شریف میں ابن بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی نے مجھے تین سوال دئے، میں نے دوبار عرض کی:

اللھم اغفر لامتی، اللھم اغفر لامتی۔ — الٰہی! میری امت بخش دے، الٰہی! میری امت بخش دے۔

واخرت الثالث لیوم یرغب الیّ فیہ الخلق کلھم حتی ابراھیم۔ — اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھا رکھا ہے جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل القرآن باب بیان ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۳)

فائدہ: حدیث ان لکل نبی دعوۃ الحدیث [۱] کہ مسند احمد وصحیحین میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی، اور اس کے اخیر میں یہ زیادت فرمائی:

وان ابراھیم لیرغب فی دعائی ذٰلك الیوم [۲]۔ — یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام بھی میری دعا کے خواہش مند ہوں گے۔

([۱] صحیح البخاری کتاب الدعوات باب لکل نبی دعوۃ مستجابۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۹۳۲) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ ۱ / ۱۱۳) (مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۲۹۲) ([۲] نوادر الاصول الاصل الثالث والسبعون ص ۱۱۰ والاصل الثانی عشر والمائۃ ص ۱۴۸) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۲۱۸۔ ۲۰۴ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

☆☆☆☆☆

خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ

نبیوں میں سب سے پیچھے آنے والے

حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلاتاویل وبلاتخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جواس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک وشبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے، آیہ کریمہ:

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰)

(لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔) وحدیث متواتر لانبی بعدی اے (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلاتخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔(اے صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۱)

فتاوٰی یتیمۃ الدہر واشباہ والنظائر وفتاوٰی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔	جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔

(الاشباہ والنظائر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۹۶)(فتاوٰی ہندیہ باب احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۳)

شفاء شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے:

كذلك (يكفر) من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اوبعده (الى قوله) فهؤلا كلهم كفار مكذبون للنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اخبرانه خاتم النبيين ولانبى بعده واخبر عن الله تعالىٰ انه خاتم النبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على حمل ان هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولاتخصيص فلا شك فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اجماعاوسمعا۔

یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبردی کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبردی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا ورسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاؤلین شرکت صحافیہ فی البلد العثمانیہ ترکی ۲/ ۱۷۰،۷۱)

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامة فهمت هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص وامن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص۔

یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی المکتبۃ الادبیہ مصر ص ۱۱۴)

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:

تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او بعده یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم

نص على انه خاتم النبيين واُخر المرسلين وفی السنة انا العاقب لانبی بعدی واجمعت الامة علی ابقاء ھذا الکلام علی ظاھرہ وھذہ احدی المسائل المشھورة التی کفرنا بھا الفلاسفة لعنھم اللہ تعالٰی۔

تصریح فرما چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں فرمایا: میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عموم واستغراق بلاتاویل وتخصیص اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالٰی ان پر لعنت کرے۔

(المعتقد المنتقد بحوالہ المطالب الوفیہ شرح الفرائد السنیہ تجویز نبی بعدہ کفر مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۱۱۵)

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمدہ اللہ تعالٰی ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں ست کہ آں را بکشف وبیان حاجت افتد، خدائے تعالٰی خبر داد کہ بعد ازوے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی دیگر نباشد ومنکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او صلی اللہ تعالٰی علیہ

بحمد اللہ تعالٰی یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے ہاں اتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالٰی نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص اس کا منکر ہے تو وہ تو اصلاً آپ کی نبوت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس کو حق جانتا جس طرح

وسلم معتقد نباشد که اگر برسالت او معترف بودے وے را درہرچہ ازاں خبر دار صادق دانستے وبھماں جھتھا که از طریق تواتر رسالت او بیش مادرست شده ایں نیز درست شد که وے صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم باز پسیں پیغمبران ست در زمان اوو تاقیامت بعد ازوے ہیچ نبی نباشد وہر که دریں به شک ست دراں نیز به شک ست ونه آں کس که گوید که بعد او وے نبی دیگر بودیا ہست یا خواہد بود آں کس نیز که گوید که امکان دارد که باشد کافرست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

آپ کی رسالت ونبوت تواتر سے ثابت ہے اسی طرح یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ حضور تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے ہیں اور اب تا قیامت آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس کو اس بارے میں شک ہے اسے پہلی بات کے بارے میں شک ہوگا صرف وہی شخص کافر نہیں جو یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی تھا یا ہے یا ہوگا بلکہ وہ بھی کافر ہے جو آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن تصور کرے، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان درست ہونے کی شرط ہی یہ ہے۔

(المعتمد فی المعتقد)

بالجملہ آیہ کریمہ :ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

(القرآن الکریم ۳۳/۴۰)

مثل حدیث متواتر لانبی بعدی اے قطعاً عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اجماعِ امت خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریاتِ دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قیل وقال اصلا مسموع نہیں، جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ "خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج وتابع ہوکر آئے کچھ حرج نہیں" اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ "تقدم (عہ ۱) تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں خاتم بمعنی آخر لینا خیال جہال ہے بلکہ خاتم النبیین بمعنی نبی بالذات ہے"۔ (صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن نبی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۱)

(عہ ۱: تحذیر الناس نانوتی ۱۲)

اور اسی مضمون ملعون کو دجال اول نے یوں (عہ ۲) ادا کیا کہ "خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین ہے"، ایک اور مرتد نے لکھا "خاتم النبیین (عہ ۳) ہونا حضرت رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہرگز منافی خاتم النبیین کے نہیں جموع محلے باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں"۔

(عہ ۲: مواہب الرحمٰن قادیانی ۱۲) (عہ ۳: مناظرہ احمدیہ ۱۲)

چند اور خبیثوں نے لکھا کہ "الف لام (عہ ۱) خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور بر تقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے کہ اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں" ان شیاطین سے بڑھ کر" اور بعض

ابلیسیوں نے لکھا کہ "اہل اسلام (عہ ۲) کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے"۔

(عہ ۱: ناصر المومنین سہسوانی ۱۲)(عہ ۲: تحریر امی زندیق پشاوری ۱۲)

الی غیر ذٰلك من الکفریات الملعونة والارتدادات المشحونة بنجاسات ابلیس وقاذورات التدلیس لعن الله قائلها وقاتل الله قابلیها۔

دیگر کفریات ملعونہ اور ارتدادات جو ابلیس کی نجاستوں اور جھوٹ کی پلیدوں کو متضمن ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے قائل پر لعنت ہو اور اسے قبول کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ برباد فرمائے۔

یہ سب تاویل رکیک ہیں یا عموم و استغراق "النبیین" میں تشویش وتشکیک سب کفر صریح وارتداد قبیح، اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر ومتبادر وعموم استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بنا پر سلفاً وخلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث وتفسیر عقائد وفقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں، فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنی کتاب جزاء اللہ عدوہ بابائہٖ ختم النبوۃ ۱۳۱۷ھ میں اس مطلب ایمانی پر صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر کہ ارشادات ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے تیس نصوص ذکر کئے وللہ الحمد۔ تو یہاں عموم واستغراق کے انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اظہار نہیں کرسکتا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن قرآن کا منکر، مردود وملعون، خائب وخاسر،

والعیاذ باللہ العزیز القادر، ایسی تشکیکیں تو وہ اشقیاء، رب العلمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراق عرفی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا عالمین سے مراد عالمین زمانہ کقولہ تعالٰی وانی فضلتکم علی العالمین (القرآن الکریم ۲ / ۴۸) (جیسے کہ باری تعالی کا فرمان ہے: اور میں نے تم کو جہاں والوں پر فضیلت دی۔ت) اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں خدا کا پروردگار جمیع عالم ہونا یقینی کہاں مگر الحمدللہ مسلمان نہ ان ملعون ناپاک وساوس کو رب العالمین میں سنیں نہ ان خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں، الالعنۃ اللہ علی الظالمین (القرآن الکریم ۱۱ / ۱۸) ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ اعدلھم عذابا مھینا۔ (القرآن الکریم ۳۳ / ۵۷)

ارے ظالموں پر خدا کی لعنت، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ طائفہ خائفہ خارجیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پرنور خاتم الانبیاء ومرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین کے خاتم ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روز بعثت سے جب یا اب کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت، اگرچہ ایک ہی، اگرچہ غیر تشریعی، اگرچہ کسی اور طبقہ زمین، یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع انسانی میں واقع ماننا، یا باوصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی وامکان وقوعی جائز جاننا یہ بھی سہی مگر جائز ومحتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائف ملعونہ مذکورہ، خواہ ان کے کبراء یا نظراء کی تکفیر سے باز رہتا ہے، تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ خائفہ خود بھی قطعا یقینا اجماعاً ضرورۃً مثل طوائف مذکورہ قادیانیہ وقاسمیہ وامیریہ ونذیریہ وامثالھم لعنھم اللہ تعالٰی کافر ومرتد ملعون ابد ہے۔

قاتلهم الله انی یؤفکون(القرآن الکریم ۹/ ۳۰) (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔) کہ ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی ان میں شک وشبہہ اور احتمال خلاف، ماننا بھی کفر ہے یونہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔

بحرالکلام امام نسفی وغیرہ میں ہے:

من قال بعد نبینا یکفر لانه انکر النص وکذٰلك لوشك فیه۔ (بحرالکلام)

جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی کے بعد نبی آسکتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قطعی کا انکار کیا، اسی طرح وہ شخص جس نے اس کے بارے میں شک کیا۔

درمختار و بزازیہ و مجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر۔

جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی احکام الجزیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷)

ان لعنتی اقوال، نجس تر از ابوال، کے رد میں اواخر صدی گزشتہ میں بکثرت رسائل ومسائل علمائے عرب وعجم طبع ہو چکے اور وہ ناپاک فتنے غار مذلت میں گر کر قعرِ جہنم کو پہنچے والحمدللہ رب العالمین۔ اس طائفہ جدیدہ کو اگر طوائف طریدہ کی حمایت سوجھے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکر جرار، اسے بھی اس کی سزائے کردار پہنچانے کو موجود ہے قال تعالیٰ:

الم نهلك الاولین O ثم نُتْبِعُهُمُ الاٰخرین O کذالك نفعل بالمجرمین O ویل یومئذ للمکذبین O

(القرآن الکریم ۷۷/ ۱۶ تا ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا، پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے، مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں، اس دن کو جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز واحتمال نبوت یا عدم تکفیر منکران ختم نبوت، معلوم نہ بھی ہو، نہ اس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آیہ کریمہ میں افادہ استغراق سے انکار اور ارادہ بعض پر اصرار کیا اسے حکم کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحۃً آیہ کریمہ اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر و مبطل ہے جو خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور جس پر تمام امت مرحومہ نے اجماع کیا اور بنقل متواتر ضروریاتِ دین سے ہو کر ہم تک آئی، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں ائمہ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمت خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم خمر کا ثبوت صرف قرآن عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیث متواتر بھی موجود، اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین خصوص نصوص کے محتاج نہیں رہتے۔

امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذا جحد مجمعا علیه یعلم من دین الاسلام ضرورة سواء کان فیه نص او لا فان جحده یکون کفرا اھ ملتقطا۔	جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریات دین اسلام میں سے ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار کفر ہے اھ ملتقطا۔

(الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۵۲)

بعینہٖ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک، کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہوسکنا کچھ اس آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہر وباہر، متوار ومتظافر، متکاثر ومتواتر حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہوتو بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر، مجمع علیہ، قطعی ضروری کا انکار، اس پر کفر ثابت کرے گا اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نفسِ مسئلہ کا انکار نہیں،

منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

لو قال حرمة الخمر لا تثبت بالقراٰن کفر ای لانه عارض نص القراٰن وانکر تفسیر اهل الفرقان۔

اگر کسی نے کہا شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآنی کے ساتھ معارضہ کیا اور اہل فرقان کی تفسیر کا انکار کیا۔

(منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر ملا علی قاری فصل فی الکفر صریحا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۰)

فتاوٰی تتمہ میں ہے:

من انکر حرمة الخمر فی القراٰن کفر۔

جس نے قرآن کے حوالے سے حرمت شراب کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔

(منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ فتاوی تتمہ فصل فی الکفر صریحا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۰)

اعلام امام مکی میں ہمارے علماء سے کلمات کفر بالاتفاق میں نقل کیا:

او قال لم تثبت حرمة الخمر فی القراٰن۔

یا اس نے کہا قرآن میں حرمت شراب کا ثبوت نہیں ہے۔

(الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۳۷۱) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۳۳۳۔۳۳۴ ج ۱۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

گناہ گاروں کے بخشوانے والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اس کے بعد کچھ اور واقعاتِ حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اوّلین وآخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرّے ذرّے کا حساب ہوگا۔ بعض مسلمین بھی اپنے مَعاصی (یعنی گناہوں) پر مُعَذَّب کیے (یعنی عذاب دیے) جائیں گے (لیکن) کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا (بلکہ) سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں نجات دِلوا دے گی۔ سزا اگر پوری ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہوتی شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انہیں بخشوائے گی تو ثابت ہوا کہ سزا پوری نہ ہونے پائے گی۔

ابرِ کرم

(پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا۔ ربُّ العزت (عَزَّ وَجَلَّ) کا حکم ہوگا، اس کا نامہ اعمال اُسے دیا جائے گا۔ وہ تُومار (یعنی صحیفہ) حدِ نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا۔ اپنا نامہ اعمال خود پڑھے گا، اس میں صغائر وکبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کریگا اور کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) کو چھوڑتا جائے گا۔ ربّ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا پڑھ لیا؟ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا۔ فرمائے گا: "اے میرے فِرشتو! اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔" اُس وقت چلّا اُٹھے گا کہ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں، میں نے تو صرف صغائر (یعنی صغیرہ گناہ) پڑھے۔ (جامع ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب عشر، حدیث ۲۶۰۵، ج ۴، ص ۲۶۸) یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔

رضائے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

حدیث میں ہے: جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ (پ۳۰،الضحٰی:۵)

البتہ قریب ہے کہ تمہارا ربّ (عَزَّ وَجَلَّ) تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضور شفیعُ الْمُذْنِبِیْن (یعنی گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے) صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَنْ لَا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی بھی نار میں رہا۔ (تفسیر کبیر، سورۃ الضحٰی، تحت الآیۃ ۵، ج۱۱، ص ۱۹۴)

روزِ قیامت داروغہ دوزخ (حضرت مالک) علیہ الصلوٰۃ والسلام حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کر دیں گے: "حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) نے اپنی اُمت میں غضبِ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) کا کوئی حصہ نہ چھوڑا۔"

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باب للانبیاء منابر من ذھب، ج۱ ص ۲۴۲، حدیث ۲۲۸)

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلٰی حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالٰی کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ وعدۂ کریمہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دنیا میں عطا فرمائیں۔ کمالِ نفس اور علومِ اوّلین و آخرین اور ظہورِ امر اور اعلائے دِین اور وہ فتوحات جو عہدِ مبارک میں ہوئیں اور عہدِ صحابہ میں ہوئیں اور تا قیامت مسلمانوں کو ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترینِ اُمَم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزّت و تکریم کو بھی شامل ہے کہ اللہ

تعالٰی نے آپ کو شفاعتِ عامّہ وخاصّہ اور مقامِ محمود وغیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔
مسلم شریف کی حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں دستِ مبارک اٹھا کر امّت کے حق میں رو کر دعا فرمائی اور عرض کیا اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ، اللہ تعالٰی نے جبریل کو حکم دیا کہ محمد (مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خدمت میں جا کر دریافت کرو رونے کا کیا سبب ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالٰی دانا ہے، جبریل نے حسبِ حکم حاضر ہو کر دریافت کیا سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں تمام حال بتایا اور غمِ امت کا اظہار فرمایا، جبریلِ امین نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ تیرے حبیب یہ فرماتے ہیں باوجود یہ کہ وہ خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالٰی نے جبریل کو حکم دیا جاؤ اور میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں عنقریب راضی کریں گے اور آپ کو گراں خاطر نہ ہونے دیں گے، حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک امّتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔
آیتِ کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالٰی وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ امت بخش دیئے جائیں تو آیت واحادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضیِ مبارک گنہگارانِ امّت بخشے جائیں گے، سبحان اللہ کیا رتبۂ عُلیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقرّبین تکلیفیں برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، وہ اس حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالٰی نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو آپ کے ابتدائے حال سے آپ پر فرمائیں۔

میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہِ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین وملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نبی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل یوں ارشادفرماتے ہیں

احادیث الشفاعۃ

شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کومعلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک اقامت شیان امامت سزاوارِ زعامت کے سوا کسی قدوبالا پر راست نہ آئی، نہ کسی نے بارگاہ الٰہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمٰی ومحبوبیت کبرٰی و اذن سفارش واختیار گزارش کی دولت پائی۔تو وہ سب حدیثیں تفضیل جمیل محبوب جلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہ پر دلیل۔مگر میں صرف وہ چند احادیث نقل کرتاہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ واالسلام (عہ) کا عجز اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قدرت بیان فرمائی:

عہ: شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث اولین شفاعت فرماتے ہیں:

صواب است کہ ہمہ انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین از درآمدن دریں مقام واقدام بریں کار عاجز وقاصر اندبجزسید المرسلین وامام النبیین کہ بنہایت قرب	درست بات یہ ہے تمام نبی اوررسول صلوات اللہ علیہم اجمعین اس مقام پرجلوہ افروز ہوکر اقدام شفاعت سے عاجز وقاصر ہیں سوائے رسولوں کے سردار اورنبیوں کے امام کے جو کہ انتہائی قرب، عزت اوررفعتِ مکانی کے ساتھ

وعزت ومکانت مخصوص مختص ہیں اور بارگاہ الٰہی میں محبوب ومحمود
است ومحمود ومحبوب حضرت ہیں ۱۲ منہ
اوست۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الفتن باب الحوض والشفاعۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۳۸۶)

ارشاد بست وہفتم (۲۷): حدیث موقف مفصل مطوّل احمد وبخاری ومسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱؎ اور بخاری ومسلم وابن ماجہ نے انس ۲؎ اور ترمذی وابن خزیمہ نے ابوسعید خدری ۳؎ اور احمد وبزار وابن حبان وابویعلی نے صدیق اکبر ۴؎ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اور احمد وابویعلٰی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم ۱؎ سے مرفوعاً الی سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور عبداللہ بن مبارک وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم وطبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۲؎ سے موقوفاً روایت کی۔

(۱؎ صحیح البخاری عن ابی ہریرۃ کتاب التفسیر سورہ بنی اسرائیل باب قولہ تعالٰی ذریۃ من حملنا ۲/۶۸۴و۶۸۵) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۱) (مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۳۵و۴۳۶) (سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی الشفاعۃ حدیث ۲۴۴۲ دارالفکر بیروت ۴/۱۹۶و۱۹۷) (المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثالث المکتب الاسلامی بیروت ۴/۴۴۶تا۴۴۸) (۲؎ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالٰی لما خلقت بیدی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۰۱و۱۱۰۲) (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰۸تا۱۱۰) (سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹) (۳؎ سنن الترمذی ابواب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل حدیث ۳۱۵۹ دارالفکر بیروت ۵/۹۹و۱۰۰) (سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۵ دارالفکر بیروت ۵/۱۵۴) (الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمقام المحمود مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲/۲۱۸تا۲۲۴) (۴؎ مسند احمد بن حنبل عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱

/۵)(مواردالظمآن باب ماجاء فی البعث والشفاعۃ حدیث ۲۵۸۹ المطبعۃ السلفیۃ ص ۶۴۲ و ۶۴۳)(مسند ابی یعلیٰ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱ /۵۹)(کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۹۷۵۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴ /۶۲۸و۶۲۹)(اـ مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۲۸۱و۲۸۲)(مسند ابی یعلیٰ عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حدیث ۲۳۲۴ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۳ /۵ تا ۷)(۲ـ المعجم الکبیر عن سلمان رضی اللہ عنہ حدیث ۶۱۱۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۶ /۲۴۸)(السنۃ لابن ابی عاصم حدیث ۸۳۴ دار ابن حزم بیروت ص ۱۹۰ تا ۱۹۲)(المصنف لابن ابی شیبۃ حدیث ۳۱۶۶۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶ /۳۱۲)

ان سب (عہ ۱) کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے۔

عہ ۱: ہر چند یہ صحابہ سے چھ حدیثیں ہیں مگر صرف دو ہی شمار میں آئیں کہ حدیث ابو ہریرہ اسی کا تتمہ ہے جو ارشاد اول میں گزری، اور حدیث ابو سعید اگر چہ ترمذی نے اسی قدر مختصرا روایت کی جتنی ارشاد سوم میں گزری، مگر تفسیر میں بعین سند مطولا لائے جس کی وجہ سے یہ حدیث اس کا تتمہ ہے، اور حدیث صدیق اکبر بعینہ حدیث ارشاد ہفتم ہے، اور حدیث ابن عباس حدیث ارشاد ھیجد ہم لہذا ان چار کا مکرر شمار نہ ہوا۔ اور صرف حدیث انس وحدیث سلمان تعداد میں آئیں، رضی اللہ تعالی عنہم۔

لہذا میں ان کے متفرق لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جانفزا قصہ کی تلخیص کرتا ہوں، وباللہ التوفیق، ارشاد ہوتا ہے روز قیامت (عہ ۲) الف اللہ تعالی اولین وآخرین کو ایک میدان وسیع وہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آواز سنیں۔ ہ دن طویل ہوگا۔ و اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے۔ پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کرینگے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنے شروع ہوں گے۔

(عہ ۲: یہ حروف بحساب ابجد الف سے واو تک انھیں چھ حدیثوں کی طرف

اشارہ ہیں کہ میں نے احدیث اول کو کہ میرے مطلب میں زیادہ مفصل ہے، اصل کیا، اور باقی پانچ میں جو زیادتیاں ہیں باشارہ حروف انھیں متمیز کر دیا ۱۲ منہ۔)

قد آدم پسینہ تو زمین جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہو گا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے اور غڑپ غڑپ کرینگے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔ ا قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق کو گی تاب تحمل نہ رہے گی ۔ج رہ رہ کر تین گھبرائیں لوگوں کو اٹھیں گی۔ ا آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو، کس حال کو پہنچے، کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے۔ب کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ ا پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰاۃ والسلام ہمارے باپ ہیں، ان کے پاس چلا جائے، پس آدم علیہ الصلوٰاۃ والسلام کے پاس جائینگے۔ داور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔ اعرض کریں گے واے باپ ہمارے ااے آدم! آپ ابو البشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا ب اور سب چیزوں کے نام سکھائے داور آپ کو اپنا صفی کیا۔ ا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے ب کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے ا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔ آدم علیہ الصلوٰاۃ والسلام فرمائیں گے ب لست هنا کم ہ انه لم یهمنی الیوم الا ا ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی نفسی اذهبوا الی غیری میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے، تم اور کسی کے پاس

جاؤ۔وعرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔فرمائیں گے۔ داپنے
پدر ثانی انوح کے پاس جاؤب کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا و
وہ خدا کے شاکر بندے ہیں۔الوگ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں
گے اور عرض کریں گے اے نوح وائے نبی اللہ ا آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول
ہیں اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا، داور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبوقل
فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا۔ا آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے،
آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے ہ کہ ہمارا فیصلہ کردے۔ا
نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست ھنا کم دلیس ذاکم عندی
ہ انہ لایھمنی الیوم الا نفسی ان ربی غضب الیوم غضبا لم یغضب
قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ نفسی نفسی نفسی اذھبو الی غیر ی
میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں
۔میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد
کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے
،تم کسی اور کے پاس جاؤ۔وعرض کرینگے پھر پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔
فرمائیں گے ب خلیل الرحمن اابراہیم کے پاس جاؤ د کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا
ہے۔لوگ ابراہیم علیہ اصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کرینگے وائے
خلیل الرحمن، اے ابراہیم! آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں
آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے ہ کہ ہمارا کردے۔اآپ دیکھتے نہیں
کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست ھنا کم د لیس ذاکم عندی ہ
لایھمنی الیوم الا نفسی ا ان ربی قد غضب الیوم غضبًا لم یغضب

قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسی نفسی نفسی اذهبو ا الی غیری میں اس قابل نہیں، یہ کام میرے کرنے کا نہیں، آج مجھے اپنی جان کا تردّد ہے تم کسی اور کے پاس جاءو۔ وعرض کرینگے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائینگے اتم موسیٰؑ کے پاس جاؤب وہ بندہ جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا، اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشاہ اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔ الوگ موسیٰؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر عرض کرینگے اے موسیٰؑ! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس صدمہ میں ہیں۔ موسیٰؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے ب لست ھانکم دلیس ذا کم عندی ہ انه لایھمنی الیوم الا نفسی ا ان ربی قد غضب الیوم غضبًا لم یغضب قبله مثله ۔ ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذهبوا الی غیری میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہی ہوگا، مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنا جان کا خطرہ ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ وعرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے اتم عیسٰی کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح دکہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مُردے جلاتے تھے۔ الوگ مسیح علیہ الصلوٰۃ کے پاس حاضر ہوکر عرض کرینگے کا اے عیسٰی! آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا، اور اس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے گہوارے میں کلام کیا، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ

دیکھتے نہیں کہ ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائینگے ب لست ھانکم د لیس ذا کم عندی ہ انه لایھمنی الیوم الا نفسی ا ان ربی قد غضب الیوم غضبًا لم یغضب قبله مثله ۔ ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذھبوا الی غیری میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے نہ کبھی ایسا کیا نہ کرے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا سوچ ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔ وعرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے ایتوا عبدا فتح الله علی یدیه ویجیئ فی ھذا الیوم اٰمنا د انطلقوا الی سید ولد آدم فانه اول من تنشق عنه الارض یوم القیامة ب ایتوا محمدا ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه اکان یقدر علی مافی جوفه حتی یفض الخاتم تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ نے فتح رکھی ہے، اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے، اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ بھلا کسی سربمہر ظرف میں کوئی متاع ہو، اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے، لوگ عرض کرینگے، نہ۔ فرمائیں گے:

ان محمدًا صلی الله تعالٰی علیه وسلم خاتم النبیین وقد حضر الیوم؛ اذھبوا الی محمد د فلیشفع لکم الی ربك۔

یعنی اسی طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا۔) اور آج وہ یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ، چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے

حضور تمہاری شفاعت کریں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہ عرش جاہ، بیکس پانہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب (عہ) باوجاہت، مطلوب بلند عزت، ملجاء عاجزان، ماوٰی بیکساں، مولائے دوجہان، حضور پرنور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات واللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلی آلہٖ وصحبہٖ وعیالہٖ میں حاضر آئے، اور بہزاراں ہزار نالہائے زار ودل بیقرار وچشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں:

ایا محمد و یا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک وجئت فی ھذا الیوم
اٰمناً انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء اشفع لنا الٰی ربک ہ فلیقض
بیننا الا ترٰی الٰی مانحن فیہ الا ترٰی ماقد بلغنا

اے محمد، اے اللہ کے نبی! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا، اور آج آپ آمن ومطمئن تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ ب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے انا لھا وان اصاحبکم میں شفاعت کے لے ہوں، میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈ پھرے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف ومجد وکرم (اللہ تعالیٰ آپ پر درود وسلام، برکت وکرم وشرف اور بزرگی نازل فرمائے۔) اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔ یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے۔

(عہ: یہ لفظ اس سفیہ کے ردّ میں ہیں جو شفاعت بالوجاہت وشفاعت بالمحبۃ

کونہیں مانتا، حالانکہ حقیقۃً اسباب شفاعت یہی ہیں، اوران کے جومعنی اس نے تراشے وہ اس کی نری زبان درازیاں ہیں، پھر شفاعت بالاذن کا جو مطلب گھڑا محض باطل۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب میں بے ادبی پر مشتمل۔ جیسا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد نے تزکیۃ الایقان اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں تحقیق فرمایا۔ پھر احادیث کثیرہ گواہ ہیں کہ اس کے گھڑے ہوئے معنی ہرگز واقع نہ ہوں گے، تو اس نے اس پردے میں اصل شفاعت سے انکار کیا کہ جو مانتا ہے وہ ہوگی نہیں، اور جو ہوگی اسے مانتا نہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ میں وجودِ انسان کا منکر نہیں، مگر لوگ جسے انسان کہتے ہیں وہ معدوم ہے۔ موجود یہ ہے کہ اس کے پانچ ہاتھ ہوں اور بائیس کان ہوں، اور ستائیس ناکیں، اور پینتالیس منہ، اور پہاڑ پر چڑھ کر پیڑ پر بسیرا لیتا ہو۔ ہر عاقل جانے گا کہ یہ احمق سرے سے انسان ہی کا منکر ہے اگرچہ براہ عیاری لفظ انسان کا مقر ہے ۱۲ منہ)

مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے۔ اور اولاً حق جل وعلا کی یہ حکمتِ جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا۔ اور دفعۃً بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں۔ ابتداء یہیں آتے تو شفاعت پاتے۔ مگر اولین وآخرین وموافقین ومخالفین خلق اللہ اجمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب انجم اسی سید اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل ومنیع تمام انبیاء ومرسلین کے دست ہمت سے بلند وبالا ہے ۔پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصات محشر میں صحابہ وتابعین وائمۂ محدثین واولیائے کاملین وعلمائے عاملین سبھی موجود ہوں گے۔ پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے

ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نوبت بنوبت حضرات انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے۔ جب مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کو دیکھئے۔ وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے۔ یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار ہلاک ہوتے ہو۔ تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ہے۔ یہ سارے سامان اسی اظہار عظمت واشتہار وجاہتِ محبوب باشوکت کی خاطر ہیں۔ لیقضی اللّٰہ امرًا کان مفعولًا ، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ، اور درود وسلام نازل فرمائے اپنے محبوب پر۔ت)۔

ثانیاً سوال شفاعت پر حضرات انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور کا مبارک ارشاد ملا ، دیکھئے یہیں مقام محمود کا مزہ آتا۔ اور ابھی کالشمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم رسالت ومصابیح نبوت میں افضل واعلٰی واجلٰی واعظم واولٰی وبلند وبالا اہوی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کے حضور ہر روشنی ماند ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک وشرف ومجد وکرم (اللہ تعالٰی آپ پر درود وسلام وبرکت وکرم وشروف وبزرگی نازل فرمائے۔ت) اور انبیائے خمسہ کی وجہ تخصیص ظاہر کہ حضرت آدم اوّل انبیاء وپدرِ انبیاء ہیں ، اور مرسلین اربعہ اولوالعزم مرسل اوو سب انبیائے سابقین سے اعلی وافضل ، توان پر تفضیل والحمدللہ الملک الجلیل۔

ارشاد بست وہشتم (۲۸) : احمد وترمذی بافادہ تحسین وتصحیح اور ابن ماجہ وحاکم وابن ابی شیبہ بسند صحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمۃ کنت — جب قیام کا دن ہوگا تمام انبیاء کا

امام البنيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر۔

امام اوران کا خطیب اوران کا شفاعت والا ہوں گا اور کچھ فخر نہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)۔

(مسند احمد بن حنبل عن ابی بن کعب المکتب الاسلامی بیروت ۵ / ۱۳۷) (سنن الترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۶۳۳۵ / ۳۵۳) (سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۰) (المستدرک للحاکم کتاب الایمان دارالفکر بیروت ۱/ ۷۱) (المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۳۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶ / ۳۰۷)

ارشاد بست ونہم (۲۹): امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذا جاء عیسٰی علیه الصلوۃ والسلام فقال هٰذه الانبیاء قدجاء تك یا محمد یسألون اوقال یجتمعون الیك یدعوا الله ان یفرق بین جمیع الامم الی حیث یشاء الله لعظم ماهم فیه فالخلق ملجمون فی العرق فاما المؤمن فهو علیه كالزكمة واما الكافر فیتغشاه الموت قال قال یا عیسٰی انتظر حتی ارجع الیك

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے، اتنے میں عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام آکر عرض کرینگے کہ اے محمد! یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کردیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق کردے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں، پسینہ لگا کی مانند ہوگیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا، اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے: اے عیسٰی!

قال فذهب نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقام تحت العرش فلقی مالم یلق ملك مصطفی ولا نبی مرسل۔ الحدیث۔

آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں۔ پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملا نہ کسی نبی مرسل نے پایا۔الحدیث۔

(مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۷۸)(الترغیب والترہیب بحوالہ احمد فصل فی الشفاعۃ وغیرھا مصطفی البابی مصر ۴/ ۴۳۶)

ارشادسیم (۳۰): مسند احمد و صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت؟ فاقول محمد، فیقول بك امرت ان لا افتح لاحد من قبلك۔

میں روز قیامت در جنت پر تشریف لا کر کھلواؤں گا، داروغہ عرض کرے گا: کون ہے؟ میں فرماؤں گا: محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ عرض کرے گا: مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۲)(مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۳۶)

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا:

لا افتح لاحد قبلك ولا اقوم لاحدٍ بعدك۔

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں، نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔

(انسان العیون المعروف بالسیرۃ حلبیۃ باب حین المبعث الخ المکتبہ الاسلامیۃ بیروت ۱/۲۳۱)

اور یہ دوسری خصوصیت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے۔

ارشاد سی ویکم (۳۱): ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من یدخل الجنۃ ولا فخر۔	میں سب سے پہلے جنت میں رونق افروز ہوں گا۔اور کچھ فخر نہیں۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت الجزالاول ص ۱۳)

ارشاد سی و دوم (۳۲): صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اکثر الانبیاء تبعا وانا اول من یقرع باب الجنۃ۔	روز قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا، سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۲)

مسلم کی دوسری روایت یوں ہے:

انا اول الناس یشفع فی الجنۃ وانا اکثر الانبیاء تبعا۔	میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں، اور میرے پیرو سب انبیاء کی امتوں سے افزوں۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۲)

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی:

انا اول من یدق باب الجنۃ	میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ

فلم تسمع الا فان احسن من طنين الحلق على تلك المصاريع۔

کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جو ان کواڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہ سنی۔

(کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۳۱۸۸۶ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/ ۴۰۴)

ارشاد سی وسوم (۳۳): صحیح ابن حبان میں انھیں سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لكل نبی يوم القيامة منبر من نور وانی لعلی اطولها وانورها فيجيئ منا ينادی اين النبی الامی؟ قال فيقول الانبياء كلنا نبی امی فالی اينا ارسل فيرجع الثانية فيقول اين النبی الامی العربی قال فينزل محمد صلی الله تعالی عليه وسلم حتی ياتی باب الجنة فيقرعه (و ساق الحديث الی ان قال) فيفتح له فيدخل فيتجلی له الرب تبارك وتعالی ولا يتجلی لشيئ قبله فيخرله ساجدا۔ الحديث

قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک منبر نور کا ہوگا، اور میں سب سے زیادہ بلند ونورانی منبر پر ہوں گا، منادی آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نہ نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے، منادی واپس جائے گا، دوبارہ آکر یوں ندا کرے گا: کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے، دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے، رب عز جلالہ ان کے لئے تجلی فرمائے گا اوران سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا۔ حضور اپنے رب کے لئے سجدہ میں گریں گے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(موارد الظمان باب جامع فی البعث والشفاعۃ حدیث ۲۵۹۱ المطبعۃ السلفیہ ص ۶۴۳ و ۶۴۴)

(الرغیب والترھیب بحوالہ صحیح ابن حبان فصل فی الشفاعۃ وغیرہا مصطفی البابی مصر ۴/ ۴۴۰)

ارشاد سی وچہارم (۳۴): صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یضرب الصراط بین ظھر انی جھنم فا کون اول من یجوز من الرسل بامته۔	جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل السجود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۱)(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات رؤیۃ المومنین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰۰)

ارشاد سی وپنجم (۳۵): صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تصانیف طبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یقوم المؤمنون حتی تزلف لھم الجنة فیأتون اٰدم فیقولون یا ابانا استفتح لنا الجنة فیقول وھل اخرجکم من الجنة الا خطیئة ابیکم لست بصاحب ذٰلك ولکن اذھبوا الی بنی ابراھیم خلیل الله قال فیقول ابراھیم لست	یعنی جب مسلمانوں کا حساب کتاب اوران کا فیصلہ ہو چکے گا، جنت ان سے نزدیک کی جائیگی۔ مسلمان آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ، سے عرض کر کے ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے۔ آدم علیہ السلام عذر کرینگے اور فرمائیں گے میں اس کام کا

بصاحب ذٰلك انام كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا الى موسٰى الذى كلمه الله تكليما قال فيأتون موسٰى فيقول لست بصاحب ذٰلك اذهبوا الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسٰى لست بصاحب ذٰلك فيأتون محمدا فيقوم فيؤذن له الحديث ، هذا حديث مسلم

اـ وعند الباقين اذا جمع الله الاولين والأخرين وقضٰى بينهم وفرغ من القضاء يقول المؤمنون قد قضٰى بيننا ربنا وفرغ من القضاء يقول المومنون فمن يشفع لنا الى ربنا فيقولون قد قجى ربنا وفرغ من القضاء قم انت فاشفع لنا الى ربنا ائتوانوحا (وساق الحديث الى ان قال) فياعيسٰى فيقول ادلكم على العربى الاُمّى فيأتونى فيأذن الله

نہیں تم نوح کے پاس جاؤ۔ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس بھیجیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم موسیٰؑ کلیم اللہ کے پاس جاؤ۔ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تمہیں عرب والے نبی امی کی طرف راہ بتاتا ہوں۔ لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے، اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا، میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہوگی، یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا، وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک نور کر دے گا۔

لی ان اقوم الیه فیثور مجلسی
من اطیب ریح شمّها احد قط
حتی اُتی ربی فیشفنی ویجعل لی
نور امن شعرر أسی الی ظفر
قدمی۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۲)(ا۔الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمقام المحمود مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/ ۲۲۲)(الدر المنثور بحوالہ الطبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ تحت الآیۃ ۱۴/ ۲۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۷)(کنزالعمال بحوالہ الطبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ حدیث ۲۹۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۲۶و۲۷)

ارشادسی وششم (۳۶): طبرانی معجم اوسط میں بسند حُسن اوردارقطنی وابن النجار امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجنۃ حرِمت علی الانبیاء حتی ادخلها وحرمت علی الامم حتی تدخلها امتی۔	جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں، اورامتوں پر حرام ہے جب تک میری امت نہ داخل ہو۔

(المعجم الاوسط حدیث ۹۴۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۱/ ۵۱۳و۵۱۲)

اسی طرح طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔

ارشادسی وہفتم (۳۷): اسحق بن راہویہ اپنی منداوزابن ابی شیبۃ مصنف میں امام مکحول تابعی سے راوی، امیر المومنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا:

قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی، میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا۔ امیر المومنین نے اس کے طمانچہ مارا۔ یہودی نے بارگاہ رسالت میں نالشی آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اس کو تھپڑ مارا ہے راضی کرلو، اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

بل یا یہودی ادم مصفی اللہ ابراھیم خلیل اللہ وموسٰی نجی اللہ وعیسٰی روح اللہ وانا حبیب اللہ بل یا یہودی تسمّی اللہ باسمین سمی بھا امتی ھو السلام وسمی بھا امتی المسلمین وھو المؤمن وسمی بھا امتی المؤمنین بل یا یہودی ان الجنۃ محرمۃ علی الانبیاء حتی ادخلھا وھی محرمۃ علی الامم حتی تدخلھا امتی۔

بلکہ او یہودی ! آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسٰی روح اللہ ہیں، اور میں حبیب اللہ ہوں۔ بلکہ او یہودی! اللہ تعالٰی نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے۔ اللہ تعالٰی سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا، اللہ تعالٰی مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا۔ بلکہ او یہودی! بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں۔ اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔

(المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۷۹۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۳۳۱و۳۳۲)

ارشاد سی وہشتم (۳۸): احمد، مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے

ہیں:

سلوا الله تعالٰی لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة لاتبع الا لعبد من عباد الله وارجوا ان اکون انا هو، فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة۔	اللہ تعالٰی سے میرے لئے وسیلہ مانگو، وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایانِ شان نہیں، میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں ،تو جو میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الصلٰوۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۶)(سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۴ دارالفکر بیروت ۵/ ۳۵۳و ۳۵۴)(سنن ابی داود کتاب الصلٰوۃ باب مایقول اذا سمع المؤذن آفتاب عالم پریس لاہور ۱ /۷۷)(سنن النسائی کتاب الاذان باب الصلٰوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۱۰)(مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو بن عاص المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۱۶۸)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث مختصر میں ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا:

اعلٰی درجة فی الجنة لا ینالها الا واحد ارجوا ان اکون هو۔	بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد۔ امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث ۳۶۳۲ دارالفکر بیروت ۵ / ۳۵۳)

علماء فرماتے ہیں خدا ورسول جس بات کو بکلمہ امید وترجّی بیان فرمائیں وہ یقینی الوقوع ہے۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا: کلامِ اولیاء میں بھی رجاء تحقیق ہی کے لیے ہے۔

ذکرہ الزرقانی عن صاحب النور بعض شیوخه فی اقسام شفاعة صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

زرقانی نے صاحب نور سے انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کی اقسام کے بارے میں ذکر کیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ تفضیلہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشفاعۃ الخ دارالمعرفہ بیروت ۸/۳۸۰)

ارشادسی ونہم (۳۹): عثمان بن سعید دارمی کتاب الرد علی الجہمیۃ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله رفعنی یوم القیامة فی اعلیٰ غرفة من جنات النعیم لیس فوقی الاحملة العرش۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے روز قیامت جنۃ النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفوں میں بلند فرمائے گا کہ مجھ سے اوپر بس خدا کا عرش ہوگا۔ والحمد اللہ رب العالمین۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ کتاب الرد علی الجہمیۃ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکوثر الخ مرکز اہلسنت ۲/۲۲۶) (فتاویٰ رضویہ شریف ص ۲۱۸۔ ۲۳۲ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حدیث ۱ و ۲: امام احمد بسندِ صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

خُیِّرت بین الشفاعة وبین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی ترونها للمتقین لا

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدمی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی

ولکنھا للمذنبین الخطائین المتلوثین۔

ہے، کیا تم یہ سمجھ لیے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطا کار ہیں۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹) (مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۷۵)

اللّٰھم صل وسلم وبارك علیه والحمد اللّٰه رب الغلمین۔

اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

حدیث ۳: ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی للھالکین من اُمتی۔

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

(الکامل لابن عدی ترجمہ عمرو بن الحرم دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۰۱) (کنز العمال حدیث ۳۹۰۷۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/ ۴۰۱)

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک۔

حدیث ۴:۸: حضرت ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان و حاکم و بیہقی بافادہ صحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، و حاکم حضرت جابر بن

عبداللہ اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیبِ بغدادی حضرت عبداللہ ابن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیمة لاھل الکبائر من امّتی۔ میری شفاعت میری امت میں ان کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

(ا۔ سُنن ابنِ ماجہ ابواب الزہد باب ذکر الشفاعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۹)(سُنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۹۶)(جامع الترمذی ابواب صفۃ القیمۃ باب ماجاء فی الشفاعۃ امین کمپنی دہلی ۲ /۶۶)(المستدرک للحاکم کتاب الایمان شفاعتی لاہل الکبائر من امتی دارالفکر بیروت ۱ /۶۹)(السنن الکبرٰی کتاب الجنایات ۸ /۱۷ و کتاب الشہادات دارصادر بیروت ۱۰ /۱۹۰)(المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۵۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱ /۱۸۹)(موارد الظمآن الٰی زوائد ابن حبان حدیث ۲۵۹۶ المطبعۃ السّلفیہ ص ۶۴۵)(کنز العمال حدیث ۳۹۰۵۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴ /۳۹۸)

صلی الله علیك وسلم، والحمد للہ رب العلمین۔ اللہ تعالٰی آپ پر درود وسلام نازل فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا رپروردگار ہے۔

حدیث ۹: ابوبکر احمد بن بغدادی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: شفاعتی لاھل الذنوب من امتی۔ میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لیے ہے۔ ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: وان زنٰی وان سرق اگرچہ زانی ہو، اگرچہ چور ہو) فرمایا:

وان زنٰی وان سرق علی رغم انفِ ابی الدرداء۔ — اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو برخلاف خواہش ابودرداء کے

(تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن ابراہیم الغازی ابن البصری دارالکتاب العربی بیروت ۱/۴۱۶)

حدیث ۱۰ و ۱۱: طبرانی وبیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اشفع یوم القیمٰة لاکثرمما علی وجه الارض من شجر وحجر ومدر۔ — یعنی رُوئے زمین پر جتنے پیڑ، پتھر، ڈھیلے ہیں میں قیامت یں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا۔

(ا۔ مسند احمد بن حنبل عن بریدہ الاسلمی المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۴۷) (المعجم الاوسط حدیث ۵۳۵۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/۱۷۲) (کنزالعمال حدیث ۳۹۰۶۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/۳۹۹)

حدیث ۱۲: بخاری، مسلم، حاکم، بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، واللفظ لھٰذین (اور لفظ حاکم وبیہقی کے ہیں۔) حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لمن شھد ان لا اله الا الله مخلصًا یصدق قلبه لسانه۔ — میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

(المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب شفاعتی لمن یشھد الخ دارالفکر بیروت ۱/۷۰) (مسند احمد بن حنبل عن ابی موسی الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/۴۰۴ و ۴۱۵) (کنزالعمال حدیث ۳۹۰۷۹ و

۳۹۰۸۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰ / ۳۶۸ و ۳۶۹) (مجمع الزوائد کتاب البعث باب ماجاء فی الشفاعۃ دارالکتاب بیروت ۱۰ / ۳۶۸ و ۳۶۹)

حدیث ۱۳ : احمد، طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انها اوسع لهم وهی لمن مات ولا يشرك بالله شيئا ۔

شفاعت میں امت کے لیے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حدیث ۱۴ : طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اٰتی جهنم فاضرب بابها فيفتح لی فادخلها فاحمد الله محامد ما حمده احد قبلی مثلها ولا يحمد احد بعدی ثم اخرج منها من قال لا اله الا الله ۔ ملخصًا ۔

میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریف کروں گا، ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کیں نہ میرے بعد کوئی کرے، پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا۔

(المعجم الاوسط حدیث ۳۸۵۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۴ / ۵۰۳)

حدیث ۱۵ : حاکم بافادہ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يوضع للانبياء منابر من ذهب فيجلسون عليها ويبقى

انبیا کے لیے سونے کے منبر بچھائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے، اور میرا

منبری لا اجلس علیه او لا اقعد علیه قائما بین یدی ربی مخافة ان یبعث بی الی الجنةِ ویبقی اُمّتی بعدی فاقول یارب امتی امتی فیقول الله عزوجل یا محمد ما ترید ان اصنع بامتك فاقول یا رب عجل حسابهم فما ازال اشفع حتی اعطی صکاکاً برجال قد بعث بهم الی النار حتی اَنّ مالکًا خازن النار فیقول یا محمد ما ترکت لغضب ربك فی امتك من نقمة۔

منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سر وقد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے پھر عرض کروں گا اے رب میرے! میری امت، میری امت، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد، تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرمادے، پس میں شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چھٹیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ عرض کرے گا اے محمد! آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

(المستدرک للحاکم کتاب الایمان باب الانبیاء منابر من ذہب دارالفکر بیروت ۱/۶۵و۶۶)(المعجم الاوسط حدیث ۲۹۵۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/۴۴۶و۴۴۷)(الترغیب والترہیب کتاب البعث فصل فی الشفاعۃ مصطفٰی البابی مصر ۴/۴۴۶)

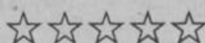
اللھم صلی وبارك علیه — اے اللہ! درود و برکت نازل فرما

والحمد للہ رب العلمین۔

ان پر، اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

(ت)

(فتاوٰی رضویہ شریف ص ۵۷۹۔۵۷۷ ج ۲۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ
مسافروں کے غم خوار

اعرابی کی مدد

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک دن صبح کے وقت ہم اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) کی کسی گلی میں ایک جگہ جمع تھے کہ ایک اعرابی کو دیکھا جو اپنے اونٹ کی نکیل تھامے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر رُکا۔ ہم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اِردگرد موجود تھے۔ اس نے اس طرح سلام عرض کیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ" حضور نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: "صبح صبح کیسے آنا ہوا؟"

اسی اثناء میں اُونٹ بَلْبلایا اور ایک دوسرے شخص نے جو کہ محافظ تھا آگے بڑھ کر عرض کی: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس اعرابی نے یہ اونٹ چرایا ہے۔" اونٹ نے دوبارہ بَلْبلاتے ہوئے غم سے آواز نکالی تو رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فریاد سننے کے لئے خاموشی اختیار فرمائی اور اسکا غم اور فریاد سُنی۔ جب اُونٹ اپنی فریاد سنا چکا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے محافظ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "اس سے باز رہ، اس لئے کہ اونٹ نے تیرے خلاف گواہی دی ہے کہ تُو جھوٹا ہے۔" جب محافظ واپس چلا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کی طرف متوجہ ہو کر استفسار

فرمایا: "جب تم میرے پاس آئے تھے تو کیا پڑھا تھا؟" اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علی وآلہ وسلم پر قربان! میں نے یہ پڑھا تھا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَاتَبْقٰی صَلٰوۃٌ

یعنی: اے اللہ عزوجل! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلمپ راتنا درود بھیج کہ کوئی درود باقی نہ رہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَاتَبْقٰی بَرَ کَۃٌ

یعنی: اے اللہ عزوجل! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی برکتوں کا نزول فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے۔

اَللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی سَلَامٌ

یعنی: اے اللہ عزوجل! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی سلامتی فرما کہ کوئی سلامتی باقی نہ رہے۔

اَللّٰھُمَّ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا تَبْقٰی رَحْمَۃٌ

یعنی: اے اللہ عزوجل! حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتوں کا اتنا نزول فرما کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔ (یہاں باقی نہ رہنے سے مراد رحمت برکت اور سلامتی کی کثرت ہے۔)

تو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے اس کا معاملہ مجھ پر ظاہر فرمادیا، اونٹ کے بولنے نے اس (اعرابی) کو الزام سے بری کردیا اور فرشتوں نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۸۸۷، ج۵، ص ۱۴۱ "سکن "بہلہ" ھداً")

مسلمان میت کے غمگسار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک آدمی فوت ہو گیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس لے کر حاضر ہوئے کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی: "اس کا جنازہ پڑھایے۔" پس آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ایک قدم چلے پھر دریافت فرمایا: "کیا اس پر قرض ہے؟" ہم نے عرض کی: "اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔" تو آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم واپس چلے گئے، حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی تو ہم دوبارہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "2 دینار میرے ذمہ ہیں۔" تو شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "تحقیق قرض خواہ کا حق پورا کر دیا گیا ہے اور اب میت اس سے بری ہے۔" حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "جی ہاں۔" آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر اس کے بعد ایک دن استفسار فرمایا: "ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔" میں نے عرض کی: "وہ شخص تو کل فوت ہو گیا۔" آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "آنے والے کل اسے (یعنی قرض خواہ کو) لوٹا دینا۔" حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "میں نے وہ ادا کر دیے ہیں۔" تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "اب اس کا جسم عذاب سے بری ہو گیا ہے۔"

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۵۴۳، ج۵، ص ۸۳)

ال رہے کہ قیامت میں بھی ایک وقت تو وہ ہوگا جب سارا جہاں حضور کو

ڈھونڈے گا پھر وقت وہ آئے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گناہ گار کو ڈھونڈیں گے

عزیز بچّے کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا
وہ لیں گے چھانٹ اپنے نام لیواؤں کو محشر میں
غضب کی بھیڑ میں، ان کی میں اس پہچان کے صدقے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوال غالباً پہلے وقت کے متعلق ہے کبھی ایسا بھی ہوگا کہ گنہگار حضور کو اور غمخوار محبوب اپنے گناہ گار کو تلاش کریں گے دوطرفہ تلاش ہوگی حضور پُل صراط کے کنارے کھڑے ہوں گے تاکہ گرتوں کو سہارا دیں۔ حضور میزان پر اپنی امت کے اعمال کا وزن اپنے اہتمام سے کروائیں گے کہ اگر کسی امتی کی نیکیاں ہلکی ہوں اور وہ دوزخ میں لے جایا جانے لگے تو اپنا کوئی عمل اپنا قدم رکھ کر، شفاعت فرما کر اسکی نیکیاں وزنی کردیں گے دوزخ سے بچالیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا قیامت کے دن (میری) شفاعت فرمادیں فرمایا میں شفاعت کروں گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہاں تلاش کروں (۲) فرمایا تم مجھے پہلے تو تلاش کرنا پُل صراط پر عرض کیا اگر پُل صراط پر نہ پاؤں فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس ڈھونڈنا (۳) میں نے عرض کیا اگر میں حضور کو میزان کے پاس نہ پاؤں (۴) فرمایا پھر مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا (۵) کیونکہ میں ان تین جگہوں کے علاوہ نہیں ہوں گا۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعۃ، الفصل الثانی، الحدیث ۵۵۹۵، ج۲، ص۳۲۶)

امت کی خواری

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کریگا اللہ عزوجل اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کریگا اللہ عزوجل اسے جنت کے جوڑوں میں سے ایسے دو جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت پوری دنیا بھی نہیں ہوسکتی۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۹۲۹۲، ج۶، ص۴۲۹)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری

ذرا دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر سنئے! اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم گنہگاروں کے ایمان کی سلامتی کی کتنی فکر ہے، چُنانچہ روح البیان جلد 10 صفحہ 315 میں ہے: ایکبار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں شیطان مکّار روپ بدل کر ہاتھ میں پانی کی بوتل لئے حاضر ہوا اور عرض کی: میں لوگوں کو نَزع کے وَقت یہ بوتل ایمان کے بدلے فروخت کیا کرتا ہوں۔ یہ سن کر آقائے نامدار، شفیعِ روزِ شمار، اُمّت کے غمخوار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اتنا روئے کہ اہلبیت اطہار بھی رونے لگے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے وحی بھیجی، اے میرے محبوب! آپ غم مت کیجئے! میں بحالتِ نزع اپنے بندوں کو شیطان کے مکر سے بچاتا ہوں۔ (روح البیان ج۱۰ ص۳۱۵ کوئٹہ)

ہر امّتی کی فکر میں آقا ہیں مُضطَرِب
غمخوار والدین سے بڑھ کر حضور ہیں

سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم رنجیدہ ہوگئے

"تفسیرِ عزیزی" میں ہے کہ جب ہمارے میٹھے میٹھے آقا مکّی مدَنی مصطفٰے

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السَّلام کی اُمّتوں کی طویل عُمروں اور اپنی اُمّت کی قلیل عُمروں کوملاحظہ فرمایا توغمخوارِ اُمّت ،تاجدارِ رِسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کا مبارک دِل شَفقت سے بھر آیا اور سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم رَنجیدہ ہو گئے کہ میرے اُمّتی اگر خوب خوب نیکیاں کریں جب بھی اُن کی برابری نہیں کر سکیں گے۔ چُنانچہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت جوش پر آئی اور اُس نے اپنے پیارے حَبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلَّم کو لَیْلَۃُ الْقَدْر عطا فرمائی۔

(تفسیرِ عزیزی ج ۴ ص ۴۳۴)

ہرنی کی غمگساری

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رحمتِ کونین ،ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ لیہ وآلہ وسلَّم صحراء میں تھے کہ کسی نے پکارا: "یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم !" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم متوجہ ہوئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر توجہ فرمائی تو ایک ہرنی کو جال میں بندھا ہوا پایا اس نے عرض کی، "یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم !میرے قریب تشریف لائیے۔" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے قریب ہو گئے اور دریافت فرمایا: "تجھے کیا حاجت ہے؟" اس نے عرض کی: "اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے آزاد فرما دیں تا کہ میں انہیں دودھ پلا کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لوٹ آؤں۔" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: "کیا تم ایسا ہی کرو گی؟" اس نے عرض کی: "اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ عزوجل ----" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے آزاد کر دیا، وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر لوٹ آئی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دوبارہ باندھ دیا،

اعرابی یہ دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور عرض گزار ہوا: "یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کوئی حاجت ہے؟" آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "ہاں! اسے آزاد کر دو" تو اس نے ہرنی کو آزاد کر دیا اور وہ دوڑ کر جاتے ہوئے پڑھ رہی تھی: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔" (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۳، ج ۲۳، ص ۳۳۱)



رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ

دنیا جہان کے لیے رحمت

قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (پ ۱۷، الانبیآء: ۱۰۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

مفسر شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیۂ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: کوئی ہو، جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا۔ مؤمن کے لئے تو آپ دُنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دُنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیرِ عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اُٹھا دیئے گئے۔ تفسیرِ رُوح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیعِ مقیدات رحمتِ غیبیہ وشہادتِ علمیہ وعینیہ ووجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالمِ ارواح ہوں یا عالمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت،

پروانہ شمعِ رسالت، مُجدِّدِ دین وملّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ میں سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء وملائکہ سب داخل ہیں۔ تولاجرم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان سب پر رحمت ونعمت رب الارباب ہوئے، اوروہ سب حضور کی سرکار عالی مدار سے بہرہ مند وفیضیاب۔ اسی لئے اولیائے کاملین وعلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض وسماء میں اولٰی وآخرت میں دین ودنیا میں روح وجسم میں چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ میں جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کما بیّنّاہ بتوفیق اللہ تعالٰی فی رسالتنا سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی۔ (جیسا کہ ہم نے اس کو اللہ تعالٰی کی توفیق سے اپنے رسالہ "سلطنت المصطفی فی ملکوت الورٰی"، میں بیان کیا ہے۔ت)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس آیہ کریمہ کے تحت لکھا:

لما کان رحمۃ للعالمین لزم ان یکون افضل من کل العٰلمین۔	جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۵)

قلت وادعاء التخصیص خروج عن الظاھر بلادلیل	میں کہتا ہوں تخصیص کا دعوٰی کرنا ظاہر سے بلادلیل خروج ہے اوروہ کسی

وھو لا یجوز عند عاقل فضلا عن فاضل واللہ الھادی.

عاقل کے نزدیک جائز نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل کے نزدیک ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا ہے۔

جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اہل کفر و اہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان ۔

راست خواہی ہزار چشم چناں
کور بہر کہ آفتاب سیاہ

(اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا سیاہ ہونا ۔) (فتاوٰی رضویہ شریف رضا فاؤنڈیشن لاہور)



رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ

عاشقوں کی راحت مشتاقوں کی مراد

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشق زار حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ اڑا ہوا دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وجہ پوچھی۔تو دردمند عاشق نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد۔بات یہ ہے کہ رخ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہوجاتا ہے فوراً زیارت سے اسکو تسلی دیتا ہوں۔اب رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستارہا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام بلند کہاں ہوگا اور یہ مسکین کس گوشہ میں پڑا ہوگا۔اگر روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لئے جنت کی ساری لذتیں ختم ہوجائیں گی،فراق وہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو اس دل ناتواں سے براداشت نہ ہوسکے گا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ ماجرا سنکر خاموش ہوگئے یہاں تک کہ جبرئیل امین علیہ السلام یہ مژدہ لے کر تشریف لائے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا O

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔(پ4،النساء:69)

(الجامع لاحکام القرآن، الحدیث ۲۳۰۹، ج۵، ص۲۶۱)

اطاعت گزار عشاق کو جنت میں جدائی کا صدمہ نہیں پہنچے گا بلکہ ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی معیت و رویت میسر ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ عشق مصطفوی میں صرف حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی حال تھا۔

خدا کے نزدیک گراں قدر

ایک بدوی صحابی زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بظاہر حسین نہ تھے، جنگل کے پھل سبزی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ لایا کرتے تھے۔ جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے رخصت ہوتے تو آپ شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو ان سے محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا روستائی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔

ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بازار کی طرف نکلے تو دیکھا کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی متاع بیچ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے پیٹھ کی طرف جا کر ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور ان کو گود میں لے لیا وہ بولے کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم تھے۔ اپنی پیٹھ (بقصد برکت) اور بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے سینے سے لپٹانے لگے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو ایسے غلام کو خریدے وہ بولے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اگر آپ بیچتے ہیں تو مجھے کم قیمت پائیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: " تو خدا کے نزدیک گراں قدر ہے۔ " (جامع الترمذی، شمائل محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم، باب ماجاء فی صفۃ مزاح...الخ، الحدیث ۲۳۸، ج۵، ص۵۴۵)

غلامی کو آزادی پر ترجیح

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ نھیال جارہے تھے بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لاکر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ تعالی عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ تعالی عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ "میں زید کی جدائی میں رورہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اسکا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خداعز وجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں ساری دنیا میں میری انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہوگئی میں اس کیتلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتاجائیں تو اکتاجائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزاردوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کردینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے

بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل واولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈ تے رہیں''۔

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے انکی یاد و فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ "میں یہاں مکہ میں ہوں''۔ ان لوگوں نے جا کر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتا بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتا چلایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمھارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کر دو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں

اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی ہیں۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی طرف اشارہ کرکے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، زید بن حارثہ، ج ۲، ص ۴۹۵)

حضرت زید اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں بھی سارے گھر کو، عزیز و اقارب کو غلامی پر قربان کردینا جس عظیم و جلیل محبت کا پتا دیتا ہے وہ ظاہر ہے۔

حبیب کی طرف لے آؤ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہداء کے درمیان دفن کردیں اور بعض کہتے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ میں نے کہا میں تو انہیں اپنے حجرے میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے پاس دفن کروں گی۔ ابھی ہم اس اختلاف میں

تھے کہ مجھ پر نیند غالب آگئی میں نے کسی کو یہ کہتے سنا کہ محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو پتا چلا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا تھا یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوش ہوش سے سُنا۔

وفات سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت (جنازہ) کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے روضہ انور کے پاس لاکر رکھ دینا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر عرض کرنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھے اندر لے جانا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا تو ابھی وہ کلمات پایہ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ پردہ اٹھ گیا۔ اور آواز آئی کہ: "حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ"۔ (شواہد النبوۃ، رکن سادس، ص ۲۰۰)

جائے غور ہے کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو زندہ نہ جانتے تو ہرگز ایسی وصیت نہ فرماتے کہ روضۂ اقدس کے سامنے میرا جنازہ رکھ کر اجازت طلب کی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے عملی جامہ پہنایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بعد وصال بھی قبر انور میں زندہ اور صاحب اختیار و تصرف ہیں۔ الحمد للہ عزوجل

جنت میں آپ کا ساتھ

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہٖ وسلم کے وضو کیلئے پانی لایا کرتا تھا اور دیگر خدمت بھی بجالایا کرتا تھا ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سَل (مانگو) میں نے عرض کیا: اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ؟ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو وہی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا تو کثرت سجدہ سے میری مدد کر۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل السجود، الحدیث ۴۸۹، ص ۲۵۲)

مطلب یہ ہے کہ خود بھی اس مقام بلند کی شان پیدا کرو، میری عطا کے ناز پر کثرت عبادت سے غافل نہ ہو جاؤ۔

اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت ہے:

واز اطلاق سوال کہ فرمودہ سل بخواہ و تخصیص نہ کرد و بمطلوبی خاص معلوم می شود کہ کارہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہرچہ خواہد وہرکرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: کہ مانگو! اس میں کسی خاص مطلب کی تخصیص نہیں کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے دست عزت وقوت میں ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جو چاہیں جسے چاہیں اپنے پروردگار عزوجل کے اذن سے عطا فرمائیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلاۃ، باب السجود وفضلہ، ج ۱، ص ۴۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی محبت

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرمانہ تھے۔ میں نے خادم سے دریافت کیااس نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہیں میں وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی آدمی آپ کے پاس نہ تھا۔ مجھے اس وقت یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وحی کی حالت میں ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کیا چیز یہاں لائی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جا، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گیا، نہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کچھ پوچھتا اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے کچھ فرماتے۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: تجھے کیا چیز یہاں لائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقابل بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انھوں نے بھی ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ویسا ہی فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے سات یا نو کے قریب سنگریزے لئے۔ ان سنگریزوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے مبارک ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ہاتھ میں شہد کی مکھی کے مانند آواز سنائی دی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا اور وہ چپ ہو گئے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے وہ سنگریزے مجھے چھوڑ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان سنگریزوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی طرح ان سے آواز سُنی، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے وہ کنکر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے اور ویسے ہی سنگریزے بن گئے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انھوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سُنی پھر آپ نے زمین پر رکھ دیئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انھوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سُنی ۔ پھر ان کو زمین پر رکھ دیا گیا وہ چپ ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

(الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاتہ فی انواع الجمادات، باب تسبیح الحصیٰ، ج ۲، ص ۱۲۴)

فدائی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

جب مدینہ طیبہ کے اندر اسلام سے وابستہ ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی

قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے تو اہل مدینہ نے اپنے ہادی و آقا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو اپنے وطن مدینہ مقدسہ تشریف لانے کی دعوت دی اسکے بعد انصار کے لوگ بڑی بے چینی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے انتظار کی گھڑیاں گننے لگے۔ اس وقت انکے شوق دیدار کا عالمکیا تھا اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جس لمحہ یہ بشارت ملی کہ اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مدینہ کے قریب آچکے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے عشاق ومحبین استقبال کے لئے "ثنیۃ الوداع" تک پہنچ گئے کہ کب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی طلعت زیبا سے انکی معراج ہونی والی ہے اور جس وقت ان حضرات نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا مرحبا کی صداؤں سے پوری فضاء گونج اٹھی، ان استقبال کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدائی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بھی تھے یہ تو فورِ مسرت سے بے قابو ہورہے تھے۔ یہی وہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ایک اشارے پر اسلام کے ایک بہت بڑے دشمن ابورافع سلام بن ابوالحقیق کو اس کے قلعے کے اندر گھس کر قتل کیا تھا۔

واقعہ کی تھوڑی تفصیل یوں ہے۔ سلام بن ابوالحقیق اللہ اور اس کے رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم کا سخت دشمن تھا۔ اس نے بنونضیر کے یہودیوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے قتل پر برانگیختہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے سامنے جب یہ صورت حال لائی گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے اس دشمن دین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت منتخب کی ان میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اس دستہ کی قیادت حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی گئی۔ یہ دستہ اس مہم

کے لئے روانہ ہوا۔ رات میں چلتا اور دن میں کمین گاہوں میں چھپا رہتا۔ تا آنکہ یہ دستہ سلام بن ابوالحقیق کے قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ رات کا وقت تھا، قلعہ کے سب لوگ سو گئے، سلام بن ابوالحقیق قلعہ کے ایک بالا خانہ پر سو رہا تھا۔ نصف شب میں یہ لوگ آہستہ آہستہ اس تک پہنچنے کے لیے چل پڑے، جب اسکے کمرے تک پہنچے اس کی بیوی جاگ گئی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اس کو ہراساں کرنے کے لئے اس پر تلوار اٹھائی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی وصیت تھی کہ ابو رافع سلام کے علاوہ کسی کو یہ قتل نہ کریں۔ وہ عورت خاموش ہو گئی اور تھر تھراتے ہوئے اپنی جگہ دبک گئی۔

دوسرے فدائی آگے بڑھے سخت تاریکی تھی ابو رافع کی صحیح جگہ کا پتا نہ چلتا تھا۔ فدائیوں کی تلواریں چلنے لگیں لیکن اسکو کوئی خاص گہرا زخم نہ لگ سکا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے ان کے سامنے ابو رافع تھا جو کہ چیخ و پکار کر رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار سے اس بدترین دشمن کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ جب ابو رافع کی ہلاکت کا یقین ہو چکا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ جماعت مسرت و شادمانی کے ساتھ مدینہ مقدسہ کے لئے روانہ ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے تا کہ اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو اس دشمن کی ہلاکت کی بشارت سنائیں۔ یہ قافلہ مسجد نبوی شریف علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ان کو اس عالم میں دیکھا کہ انکے چہرے آثار خوشی سے دمک رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے کہا: "اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہ" یہ چہرے کامیاب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے

والے یہ کلمات کتنے عظیم ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس جماعت نے بھی بلا کسی تاخیر کہا: "اَفْلَحَ وَجْهُكَ يَارَسُوْلَ الله" آپ کا چہرہ مبارک کامیاب ہے ہاں ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے ہی یہ کامرانی ہے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی ہدایت ورہنمائی نہ ہوتی تو ہم کامیاب نہ ہوتے۔

لوگ اس کامیابی سے پلٹنے والے قافلہ سے سلام بن ابو الحقیق کے قتل کی کیفیت دریافت کرنے کے لئے ان کے گرد جمع ہو گئے سارے ہی مجاہدین کہہ رہے تھے میری تلوار نے ابورافع کا کام تمام کیا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم تبسم فرمارہے ہیں کہ اس شرف عظیم کو ہر شخص اپنے ہی حصے میں لینا چاہتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر فرمایا: ہر شخص اپنی تلوار میرے سامنے پیش کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے سب کی تلواروں کا جائزہ لیا اور انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عبداللہ بن انیس کی تلوار نے اس کا کام تمام کیا ہے، اس میں اس کا اثر اَب بھی ہے۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، مقتل سلام بن ابی الحقیق، ج ۴، ص ۲۳۵)

تلوؤں سے چمٹا لیا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کافروں اور انکے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ جو ہم پر چڑھائی کرنے آئے تھے اور حملہ کے لئے تیار تھے، اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل وعیال کو بالکل ختم نہ کر دیں ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلے میں پڑے ہوئے تھے منافقوں کی جماعت گھر کے تنہا اور خالی ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لیکر اپنے گھروں کو واپس جارہی تھی اور حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرمادیتے تھے۔

اور اس دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد۔ اندھیرا اس قدر زیادہ کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کیطرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ایک ایک کا حال دریافت فرمارہے تھے، اور اس اندھیرے میں ہر طرف تحقیقات فرمارہے تھے اتنے میں میرے پاس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا گزر ہوا میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا، صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں اہلیہ کی تھی، اس کو اوڑھے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا حذیفہ، مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو، اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا، کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ اور خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا مگر تعمیل ارشاد میں اٹھ کر فوراً چل دیا جب میں جانے لگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے دعا دی اَللّٰھُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ اللہ تو اس کی حفاظت فرما سامنے سے اور پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے اور نیچے سے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ گویا مجھ سے خوف سردی بالکل جاتی رہی اور

ہر ہر قدم پر معلوم ہو رہا تھا کہ گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی حرکت نہ کرنا چپ چاپ دیکھ کر چلے آؤ کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا آگ جل رہی ہے اور لوگ اس میں سینک رہے ہیں ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چل دو، واپس چل دو کی صدائیں آرہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دیکر یہ کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرفسے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے تھے خیموں کی رسیاں ٹوٹتی جاتی تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے ابوسفیان جو گویا اس وقت ساری جماعتوں کا سردار بن رہا تھا آگ پر سینک رہا تھا میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کا کام تمام کر ڈالوں ترکش سے تیر نکال کر کمان میں رکھ بھی دیا مگر پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کرنا دیکھ کر چلے آنا اس لئے میں نے تیر ترکش میں رکھا اسکو شبہ ہو گیا کہنے لگا تم میں کوئی جاسوس ہے، ہر شخص نے اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑا میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون؟ اس نے کہا تو مجھے نہیں جانتا فلاں ہوں۔ میں وہاں سے واپس آیا جب آدھے راستے پر تھا تو تقریباً بیس سوار مجھے عمامہ باندھے ہوئے ملے انہوں نے کہا کہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے کہہ دینا کہ اللہ عزوجل نے دشمنوں کا انتظام کر دیا بے فکر رہیں۔

میں واپس پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ایک چھوٹی سے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نماز کی طرف توجہ فرماتے نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا عرض کیا۔ جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے قریب لٹا دیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصہ مجھ پر ڈال دیا میں نے اپنے سینے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوؤں سے چمٹا لیا۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب پنجم از ہجرت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۱۷۳ بتصرف۔ دلائل النبوۃ (مترجم)، لاامام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، باب غزوۂ خندق کے معجزات ص ۴۴۷، بتصرف)

زیارت کے لئے بیقرار

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے بھی، اس خیال سے کہ ان کو کافروں سے اذیت نہ پہنچے، اخفا کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کی درخواست کی اور چاہا کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ اسلام کی جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نیاول انکار فرمایا مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیکر مسجد حرم شریف میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ شروع کیا، یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں عام طور پر ان کی عظمت و شرافت مسلم تھی، اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب

لہولہان ہو گئے۔ پہچانے نہ جاتے تھے، جوتوں سے مارا پاؤں میں روندا جو نہ کرنا تھا سب کچھ ہی کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے، بنوتیم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہاں سے اٹھا کر لائے۔

سب کو یقین ہو چلا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے بنوتیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اگر حادثہ میں وفات ہوگئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے عتبہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے ہوشی رہی باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلے الفاظ یہ تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں کی طرف سے اس پر بہت ملامت ہوئی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہی کا جذبہ اور ان ہی کے لیے۔

لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے، بددلی بھی تھی، اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کیلئے کسی چیز کا انتظام کردیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم پر کیا گزری؟ انکی والدہ نے کہا کہ مجھے تو خبر نہیں کیا حال ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ام جمیل (حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا حال

ہے؟ وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست پوری کرنے کیلئے ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) اور کون ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اسکی حالت دیکھوں ام خیر نے قبول کر لیا ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کئے کی سزا دے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سُن رہی ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو۔ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا عزوجل کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیؤں گا جب تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نہ کر لوں۔ ان کی والدہ کو تو بیقراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نہ کر لوں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں

ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے لپٹ گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بھی لپٹ کر روئے۔ اور مسلمان بھی رونے لگے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی یہ میری والدہ ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمادیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نیان کو اسلام کی ترغیب دی وہ بھی اس وقت مسلمان ہوگئیں۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۳۰)

جوشِ اظہارِ غلبہ حق

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں، جن کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلیل القدر زاہدوں اور عظیم علماء میں ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے علم کے حامل ہیں جن سے لوگ عاجز ہیں مگر انھوں نے اسے محفوظ رکھا ہے۔ جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کے لئے مکہ بھیجا کہ جو شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اسکے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں۔

وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ خیال کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے اور نہ کاہنوں کی خبریں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی، تو خود سامان سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا، شام تک اسی حال میں رہے۔ شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ

ایک پردیسی مسافر ہے، مسافروں، غریبوں، پردیسیوں کی خبر گیری اور ان کی ضرورت کا پورا کرنا ان حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وطبیعت تھی، اس لئے ان کو اپنے گھر لے آئے میزبانی فرمائی۔ لیکن ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو اور کیوں آئے، مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا، صبح کو پھر مسجد میں آگئے تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے متعلق کسی سے کچھ دریافت کریں، لیکن کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے متعلق کچھ بتاتا۔ دوسری شام کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس کیلئے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی اس لئے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو کھلایا سلایا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہیں آئی۔

تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ تم کس کام کیلئے آئے ہو کیا غرض ہے؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم اور عہد وپیمان کے بعد ان کو غرض بتائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: وہ بے شک اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہیں اور صبح کو جب میں جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا، میں وہاں تک پہنچا دوں گا، لیکن مخالفت کا زور ہے، اس لئے راستہ میں اگر مجھ سے کوئی ایسا شخص ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں استنجاء کے لیے رک جاؤں گا یا اپنا جوتا درست کرنے لگوں گا، تم سیدھے چلے چلنا میرے ساتھ ٹھہرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرا ساتھ ہونا معلوم نہ ہو۔ چنانچہ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے پیچھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے وہاں جاکر بات چیت ہوئی، اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے انکی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ،

جب ہمارا غلبہ ہو جائے اس وقت چلے آنا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمہ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا، چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ پڑھا۔ پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کر دیا، مرنے کے قریب ہو گئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے، ان کے اوپر بچانے کے لئے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کیا ظلم کرتے ہو یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے، تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے اگر یہ مر گیا تو شام کا آنا جانا بند ہو جائیگا۔ اس پر ان لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، وہاں کا راستہ بند ہو جانا مصیبت ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا دوسرے دن پھر اسی طرح انھوں نے جا کر با آواز بلند کلمہ پڑھا اور لوگ اس کلمہ کو سننے کی تاب نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے ان پر ٹوٹ پڑے، دوسرے دن بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح انکو سمجھا کر ہٹایا کہ تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ اسلام أبی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۵۲۲۔ ۳۸۶۱، ج۲، ص ۴۸۰)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جوش اظہار غلبہ حق کے ولولہ کی بنا پر تھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا منع اظہار شفقت کی بنیاد پر، لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب خود مصائب جھیل رہے ہیں تو ہمیں پیچھے رہنے کی کیا ضرورت؟ اس لئے اپنی راحت پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اتباعِ عمل کو ترجیح دی اور پھر اطاعت حق میں ہمیشہ سرگرم رہے۔

شَمسِ العَارِفِین
خداشناسوں کے آفتاب

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے عارفین کے دلوں کو اپنے ذکر کی نورانیت سے منوّر فرمایا اور ان کی زبانوں کو اپنے شکر میں مشغول کیا، ان کے اعضاء کو اپنی عبادت کی قوت بخشی، وہ عارفین اُنسیت کے باغات میں خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں، محبت کا آشیانہ ان کا ٹھکانہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ ان کا چرچا فرماتا ہے، اللہ عزوجل ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں، اللہ عزوجل ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں، فقر ان کا اصل سرمایہ ہے، وہ اللہ عزوجل کے خوف سے لرزاں و ترساں زندگی گزارتے ہیں ،ان کا علم گناہوں کے لئے دواء ہے، ان کی معرفت میں دلوں کا علاج ہے، وہ اللہ عزوجل کی برہان کے نورانی چراغ ہیں، وہ اللہ عزوجل کی حکمت کے خزانے کی کنجیاں ہیں، ان عارفین کا امام وہ ہے جو چمکتا ہوا چاند ہے، ان کا راہنما وہ ہے جس کا نور چارسو پھیلا ہوا ہے، جو عربوں اور ان کے سرداروں کا سردار ہے یعنی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم، پاکیزہ پھل بابرکت درخت سے ہی حاصل ہوتا ہے جس کی جڑیں عقیدۂ توحید ہے اور تقویٰ اس کی شاخیں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ
نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ۱۸، النور: ۳۵)

اور ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ

ترجمہ کنزالایمان: اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔ (پ۱۸، النور: ۴۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود ہو جس کی نشانیاں آسمانوں میں ظاہر ہیں ، جس کے انوار باغاتِ جنت میں پھیلے ہوئے ہیں ، جس کی عمدگی پر انبیاء علیہم السلام گواہ ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل اور پاک کرنے والے صحابہ پر بھی درود ہو۔

اور ارشاد فرمایا:

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○

رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مفسّرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اور یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم ضرور ان کا حکم مانتے اور اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہوتے اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں

کی بعثت سے قبل خَلق پر عذاب نہیں فرماتا جیسا دوسری جگہ ارشاد فرمایا "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معرفت الٰہی بیانِ شرع و زبانِ اَنبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے عقلِ محض سے اس منزل تک پہنچنا میسّر نہیں ہوتا۔



سِرَاجِ السَّالِکِیْن
راہِ خدا پر چلنے والوں کے چراغ

پیارے بھائیو! راہِ سلوک بہت دُشوار گزار اور سالک کے لئے بہت مشکل ہے۔ اسی راہ میں حضرتِ سیّدُنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آنسو بہاتے رہے، حضرتِ سیّدُنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گریہ وزاری کی، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے خلیل حضرتِ سیّدُنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا گیا، حضرتِ سیّدُنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو ذبح کیا گیا، حضرتِ سیّدُنا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو فروخت کیا گیا، حضرتِ سیّدُنا زکریا علیہ الصلوۃ والسلام پر آرا چلایا گیا، حضرتِ سیّدُنا یحیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو شہید کیا گیا، حضرتِ سیّدُنا ایوب علیہ الصلوۃ والسلام کو آزمایا گیا، حضرتِ سیّدُنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خوفِ الٰہی میں گھومتے رہے اور نبیِّ آخر الزماں حضرتِ سیّدُنا محمدِ مصطفی، احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ساری زندگی فقر اپنایا۔

اے میرے بھائی! اس راہ میں پہلا قدم روح کو فنا کرنا ہے۔ شاہراہ تو موجود ہے سالک کہاں ہے؟ قمیص تو موجود ہے پہننے والے کہاں ہیں؟ طورِ سینا تو موجود ہے اس پر فائز ہونے والے کہاں ہیں؟ اے جنید بغدادی کی سی تڑپ رکھنے والو! آؤ اور اس راہ پہ چلو، اے شیخ ابوبکر شبلی کی محبت کے دعویدارو! ہماری بات سنو اور اے ابراہیم بن ادہم کے دیوانو! ادھر متوجہ ہو جاؤ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

کچھ صوفیاء ایسے بھی ہیں جو ان سب سے آگے بڑھ گئے اور معرفت کی راہ میں

انہیں جو انوار عطا ہوئے ان کی طرف توجہ نہ دی، نہ ان عطیات کی طرف متوجہ ہوئے جو انہیں میسر آئے اور نہ اُن پر ہی خوشی کا اظہار کر کے اس راہ سے ہٹے بلکہ وہ مسلسل سفر کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا قرب عطا ہوگیا اور قرب کی حد تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس وقت یہ گمان کیا کہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ تک پہنچ چکے ہیں حالانکہ وہ دھوکے میں مبتلا ہوئے کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ستر نورانی پردے ہیں اور جب کوئی سالک (یعنی معرفت کی منازل طے کرنے والا) ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی پہنچتا ہے تو وہ گمان کرتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ تک پہنچ گیا۔ شاید جو قول اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے حضرت سیّدُنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ذکر فرمایا اُس میں اسی طرف اشارہ ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ (پ7، الانعام:76)

اس سے آسمانی ستارہ مراد نہیں کیونکہ ان ستاروں کو تو آپ علیہ السلام بچپن میں بھی دیکھتے تھے اور ان کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ یہ معبود نہیں کیونکہ یہ ایک نہیں، بہت سے ہیں پھر حضرت سیّدُنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ستارے سے کیسے مغالطہ کھا سکتے تھے جبکہ اس سے ایک عام اور جاہل شخص بھی دھوکا نہیں کھاتا۔ بلکہ اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد انوارِ خداوندی میں سے ایک نور تھا اور یہ پہلا حجاب ہے جو سالک کے راستے میں آتا ہے۔ جب تک ان پردوں کو عبور نہ کرلیا جائے اللہ عَزَّ وَجَلَّ تک پہنچنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا اور یہ نور کے پردے ہیں، جو قرب وبُعد کے اعتبار سے بعض چھوٹے بعض بڑے ہوتے ہیں، انوار سماویہ میں سب سے چھوٹے ستارے ہی ہیں، اس لئے (اَنوارِ الٰہیہ میں سے)

پہلے نور کے لئے بطورِ استعارہ اس کا نام استعمال کیا گیا کیونکہ یہ ان انوار میں سے سب سے چھوٹا ہے، سب سے بڑا سورج اور اِن دونوں کے درمیان چاند ہے۔ جب حضرت سیّدُنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام نے آسمانِ دُنیا کو دیکھا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَ کَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ

ترجمۂ کنزالایمان: اوراسی طرح ہم ابراہیم کودکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں کی۔ (پ7، الانعام:75)

توایک نور کے بعد دوسرا نوراورایک حجاب کے بعد دوسراحجاب آتا گیا، جب بھی آپ علیہ السلام کے لئے انوارالٰہیہ عَزَّ وَجَلَّ میں سے کچھ ظاہر ہوا توآپ علیہ السلام نے اس کی عظمت اورنور کا مشاہدہ کیااور یہ خیال کیا کہ وہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں توفرمایا: "ھٰذَا رَبِّیۡ (پ۷، انعام:۷۶) ترجمۂ کنزالایمان: اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔"

چنانچہ نورِنبوت اورتوفیقِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ سے آپ علیہ السلام پرظاہرہوا کہ آپ علیہ السلام کے آگے نور ہے۔ اس کے بعد جب بھی آپ علیہ السلام پرکوئی اعلیٰ درجہ ظاہرہوا تو آپ پر یہ بھید کُھلا کہ پچھلا درجہ کمال کی چوٹی سے نچلے درجے پر ہے اورآپ علیہ السلام اس بات پر مطلع ہوئے کہ اس کی ایک انتہاء ہے تو بولے:

لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِیۡنَ ○

ترجمۂ کنزالایمان: مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔

(پ7 الانعام:76)

اسی طرح آپ علیہ السلام ہررکاوٹ سے آگے بڑھتے گئے اورجب اس لامحدودولامنتہی بارگاہ میں پہنچے تو آپ علیہ السلام کا دوسروں سے طمع ختم ہوگیااور ارشاد

فرمایا: (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک قول اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اپنے مقدس کلام میں ذکر فرمایا)

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ترجمۂ کنز الایمان: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ (پ7، الانعام:79)

اور سالک اس وقت تک اِن انوار وحجابات تک نہیں پہنچتا جب تک وہ اپنے نفس کے حجابات سے نہ نکل جائے اور یہ بھی امرِ ربانی ہے بلکہ یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے انوار میں سے ایک نور ہے، اِس سے مراد دل وروح کا وہ راز ہے جس پر حقیقتِ حق پوری طرح ظاہر ہوتی ہے حتیٰ کہ اس میں تمام عالم کی گنجائش پیدا ہوجاتی ہے اور وہ اسے گھیر لیتا ہے اور اس میں سب کی صورت جھلکنے لگ جاتی ہے یہاں تک کہ اُسے لوحِ محفوظ کہا جاتا ہے۔ جب سالک اس تک پہنچ جاتا ہے تو اس کا نور پوری طرح چمکتا ہے، اس وقت اس میں ہر چیز کا وجود اپنی اصل حقیقت وماہیت کے ساتھ ظاہر ہوجاتا ہے اور یہ پہلے مرحلے میں ایک فانوس کے پیچھے ہوتا ہے جو اس کے لئے ڈھانپنے والے کی طرح ہوتا ہے، جیسا کہ اِس پر قرآن مجید دلالت کرتا ہے، جب اس کا نور روشن ہوتا ہے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے نور کی تجلی کے بعد جب اس کا جمال دِل میں منکشف ہوتا ہے تو بسا اوقات صاحبِ قلب اپنے دل کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور اس میں ایسا واضح جمال دیکھتا ہے جو اسے دہشت زدہ کر دیتا ہے اور بعض اوقات اسی شک وشبہ اور دہشت کے عالم میں اس کی زبان سبقت لے جاتی ہے اور وہ کہہ دیتا ہے: "میں حق ہوں۔"

پس اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی توفیق اس کی رفیق ہو اور الطافِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ اس کی پشت پر ہوں تو وہ چلتا رہتا ہے، وہاں کھڑا نہیں ہوتا پھر وہ انوارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کی

منازل کی دوری کو پہچان لیتا ہے، اگر نہ پہچان سکے تو ہلاک ہوجاتا ہے اور یہی دھوکے میں مبتلا ہونے کا مقام ہے کیونکہ تجلی کرنے والی شئے اور جس میں وہ تجلی کرتی ہے، دونوں ایک ہوجاتی ہیں جیسا کہ کوئی رنگین چیز شیشے میں دیکھی جائے تو شیشہ بھی رنگین نظر آتا ہے اور بندہ خیال کرتا ہے کہ یہ شیشے کا رنگ ہے اور جس طرح شیشے کے برتن میں ڈالی ہوئی چیز کا رنگ شیشے کے رنگ سے مل جاتا ہے (یعنی شیشہ کے برتن میں رنگین چیز ڈال دی جائے تو برتن بھی رنگین نظر آتا ہے) جیسا کہ اس شعر میں کہا گیا ہے:

رَقَّ الزُّجَاجُ وَرَاقَتِ الْخَمْرُ
فَتَشَابَہَا فَتَشَاکَلَ الْاَمْرُ
فَکَاَنَّمَا خَمْرٌ وَلَا قَدْحٌ
وَ کَاَنَّمَا قَدْحٌ وَّلَا خَمْرٌ

ترجمہ: شیشے کا برتن بھی صاف شفاف ہے اور شراب بھی پتلی ہے تو وہ دونوں ایک جیسے ہوگئے اور معاملہ مشتبہ ہوگیا گویا شراب ہے اور پیالہ نہیں اور پیالہ ہے شراب نہیں۔

عیسائیوں نے حضرت سیّدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی نظر سے دیکھا تو انہیں آپ علیہ السلام میں انوارالٰہیہ چمکتے ہوئے نظر آئے جس سے ان کو مغالطہ لگا جیسے کوئی شخص شیشے یا پانی میں ستارے کو دیکھے اور یہ خیال کرے کہ ستارہ شیشے یا پانی میں ہے، اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنا چاہے، تو ایسا شخص دھوکے کا شکار ہے۔

(مصنف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں) راہِ سلوک پر چلنے میں اس قدر دھوکے اور مغالطے ہیں جو کئی جلدوں میں بھی نہیں آسکتے شاید جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس

کو بھی چھوڑ نا زیادہ بہتر تھا کیونکہ اس راستے پر چلنے والے کو دوسروں سے سننے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جو اس راستے پر چلنے والا نہیں اسے سننے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ بعض اوقات اسے نقصان ہوتا ہے کیونکہ جب وہ ایسی بات سنتا ہے جس کو سمجھ نہیں پاتا اور گھبرا جاتا ہے لیکن اس کے سننے والے کو ایک فائدہ ہے کہ وہ سنے اور توفیقِ خدا وندی اس کے شاملِ حال رہے، اور وہ یہ بات جان لے کہ جو کچھ اس کے مختصر ذہن، ناقص خیال، مزین سوچ میں ہے معاملہ اس سے بلند تر ہے۔



مِصبَاحِ المُقَرَّبِین
مقربوں کے راہ نما

بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے مقربین

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "دنیا میں زہد وتقویٰ اختیار کرنے والے لوگ، کل (بروز قیامت) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قرب میں ہوں گے۔" (الجامع الصغیر، الحدیث ۳۵۹۷، ص۲۱۹)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب ومحبوب وہ تھا جو سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار تھا۔

(عُیُونُ الحِکَایَات ص۳۸ امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۵۹۷ھ)

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں صاحب تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

قال العلامة النسفی فی المدارك تبعا للزمخشری فی الكشاف عن یزید بن شجرة مررسول الله صلی الله تعالی	علامہ نسفی نے زمخشری کی اتباع کرتے ہوئے مدارک میں فرمایا یزید بن شجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے بازار

علیه وسلم فی سوق المدینة فرای غلاما اسود یقول من اشترانی فعلی شرط ان لا یمنعی من الصلوات الخمس خلف رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم، فاشتراه بعضهم فمرض فعاده رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم، ثم توفی فحضر دفنه فقالوا فی ذلك شیئا فنزلت۔

میں گزرے تو ایک سیاہ فام غلام دیکھا جو کہتا تھا مجھے جو خریدے تو اس شرط پر خریدے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وآلہ وسلم کے پیچھے پنجگانہ نماز سے نہ روکے گا۔ تو اسے کسی نے خرید لیا۔ پھر وہ بیمار پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لائے، پھر اس کی وفات ہوگئی تو سرکار اس کے دفن میں رونق افروز ہوئے تو لوگو ل نے اس بارے میں کچھ کہا تو یہ آیت اتری۔

(مدارک التنزیل تفسیر النسفی تحت الآیۃ ۴۹/ ۱۳ دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۷۳)

وبالجملة فمحصل الایة نفی التفاخر بالانساب وان الکرم عند الله تعالی انما ینال بالتقوی فمن لم یکن تقیا لم یکن له حظ من الکرامة وسلبه کلیا لایصح الاعن کافر اذکل مؤمن یتقی اکبر الکبائر الکفر و الشرك، ومن کان تقیا کان کریما ومن کان

مختصر یہ کہ آیت کریمہ کا حاصل نسب پر فخر کی نفی ہے اور یہ کہ اللہ کے یہاں عزت تقوی ہی سے ملتی ہے، تو جو متقی نہیں اس کے لئے عزت سے کچھ حصہ نہیں اور تقوی کا سلب کلی طور پر کافر کے سوا کسی سے نہیں، اس لئے کہ ہر مومن اکبر الکبائر کفر وشرک سے بچتا ہے اور جو متقی ہوگا وہ باعزت ہوگا اور جو زیادہ تقوی والا ہوگا وہ زیادہ عزت دار اپنے

اتقى كان اكرم عند الله تعالى، ولعلك تظن ان سردنا تلك الروايات فى شان النزول مما لا يغنينا فيما نحن بصدده، وليس كذالك بل هو ينفعنا فى نفس الاحتجاج وتكسر به سورة بعض الاوهام ان شاء الله تعالى، كما ستطلع عليه، فانتظر، هذه مقدمة۔

رب کے یہاں ہوگا۔اور شاید تمہیں گمان ہو کہ ہمارا ان روایتوں کو ذکر کرنا اس مدعی میں جس کے ثابت کرنے کے ہم درپے ہیں ہمیں نفع بخش نہیں حالانکہ بات یوں نہیں بلکہ وہ ہمیں نفس استدلال میں فائدہ دے گا اور ہم اس سے کچھ وہمیوں کا زور توڑ ینگے ان شاء اللہ تعالی، جیسا کہ تم عنقریب اس پر مطلع ہو گے، تو انتظار کرو، یہ ایک مقدمہ ہے۔

والمقدمة الاخرى: قال الله سبحنه و تعالى: وسيجنبها الاتقى، الذى يؤتى ماله يتزكى، وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى ولسوف يرضى۔ (القرآن الكريم ۹۲/ ۱۷ تا ۲۱) اجمع المفسرون من اهل السنة والجماعة على ان الاية نزلت فى الصديق رضى الله تعالى عنه وانه هو المراد بالاتقى۔

اور دوسرا مقدمہ یہ ہے: اللہ تعالی نے فرمایا: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا اہل سنت وجماعت کے مفسرین کا اجماع ہے اس پر کہ یہ آیت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں اتری اور الاتقى سے وہی مراد ہے۔

اخرج ابن ابى حاتم

ابن ابی حاتم وطبرانی نے حدیث

والطبرانی ان ابا بکر اعتق سبعة کلهم یعذب فی الله فانزل الله تعالی قوله وسیجنبها الاتقی الی اخر السورة۔

روایت کی کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان سات کو آزاد کیا جو سب کے سب اللہ کی راہ میں ستائے جاتے تھے تو اللہ نے اپنا فرمان (وسیجنبها الاتقی تا آخر سورۃ) نازل فرمایا۔

(الصواعق المحرقۃ بحوالہ ابن حاتم والطبرانی الباب الثالث الفصل الثانی دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۸)(الدر المنثور بحوالہ ابن حاتم والطبرانی تحت الایۃ ۹۲ /۱۷ تا ۲۱ دار احیاء التراث العربی ۸ /۳۹۳)(الحاوی للفتاوی الفتاوی القرآنیہ سورۃ اللیل الفصل الاول دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ /۳۲۷)

قال البغوی قال ابن الزبیر وکان ابو بکر یبتاع الضعفة فیعتقهم ،فقال ابوہ: ای بنی لو کنت نبتاع من یمنع ظهرك ؟ قال منع ظهری ارید، فنزل وسیجنبها الاتقی الی اخر السورة ، وذکر محمد بن اسحق قال کان بلال لبعض بنی جمح وهو بلال بن رباح واسم امه حمامة وکان صادق الاسلام وطاهر القلب وکان امیة بن خلف یخرجه اذا حمیت الظهیرة فیطرحه علی ظهره ببطحاء

بغوی نے فرمایا کہ ابن الزبیر کا قول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزوروں کو خریدتے پھر انہیں آزاد کردیتے۔ تو ان سے ان کے والدین نے کہا: اے بیٹے! ایسے غلاموں کو خریدتے ہوتے جو تمہاری حفاظت کرتے۔ ابوبکر نے فرمایا میں اپنی حفاظت ہی چاہتا ہوں۔ تو یہ آیت تا آخر سورت نازل ہوئی۔ اور محمد بن اسحٰق نے ذکر کیا بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قبیلہ بنی جمح کے غلام تھے اور ان کا نام بلال بن رباح ہے اور ان کی ماں کا نام حمامہ ہے اور بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسلام میں سچے تھے اور پاک دل

مكة ، ثم يامر بالصخرة العظيمة فتوضع على صدره ، ثم يقول له لاتزال هكذا حتى تموت او تكفر بمحمد (صلى الله تعالى عليه وسلم) ويقول وهو فى ذلك البلاء احد احد ،وقال محمد بن اسحاق عن هشام بن عروة عن ابيه قال مربه ابوبكر يوما وهويضنعون به ذلك و كانت دار ابى بكرفى بنى جمع فقال لامية لاتتقى فى هذا المسكين ؛ قال : انت افسدته فانقده مما ترى ، قال ابوبكر افعل عندى غلام اسود واجلدمنه واقوى على دينك اعطيكه ؛ قال قدفعلت فاعطا ه ابوبكر غلامه واخذه فاعتقه، ثم اعتق معه على الاسلام قبل ان يهاجر ست رقاب بلال سابعهم ، عامر بن فهيرة (رضى الله تعالى عنه) شهد بد

تھے ، اور امیہ بن خلف انہیں باہر لاتا جب گرم دوپہر ہوتی تو انہیں پیٹھ کے بل مکہ کے ریتلے میدان میں ڈال دیتا پھر بڑی چٹان لانے کا حکم دیتا تو ان کے سینہ پر رکھدی جاتی پھر کہتا، تم ایسے ہی پڑے رہو گے یہاں تک کہ مرجاؤ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کافر ہو۔ اور حضرت بلال احد احد فرماتے حالانکہ وہ اس بلا میں ہوتے ۔ اور محمد بن اسحٰق نے ہشام بن عروہ سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے فرمایا ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا گزر ایک دن بلال (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور وہ لوگ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہی برتاؤ کررہے تھے اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا گھر بنو جمع میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو (امیہ بن خلف) اس بیچارے کے معاملہ میں اللہ سے نہیں ڈرتا، تو امیہ نے کہا آپ نے اسے بگاڑا ہے تو آپ اس گت سے اسے بچالیں جو آپ دیکھ رہے ہیں ۔ ابوبکر

را و اُحُدا وقتل یوم بئر معونة شهيدا ، وام عميس و زهرة فاصيب بصرها و اعتقها فقال قريش ما اذهب بصرها الا اللات والعزى فقالت : كذبوا وبيت الله ما تضر اللات و العزى وما تنفعا ن ، فرد الله تعالى اليها بصرها و اعتق النهدية وابنتها وكانتا لامراة من بنى عبد الدار فمر بهما وقد بعثتهما سيدتهما تطحنان لها وهى تقول والله لا اعتقكما ابدا فقال ابوبكر كلا يا ام فلان ، فقالت كلا انت افسدتهما فاعتقهما ، قال فبكم ؟ بكذا و كذا قال قد اخذتهما وهما حرتان ، ومر بجارية بنى المؤمل وهى تعذب فابتا عها فاعتقها۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: میں بچائے لیتا ہوں میرے پاس ایک غلام ہے سیاہ فام جو بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ اور طاقتور ہے اور تیرے دین پر ہے وہ تجھے دے دوں۔ امیہ بولا: مجھے منظور ہے تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لے لیا تو انہیں آزاد کر دیا پھر ان کے ساتھ اسلام کی شرط پر ہجرت سے پہلے چھ غلاموں کو آزاد کیا، انکے ساتویں بلال ہیں، عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جنگ بدر واحد میں شریک ہوئے اور بئر معونہ کی جنگ میں قتل ہو کر شہید ہوئے، اور ام عمیس وزہرہ کی آنکھ جاتی رہی، جب انہیں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آزاد فرمایا، تو قریش بولے کہ انہیں لات وعزیٰ نے اندھا کیا ہے، تو آپ بولیں: قریش، کعبہ کی قسم جھوٹے ہیں لات وعزیٰ نہ ضرر دے سکیں نہ فائدہ پہنچا سکیں۔ تو اللہ نے انہیں ان کی بینائی پھیر دی۔ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی کو آزاد کیا اور یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک

عورت کی لونڈیاں تھیں، تو صدیق اکبر (رضی ال لہ تعالی عنہ) ان کے پاس سے گزرے اور ان کی آقا عورت نے انہیں بھیجا تھا کہ اس کا آٹا پیسیں اور وہ عورت کہتی تھی کہ خدا کی قسم! تمہیں کبھی آزاد نہ کروں گی۔ تو ابوبکر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا: اے ام فلان! ہرگز نہیں۔ وہ بولی: ہرگز نہیں، آپ نے ان دونوں کو بگاڑا ہے تو آپ آزاد کریں۔ صدیق نے فرمایا: تو کتنے دام پر بیچتی ہے؟ وہ بولی: اتنے اور رائے دام پر۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا: میں انے ان دونوں کو لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں، اور آپ کا گزر بنومؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے ہوا جب اس پر ظلم ہو رہا تھا تو اسے خرید کر اسے آزاد کر دیا۔

وقال سعيد بن المسيب بلغنی ان امية بن خلف قال لابی بكر فی بلال حين قال اتبيعه ؛ قال نعم ابيعه بنسطاس وكان نسطاس عبد

اور سعید بن المسیب (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی کہ امیہ بن خلف نے ابوبکر (رضی اللہ تعالی عنہ) سے بلال کے معاملہ میں اس وقت جب انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا

الابی بکر صاحب عشرہ الاف دینار ، غلمان وجوار و مواش وکان مشر کا حمله ابوبکر علی الاسلام ان یکون ماله له ، فابی فابغضه ابو بکر . فلما قال له امیة ابیعه بغلامك نسطاس ، اغتنمه ابوبکر وباعه منه فقال المشرکون ما فعل ذلك ابوبکر الا لید ، کانت لبلال عنده فانزل الله تعالی وما لاحد عنده من نعمة تجزی۔

بلال کو فروخت کرے گا ؟ کہا : ہاں میں اسے نسطاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کا غلام جو دس ہزار دینار اور بہت سے لونڈی اور غلام اور چوپایوں کا مالک تھا کے بدلے بیچتا ہوں اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے چاہا تھا کہ نسطاس اسلام لے آئے اور اس کا مال اسی کا رہے، تو وہ نہ مانا تو حضرت ابوبکر نے اس کو مبغوض جانا ، پھر جب امیہ نے کہا: بلال کو میں آپ کے غلام کے بدلے دیتا ہوں ۔ ابوبکر نے اس بات کو غنیمت جانا اور نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا، تو مشرکین بولے ، ابوبکر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے ایسا صرف اس لئے کیا ہے کہ بلال (رضی اللہ تعالی عنہ) کا ان پر کوئی احسان ہے، تو اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری" ومالاحد عندہ" الخ یعنی اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

(معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۹۲ / ۱۷ تا ۲۱ دار الکتب العلمیہ ۴ / ۶۴ ـ ۴۶۳)

وذکر العلامة ابو السعود فی تفسیره قدروی عطاء

اور علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ عطا اور ضحاک نے ابن

والضحاك عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما وذکر قصة شراء بلال واعتقاقه قال فقال المشرکون مااعتقه ابوبکر الالید کانت عنده فنزلت۔ ملخصا۔

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (اس روایت میں خریداری بلال اور ان کے آزاد ہونے کا قصہ ذکر کیا پھر کہا) تو مشرکین بولے: ابوبکر نے بلال کو ان کے کسی احسان ہی کی وجہ سے آزاد کیا ہے تو یہ آیت (مندرجہ بالا) اتری اھ ملخصا۔

(ارشاد العقل السلیم تحت الآیۃ ۹۲/۱۹ دار احیاء التراث العربی ۹/۱۶۸)

وفی الازالة عن عروة ان ابا بکر الصدیق اعتق سبعة کلهم یعذب فی الله بلا لا وعامر بن فهیرة النهدیة وابنتها وزنیرة وام عیسی وامة بنی المؤمل، وفیه نزلت وسیجنبها الاتقی۔ الی آخر السورة۔

اور ازالہ میں عروہ سے ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سات کو آزاد کیا، ان سب پر اللہ کی راہ میں ظلم توڑا جاتا تھا وہ بلال و عامر بن فہیرہ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی اور زنیرہ اور ام عیسیٰ اور بنی مؤمل کی کنیز ہیں اور انہیں کیلئے آیت اتری وسیجنبہا الاتقی اور اس سے (دوزخ) بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ تا آخر سورت۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۰۱)

وعن عامر بن عبدالله بن الزبیر عن ابیه قال قال ابو قحافة لابی بکر اراك تعتق رقابا

اور عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے روایت ہے وہ اپنی باپ سے روای ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوقحافہ

ضعافا فلو انك اذا فعلت مافعلت اعتقت رجالا جلدًا يمنعونك ويقومون دونك فقال يا ابت انما اريد وجه الله فنزلت هذه الاية فاما من اعطى واتقى الى قوله وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى ولسوف يرضى۔

نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو تو کاش! تم تندرست و توانا غلام آزاد کرتے جو تمہاری حفاظت کرتے اور جنگ میں تمہاری سپر ہوتے۔ تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا؛ اے میرے باپ! میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۳۰۱)

فامامن اعطى واتقى یعنی جس نے دیا اور پرہیز گاری کی۔ اللہ تعالیٰ کے قول وما لاحد عنده من نعمة تجزى تک یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

وعن سعيد بن المسيب قال نزلت وما لاحد عنده من نعمة تجزى في ابى بكر عتق ناسا لم يلتمس منهم جزاء ولا شكورا ستة او سبعة منهم بلال وعامر بن فهيرة۔

اور حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آیۃ کریمہ سے "وما لاحد عنده من نعمة تجزى" ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اتری کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو آزاد کیا اُن سے نہ بدلہ چاہا نہ شکر گزاری، وہ آزاد شدہ چھ یا سات تھے، انہیں میں بلال و عامر بن

فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہورا / ۳۰۱)

وعن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وسیجنبها الاتقی قال هو ابو بکر الصدیق۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے "وسیجنبها الاتقی" کی تفسیر میں ہے فرمایا وہ ابوبکر صدیق ہیں (آیت میں جن کا ذکر ہے)۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فصل ہشتم مقصد اول مسلک اول سہیل اکیڈمی لاہورا / ۳۰۱)

قلت وقد اخرج ابن ابی حاتم ابن مسعود (رضی الله تعالیٰ عنه ان ابا بکر اشتری بلالا من امیة بن خلف ببردة وعشرة اواق فاعتقه لله تعالیٰ، فانزل الله تعالیٰ هذه الآیة: ای ان سعی ابی بکر و امیه و ابی لمفترق فرقانا عظیما فشتان ما بینهما اـ وقد قال السید ابن السید عمار بن یاسر رضی الله تعالیٰ عنهما فی اشتراء الصدیق بلالا واعتاقه شعرًا ع

میں کہتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند خود روایت کی کہ امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے عوض خریدا پھر انہیں خاص اللہ کے لئے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جس کا مطلب یہ ہے "بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے"، یعنی ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور امیہ اور ابی بن خلف کی کوششوں میں عظیم فرق ہے تو ان میں بون بعید ہے اور سردار بن سردار عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے ابوبکر صدیق کے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد

کرنے کے بارے میں یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے ۔ع

جزی الله خیرا عن بلال وصحبه
عتیقا واخزی فاکها وابا جهل
عشیة هما فی بلال بسوء ة
ولم یحذر اما یحذر المرء ذو العقل
بتوحید رب الانام وقوله
شهدت بان الله رب علی مهل
فان تقتلونی فاقتلونی فلم اکن
لاشرك بالرحمن من خیفة القتل
فیا رب ابراهیم والعبد یونس
وموسی وعیسی نجنی ثم تملی
لمن ظل یهوی الغی من ال غالب
علی غیر بر کان منه ولا عدل

"اللہ جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے عتیق (ابوبکر کو اور امیہ اور ابوجہل کو رسوا کرے، وہ شام یاد کرو جب ان دونوں نے بلال کا برا چاہا اور اس سے نہ ڈرے جس سے ذی عقل آدمی ڈرتا ہے، انہوں نے بلال کا برا اس لئے چاہا کہ بلال نے خلق کے خدا کو ایک جانا اور نے اس نے یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، میں اس پر مطمئن ہوں تو اگر تم مجھے قتل کرو تو اس حال میں قتل کروگے کہ میں رحمان کا شریک نہیں ٹھہراتا قتل کے ڈر سے تو اے ابراہیم اور اپنے بندے یونس اور موسیٰ وعیسیٰ کے رب! مجھے نجات دے، پھر اسے مہلت نہ دے جو ناحق ظالمانہ آل غالب کی گمراہی کی آرزو کئے جاتا ہے۔"

۲ ۔ هذا وقد قال البغوی فی

اسے یاد رکھو اور امام بغوی نے الاتقی کی تفسیر میں کہا اس لفظ سے خدا کی

الاتقی یعنی ابابکر الصدیق فی قول الجمیع ا ۔ | مراد سب مفسرین کے قول کے بموجب ابوبکر صدیق ہیں۔

(ا۔ الصواعق المحرقۃ بحوالہ ابن ابی حاتم الباب الثالث الفصل الثانی دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۹)(۲۔ لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر خازن) تحت الایۃ ۱۷ / ۹۲ درا الکتب العلمیہ بیروت ۴ / ۴۳۶)(ا۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الایۃ ۱۷ / ۹۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴ / ۴۶۳)

وقال الرازی فی مفاتیح الغیب اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه۔ | امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الایۃ ۹۲ / ۱۷ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۳۱ / ۲۰۵)

ونقل ابن حجر فی الصواعق عن العلامۃ ابن الجوزی اجمعوا انھا نزلت فی ابی بکر ا۔ حتی بلغنی ان الطبرسی مع رفضه لم یسغ له انکاره فی تفسیره مجمع البیان، والفضل ماشھدت به الاعداء، الحمد لله رب العلمین۔ | صواعق میں ابن حجر نے علامہ ابن الجوزی سے نقل کیا علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت ابوبکر کے حق میں نازل ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے خبر پہنچی کہ طبرسی کو باوجود رفض اپنی تفسیر مجمع البیان میں اس کا انکار نہ بن پڑا اور فضل وہی ہے جس کی شہادت دشمن دیں، والحمد للہ رب العلمین۔

(ا۔ الصواعق المحرقۃ الباب الثالث الفصل الثانی، دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۹۸)

ثم ان الا مام الفاضل | پھر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ

فخر الدین الرازی حاول فی تفسیرہ اثبات ان الایۃ لا تصلح الا للصدیق بطریق النظر والاستدلال علی ماھو دابہ رحمہ اللہ تعالی فقال اعلم ان الشیعۃ باسر ھم ینکرون ھذہ الروایۃ ویقولون انھا نزلت فی حق علی ابن ابی طالب علیہ السلام والدلیل علیہ قولہ تعالی ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون، فقولہ الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی اشارۃ الی مافی تلک الایۃ من قولہ یؤتون الزکوۃ وھم راکعون ولما ذکر ذلک بعضھم فی محضری قلت اقیم الدلالۃ العقلیۃ علی ان المراد من ھذہ الایۃ ابوبکر، وتقریر ھا ان المراد من ھذا الاتقی ھو افضل الخلق، فاذا کان کذالک وجب ان یکون المراد ابو بکر، فھاتان المقد

تعالی نے اپنی عادت کے مطابق اپنی تفسیر میں عقلی استدلال ونظر کی راہ سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ آیت کا مفہوم صدیق اکبر کے سوا کسی کے لئے نہیں بنتا، تو انہوں نے فرمایا تمہیں معلوم ہو کہ تمام شیعہ اس روایت کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آیت علی بن ابی طالب کے حق میں اتری ہے اور اس کی دلیل اللہ کا فرمان ہے ویؤتون الزکوہ وھم راکعون یعنی وہ رکوع کی حالت میں زکوہ دیتے ہیں تو اللہ تعالی کا قول الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی یعنی وہ سب سے بڑا پرہیز گار جو ستھرا ہونے کو اپنا مال دیتا ہے، اسی وصف کی طرف اشارہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہوا یعنی اللہ کا یہ فرمانا "ویؤتون الزکوہ" الایۃ اور جب ایک رافضی نے یہ بات میری مجلس میں کہی میں نے کہا میں اس پر دلیل عقلی قائم کروں گا کہ اس آیت سے مراد صرف ابوبکر ہیں، اور تقریر دلیل یوں ہے کہ مراد اس بڑے پرہیز گار سے وہی

متان متى صحتاصح المقصود ، انما قلنا ان المراد من هذا الاتقى افضل الخلق لقوله تعالى ان اكرمكم عند الله اتقاكم والاكرم هو الافضل فدل على ان كل من كان اتقى وجب ان يكون الافضل، فثبت ان الاتقى المذكور ههنا الابدوان يكون افضل الخلق عند الله تعالى، فنقول لابد و ان يكون المراد به ابا بكر لان الامة مجمعة على ان افضل الخلق بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تعالى عليه وسلم اما ابو بكر او علي، ولايكمن حمل هذه الاية على علي بن ابي طالب فتعين حملها على ابي بكر، وانما قلنا انه لايمكن حملها على علي بن ابي طالب لانه تعالى قال في صفة هذا الاتقى وما لاحد عنده من نعمة تجزى وهذا

ہے جو سب سے افضل ہے، تو جب معاملہ ایسا ہے تو ضروری ہے کہ اس سے مراد بس ابوبکر ہوں، تو جب یہ دونوں مقدمے صحیح ہونگے دعوی درست ہوگا۔

اور ہم نے یہ اسی لئے کہا کہ اس بڑے پرہیزگار سے مراد سب سے افضل ہے کہ اللہ تعالی کا قول ہے "اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔" اور اکرم ہی افضل ہے۔ تو آیت نے بتایا کہ ہر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا ضروری ہے کہ وہ سب سے زیادہ مرتبے والا ہو، تو ثابت ہوگیا کہ سب سے بڑا پرہیزگار جس کا یہاں (آیت میں) ذکر ہوا ضروری ہے کہ اللہ کے یہاں سب سے افضل ہو۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلق سے افضل ابوبکر ہیں یا علی۔ اور یہ ممکن نہیں کہ یہ آیت علی پر محمول کی جائے تو ابوبکر کے لئے اس کا مصداق ہونا متعین

الوصف لایصدق علی علی ابن ابی طالب لانه کان فی تر بیة النبی صلی الله علیه وسلم لانه اخذه من ابیه وکان یطعمه ویسقیه و یکسوه ویر بیه ، وکان الرسول صلی الله علیه وسلم منعما علیه نعمة یجب جزاء ها اما ابوبکر فلم یکن للنبی علیه الصلوة والسلام نعمة دنیویة بل ابوبکر کان ینفق علی الرسول الصلوة والسلام بلی کان للرسول علیه الصلوة والسلام علیه نعمةالهدایة والارشاد الی الدین، الا ان هذا لایجزی لقوله تعالی ما اسئلکم علیه من اجر والمذکور ههنا لیس مطلق النعمة بل نعمة تجزی ، فعلمنا ان هذه الایة لا تصلح لعلی بن ابی طالب، واذا ثبت ان المراد بهذه الایة

ہوگیا، اور ہم نے یہ اسی لئے کہا کہ آیت کو علی پر محمول کرنا ممکن نہیں کہ اللہ تعالی نے اس سب سے بڑے پرہیز گار کی صفت میں فرمایا ہے وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ، اور یہ وصف علی بن ابی طالب پر صادق نہیں آتا اس لئے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تربیت میں تھے بایں سبب کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے علی کو ان کے باپ سے لے لیا تھا اور حضور انہیں کھلاتے بلاتے ، پہناتے اور پالتے تھے اور حضور (رسول) صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی کے ایسے محسن ہیں کہ ان کے احسان کا بدلہ واجب ہوا۔ رہے ابوبکر ، تو حضور (نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کا ان پر دنیوی احسان نہیں بلکہ ابوبکر رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا خرچ اٹھاتے تھے ، ہاں کیوں نہیں ابوبکر پر رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا دین کی طرف ہدایت وارشاد کا احسان ہے۔ مگر یہ ایسا نہیں جس کا بدلہ دیا جائے اس لئے

من كان افضل الخلق، وثبت ان ذالك الافضل من الامة اما ابو بكر او علي، وثبت ان الآية غير صالحة لعلي تعين حملها على ابي بكر رضي الله تعالى عنه، وثبت دلالة الاية ايضا على ان ابابكر افضل الامة ۔ اه ملخصًا۔

کہ اللہ تعالی نے فرمایا (حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کی حکایت کرتے ہوئے) میں تبلیغ پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا ۔ اور یہاں مطلق احسان کا ذکر نہیں بلکہ بات اس احسان کی ہے جس کا بدلہ دیا جائے تو ہم نے جان لیا کہ آیت کا یہ معنی علی بن ابی طالب کے لئے نہیں بنتا، اور جب یہ ثابت ہے کہ مراد اس آیت کی وہی ہے جو افضل خلق ہے، اور یہ ثابت ہے امت میں سب سے افضل یا ابوبکر ہیں یا علی، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مفہوم آیت علی کے شایاں نہیں اس کا مصداق ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے متعین ہوگیا اور آیت کی دلالت اس پر بھی ثابت ہوگئی کہ ابوبکر ساری امت سے افضل ہیں اھ ملخصا۔

(مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) ۹۲/ ۱۷ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۳۱/ ۲۰۵و۲۰۶)

قلت اما ما ذكر الفاضل الامام ان عليا رضي الله تعالى عنه كا في تربية النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وانه اخذه

میں کہتا ہوں کہ رہی یہ بات جو فاضل امام (فخر الدین رازی علیہ الرحمہ) نے فرمائی کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ حضور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تربیت میں

من ابيه فقد ذكره محمد بن اسحق وابن هشام وهذا الفظ ابن اسحق "حدثنى عبدالله بن ابى نجيح عن مجاهد بن جبير ابى الحجاج قال كان من نعمة الله تعالى على على ابن ابى طالب رضى الله تعالى عنه مما صنع الله تعالى له واراده به من الخير ان قريشا اصابتهم ازمة شديدة وكان ابوطالب ذاعيال كثير فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للعباس عمه وكان من ايسر بنى هاشم يا عباس ان اخاك ابا طالب كثير العيال ، وقد اصاب الناس ماترى من هذه الازمة فانطلق بنا اليه. فلنخفف عنه من عياله آخذ من بنيه رجلا وتاخذ انت رجلا . فنكلهما عنه قال العباس نعم فانطلقا حتى اتيا الى ابى طالب. فقالا له

تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں ان کے والد سے لے لیا تھا تو اس کا ذکر محمد ابن اسحق وابن ہشام نے کیا ہے اور محمد بن اسحق کے الفاظ یوں ہیں : مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے حدیث بیان کی انہوں نے روایت کی مجاہد بن جبیر ابی الحجاج سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ پر اللہ تعالی کے احسان کے قبیل سے وہ ہے، جو اللہ تعالی نے ان کے ساتھ کیا اور ان کی بھلائی کا ارادہ فرمایا وہ یہ کہ قریش پر سخت تنگی پڑی اور ابو طالب کی اولاد بہت تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس (رضی اللہ تعالی عنہ) سے فرمایا اور وہ بنی ہاشم کے بڑے مالداروں میں سے تھے ، اے عباس! آپ کے بھائی ابوطالب کی اولاد بہت ہے اور لوگوں پر جو یہ سختی پڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ ابوطالب کے یہاں چلئے کہ ہم ان کی اولاد کا بوجھ کم کریں ان کے بیٹوں

انا نرید ان نخفف عنك من عیالك حتی ینكشف عن الناس ماهم فیه ، فقال لهما ابو طالب اذا تركتما لی عقیلا فاصنعا ما شئتما ، فاخذ رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم علیاً فضمه الیه واخذ العباس جعفرا فضمه الیه فلم یزل علی رضی الله تعالی عنه مع رسول الله صلی ا لله تعالی علیه وسلم حتی بعثه الله تبارك وتعالی نبیا فاتبعه علی وآمن به علی وصدقه ولم یزل جعفر عند العباس حتی اسلم و استغنی عنه انتہٰی۔

سے ایک آدمی میں لے لوں اور ایک آدمی آپ لے لیں تو ہم دونوں ان کی کفالت کریں۔ حضرت عباس نے عرض کی: جی ہاں۔ تو دونوں حضرات چل کر ابو طالب کے پاس تشریف لائے تو ان سے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ جب تک لوگوں کی مصیبت (جس میں وہ مبتلا ہیں) دور ہو آپ سے آپ کی اولاد کا بوجھ کم کردیں۔ تو ابو طالب ان سے بولے: اگر تم میرے لئے عقیل کو چھوڑ دو تو تم جو چاہو کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے علی کو لے کر اپنے سینے سے لگایا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے جعفر کو لیا اور چمٹالیا۔ تو علی رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے سرکار کو نبی مبعوث فرمایا تو حضرت علی ان پر ایمان لائے اور ان کو سچا مانا اور جعفر عباس کے پاس رہے یہاں تک کہ اسلام لا کر ان سے بے نیاز ہو گئے اھ۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر ان علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزء

اول والثانی ص۲۴۶)

قلت وتمام النعمة الکبری بتزویج البتول الزهراء صلوات الله علی ابیها الکریم وعلیها واما ما ذکر من ان ابا بکر کان ینفق علی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فهذا اوضح و اظهر عند من له خبرة بالاحادیث والسیر۔ اخرج الامام احمد و البخاری عن ابن عباس عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال: انه لیس من الناس احد امن علی فی نفسه وماله من ابی بکر بن ابی قحافة ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا ولکن خلة الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخة فی هذا المسجد غیر خوخة ابی بکر۔

میں کہتا ہوں اور نعمت کبری کی تکمیل بتول زہرا (فاطمہ) صلوات اللہ علی ابیہا الکریم وعلیہا سے شادی ہوکر ہوئی۔ اور یہ جو ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا خرچ اٹھاتے تھے۔ تو یہ اس کے نزدیک جس کو احادیث وکتب سیرت سے واقفیت ہے بہت واضح اور خوب ظاہر ہے۔ امام احمد و بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نے فرمایا: لوگوں میں سے کوئی شخص نہیں جس کا اپنے جان ومال میں مجھ پر زیادہ احسان ہوسوا ابوبکر بن قحافہ کے، اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، لیکن اسلامی خلت اور محبت افضل ہے، اس مسجد میں ابوبکر کے دروازہ کے سوا سب دروازے بند کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الصلوۃ باب الخوخۃ والممر فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۷)(مسند احمد

حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۷۰)

واخرج الترمذی عن ابی هریرة عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناه ماخلا ابا بکر فان له عندنا یدا یکافیه الله بها یوم القیمة واما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم (ای محمد اصلی الله تعالی علیه وسلم) خلیل الله۔

اور ترمذی نے (اپنی سند سے) ابوہریرہ (رضی اللہ تعالی عنہ) سے حدیث ذکر کی وہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں (کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا) ہر شخص کے احسان کا بدلہ ہم نے اسے دے دیا سوائے ابوبکر کے کہ ان کا ہم پر وہ احسان ہے جس کا بدلہ انہیں اللہ تعالی قیامت کے دن دے گا، اور مجھے کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ مجھے ابوبکر کے مال نے دیا، اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ضرور ابوبکر کو دوست بناتا، اور خبردار تمہارے صاحب (محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اللہ تعالی کے دوست ہیں۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۰۷)

واخرج ایضا عن علی رضی الله تعالی عنه النبی صلی الله تعالی علیه وسلم: رحم الله تعالی ابا بکر زوجنی ابنته

اور ترمذی نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی حدیث ذکر کی انہوں نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت فرمائی: اللہ ابوبکر پر رحمت کرے مجھ سے اپنی بیٹی کا

وحملنی الی دار الھجرۃ و اعتق بلالا من مالہ۔

عقد کیا اور مجھے دار الہجرۃ (مدینہ) میں لائے اور اپنے مال سے بلال (رضی اللہ تعالی عنہ) کو خرید کر آزاد کیا۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب علی رضی اللہ تعالی عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۱۳)

واخرج الامام احمد و ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: مانفعنی مال قط مانفعنی مال ابی بکر، فبکی ابوبکر وقال ھل انا ومالی الا لک یارسول اللہ ۳؎

اور امام احمد وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے مجھے دیا، تو ابوبکر رودیئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

(۳؎ سنن ابن ماجہ باب فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰)

(مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۵۳)

واخرج الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما احد اعظم عندی یدا من ابی بکر واسانی بنفسہ ومالہ وانکحنی ابنتہ۔

اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے یوں حدیث روایت کی "مجھ پر ابوبکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں، اس نے اپنی جان ومال سے میرا ساتھ دیا اور مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔"

واخرج ابو یعلی من حدیث ام المؤمنین الصدیقۃ

اور ابو یعلی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث مرفوع

رضی اللہ تعالی عنہا مرفوعا مثل حدیث ابن ماجة عن ابی ہریرة قال ابن حجر قال ابن کثیر مروی ایضا من حدیث علی و ابن عباس و جابر بن عبد اللہ و ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہم واخرجہ الخطیب عن ابن المسیب مرسلا وزاد وکان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقضی فی مال ابی بکر کما یقضی فی مال نفسہ ۔ واخرج ابن عساکر من طرق عن عائشة و عروة ان ابا بکر اسلم یوم اسلم لہ اربعون الف دینار وفی لفظ اربعون الف درھم فانفقھا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

حدیث ابن ماجہ براویت ابوہریرہ کے مثل (یعنی انہیں الفاظ سے) روایت کی۔ابن حجر نے فرمایا کہ ابن کثیر کا قول ہے کہ یہ حدیث علی وابن عباس وجابر بن عبداللہ وابوسعید خدری سے بھی مروی ہے اور خطیب نے اسے ابن المسیب سے مرسل روایت کیا ور اتنا زیادہ کیا: اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابوبکر کے مال سے اپنا قرض ادا فرماتے جس طرح اپنے مال سے ادا فرماتے۔اور ابن عساکر نے متعدد سندوں سے حضرات عائشہ وعروہ سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر جس دن اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے،اور ایک روایت میں ہے چالیس ہزار درہم تھے،تو ابوبکر نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اٹھا دیا اھ۔

(الصواعق المحرقة الباب الثانی الفصل الثانی ،دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۱۲)

قلت ومروی ایضا من حدیث سیدنا انس بن مالك

میں کہتا ہوں یہ حدیث سیدنا انس بن مالک سے بھی مروی ہے جیسا کہ امام

رضی اللہ تعالی عنہ کما اخرجه الامام ابن عدی فی الکامل انبأنا المولی الثقة الحجة مفتی الحنفية بمکة المحمية امام الفقهاء و المحدثين سیدی واستاذی مولانا عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن السراج عن جمال العلماء السلف الخیر فی منصب الافتاء مولانا جمال بن عبدالله بن عمر المکی عن خاتمة الحفاظ والمحدثين مولانا محمد عابد بن الشیخ احمد علی السندی ثم الزبیدی ثم المدنی عن المولی محمد صالح الفلانی العمری عن الشیخ محمد بن السنة الفلانی الفاروقی عن مولای السید الشریف محمد بن عبد الله عن الفاضل المحدث سیدی علی الاجهوری عن الامام شمس

عدی نے کامل میں اپنی سند سے روایت کیا ہے (سند حدیث مذکور) ہمیں خبر دی مولی ثقہ حجۃ مفتی حنفیہ بمکہ محمیہ پیشوائے فقہاء ومحدثین سیدی واستاذی عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن سراج نے انہوں نے جمال علماء سلف خیر فی منصب الافتاء (یعنی منصب افتاء میں مفتیوں کے لئے اچھے پیشرو) مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی سے روایت کی انہوں نے خاتمۃ الحفاظ والمحدثین مولانا محمد عابد بن شیخ احمد علی سندی ثم زبیدی ثم مدنی سے روایت کی انہوں نے مولی محمد صالح فلانی عمری سے انہوں نے شیخ محمد بن السنۃ فلانی فاروقی سے انہوں نے مولائی سید شریف محمد بن عبداللہ سے انہوں نے فاضل محدث سیدی علی اجہوری سے انہوں نے امام شمس الدین رملی سے انہوں نے شیخ الاسلام زین الدین زکریا انصاری سے انہوں نے علامہ عالم کوہ حفظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن حجر عسقلانی سے انہوں نے ابوعلی محمد بن احمد مہدوی سے

الدین الرملی عن شیخ	انہوں نے یونس بن اسحاق سے انہوں
الاسلام زین الدین زکریا	نے ابوالحسن علی بن مقیر سے انہوں نے
الانصاری عن علامة الوری	کہا ہمیں خبر دی ابوکریم شہر زوری سے
جبل الحفظ شهاب الدین ابی	ہمیں خبر دی اسمعیل بن مسعدہ بن
الفضل احمد حجر العسقلانی	جرجانی نے ہمیں خبر دی ابوالقاسم حمزہ بن
عن ابی علی محمد بن احمد	یوسف سہمی جرجانی اور ابوعمر وعبدالرحمن
المهدوی عن یونس بن ابی	بن محمد الفارسی نے ہمیں خبر دی اور ابواحمد
اسحق عن ابی الحسن علی بن	عبداللہ بن عدی جرجانی نے ہم سے
المقیر انا ابو الکریم الشهر	حدیث بیان کی حسین بن عبدالغفار ازدی
زوری انا اسمعیل بن مسعدة	نے ہم سے حدیث بیان کی سعید بن کثیر
الجرجانی انا ابو القاسم حمزة بن	بن غفیر نے ہم سے حدیث بیان کی فضل
یوسف السهمی الجر جانی وابو	بن مختار نے ابان سے انہوں نے روایت
عمر و عبد الرحمن بن محمد	کی انس سے انہوں نے فرمایا رسول اللہ
الفارسی انا ابو احمد عبد الله بن	صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ابوبکر سے
عدی الجرجانی نا الحسین بن	فرمایا: تمہارا مال کتنا ستھرا ہے اسی سے
عبد الغفار الازدی نا سعید	میرا موذن بلال ہے اور میری اونٹنی ہے
ابن کثیر بن غفیر نا الفضل بن	جس پر میں نے ہجرت کی اور تم نے اپنی
مختار عن ابان عن انس قال	دختر میرے نکاح میں دیا اور اپنی جان
رسول الله صلی الله تعالی علیه	ومال سے میری مدد کی گویا میں تمہیں
وسلم لابی بکر ما اطیب مالك	دیکھ رہا ہوں جنت کے دروازہ پر کھڑے
منه بلال موذنی وناقتی التی	ہو میری امت کیلئے شفاعت کررہے ہو۔

هاجرت عليها وزجنتی ابنتك
و واسيتنى بنفسك ومالك
كانى انظر اليك على باب الجنة
تشفع لامتى۔

(الکامل لابن عدی ترجمہ ابان بن ابی عیاش دار الفکر بیروت ۱/۳۷۵)(الکام لابن عدی ترجمہ الفضل بن مختار بصری دار الفکر بیروت ۲۰۴۱/۶)

هذا وقد اسقصينا الكلام عى هذين الفصلين الذين اشار اليهما النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى تلك الاحاديث اعنى مواساة الصديق النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بنفسه وماله فصلين من الباب الثانى من كتا بنا الكبير فى التفضيل على غاية التحقيق والتفصيل فارجع اليه ان احببت هذا تقرير ماذكر الفاضل الرازى وقد اورده الامام ابن حجر ايضا فى الصواعق وارتضاه۔

یہ تو ہوا اور ہم نے ان دونوں فصل پر (یعنی صدیق کا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مدد جان ومال سے کرنا) جن کی طرف نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان احادیث میں اشارہ فرمایا۔ کامل گفتگو اپنی کتاب کبیر، جو باب تفضیل میں ہے کے باب دوم کی دوفصلوں میں نہایت تحقیق وتفصیل کے ساتھ کی ہے اس کا مطالعہ کرلو اگر چاہو، یہ کلام اس کلام کی تائید ہے جو فاضل رازی نے ذکر کیا، اور امام رازی کا یہ کلام امام ابن حجر میں صواعق محرقہ بھی لائے اور اسے پسند فرمایا۔

قلت ولمنا قش ان

میں کہتا ہوں کسی کو مجال ہے کہ اس

يناقش فيه بأربعة وجوه ينتظمها وجهان الاول انا لانسلم ان ابا بكر لم يكن عليه احد نعمة تجزى فان من اعظم المنعمين على الانسان والديه قال تعالى ان اشكرلى ولوالديك ا۔ ومعلوم ان لاشكر الا بمقابلة النعمة و نعم الوالدين من النعم الدنيوية التى تجرى فيها المجاز اه دون الدينية التى قال الله تعالى فيها قل ماسئلكم عليه من اجر ۲۔ وان اجرى الاعلى رب العلمين ۳۔ على انا نعتقد ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قد تمت له خلافة الله العظمى ونيابته الكبرى فيده الكريمة عليا وايدى العلمين سفلى۔

میں چار وجہ سے بحث کرے جن کو دو وجہیں گھیرے ہیں پہلی وجہ یہ کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ ابوبکر پر کسی کا ایسا احسان نہ تھا جس بدلہ دیا جائے اس لیئے کہ انسان پر بڑے محسنوں میں اس کے ماں باپ ہیں۔اللہ تعالی کا راشاد ہے: حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔اور یہ معلوم ہے کہ شکر نعمت کے مقابل ہی ہوتا ہے اور والدین کے احسانات ان دینوی احسانات سے ہیں جن میں بدلہ دینا جاری ہے اور یہ دینی احسانات نہیں ہیں جن کی بابت اللہ کا فرمان ہے (حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا) میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو جہانوں کے پروردگار پر ہے، اس کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالی کی خلافت عظمی اور نیابت کبری کامل ہوچکی تو ان کا دست کرم بالا اور سب جہانوں کے ہاتھ پست۔

(ا۔ القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴)(۲۔ القرآن الکریم ۲۵ / ۵۷ و ۳۸/ ۸۶)(۳۔ القرن

الكريم ۲٦/۱۰۹و ۱۲۷و ۱۴۵و ۱٦۴و ۱۸۰)

جعل سبحنه و تعالى خزائن رحمته ونعمه وموائد جوده وكرمه طوع يديه ،و مفوضة اليه صلى الله تعالى عليه وسلم ينفق كيف يشاء وهو خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا تنال بركة الامنه ولا ينقل خير الاعنه كما قال صلى الله تعالى عيه وسلم انما انا قاسم والله المعطى ا۔ فهو الذى يقسم الخيرات والبر كات وسائر النعماء والآلاء فى لارض والسماء والملك والملكوت والاول والاخر والباطن والظاهر ايقنت بها جما هير الفضلاء العظام ومشاهير الاولياء الكرام كما حققته فى رسالتى الملقبة بسلطنة المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم . وفيها من

اللہ تعالی نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض وکرم کے خوان ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دئے ، اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں ،اوروہ راز الہی کا خزانہ اور اس کے حکم کی جائے نفاذ ہیں تو برکت انہیں سے ملتی ہے اور خیر انہیں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بانٹتا ہوں اور اللہ دیتا ہے ۔تو وہی خیرات وبرکات اور ساری نعمتیں آسمان و زمین وملک وملکوت اول آخر باطن وظاہر میں بانٹتے ہیں اس پر فضلاء عظام اور مشہور اولیائے کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ سلطنۃ المصطفٰی میں تحقیق کی اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور کان لطف اندوز ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں ،تو جب یہ بات ہے (کہ ساری برکت ونعمت مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کے

المباحث الفائقة والمدارك الشائقة ماتقربه الاعين وتلذبه الاذان وتنشرح به الصدور والحمد الله رب العلمين فاذن ماكان لابی بكر اور غيره من مال وبلوغ امال الابعطاء النبی صلی الله عليه وسلم، فلم تنحصر النعم النبوية علی صاحبها الصلوة والتحية فی النعم الدينية التی لاتجزی فكما ان عليا لم يصلح وموردا للاية فكذالك ابوبكر سواء بسواء۔

سبب ہے) تو ابوبکر کو جو کچھ مال ومنال حاصل ہوا وہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عطا سے ہی حاصل ہو الہذا نبوی احسانات علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ ان دینی احسانات میں منحصر نہیں جن کا بدلہ نہیں دیا جاتا تو جس طرح علی (رضی اللہ تعالی عنہ) آیت کے مصداق نہ ٹھہرے اسی طرح ابوبکر بھی یکساں طور پر آیت کے مصداق نہیں۔

(اـ صحیح البخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ خیرا لخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶)(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالی فان قدمہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۳۹)(صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۸۷)۔

اقول: والجواب عن اما اولا فلانه ان صح ما ذكرتم لتعطلت الاية راسا ولم يوجد لها مصداق ابدا اذ ليس فی الصحابة من لم يلده ابواه او

میں کہتا ہوں اس اعتراض کا جواب اول تو یہ ہے کہ اگر یہ صحیح ہو جو آپ نے ذکر کیا تو آیت سرے سے معطل ہو جائے گی اور کبھی اس کا کوئی مصداق نہ پایا جائے گا اس لئے کہ صحابہ میں کوئی ایسا

لم ينعم عليه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی دینه ودنیاه۔

نہیں جو اپنے ماں باپ سے پیدا نہ ہو یا اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین ودنیا کا کوئی احسان نہ فرمایا ہو۔

(صحیح مسلم کتاب العتق باب فضل عتق الوالد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۵)(سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی بر الوالدین آفتاب علم پریس لاہور ۲/ ۳۴۳)

واما ثانیا وهو الحل فلان نعم الدنیا لیست کلها مما تجزی اذا لمجازاة هو المکافات وحاصل نعمة الوالدین ان الله سبحنه وتعالیٰ جعلها سببا لایجاده وخروجه من ظلمة العدم الی نور التکون، وبهما جعله بشرا حسینا بعد ان کان ماء مهینا وهذا مما لایمکن ان یجازی اذا لیس فی وسع احد ان یحیی ابویه اویکونهما بعد ان لم یکونا ولذلك قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لایجزی ولد والده الاان یجده مملوکا فیشتر یه فیعتقه اخر جه مسلم وابوداؤد

اور جواب دوم اور وہی حل ہے یہ کہ دنیا کے سب احسان ایسے نہیں جن کا بدلہ دیا جاتا ہو اس لئے کہ احسان کا بدلہ یہ ہے کہ احسان کے مساوی اس کی جزا دے، اور والدین کے احسان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ سبحنہ وتعالیٰ نے انہیں بچہ کی ایجاد اور عدم کی ظلمت سے نور ہستی میں آنے کا سبب بنایا ہے اور ان کے سبب سے اس کے بعد کہ وہ بے وقعت پانی تھا خوبصورت انسان بنایا، اور یہ احسان کا بدلہ نہیں ہوسکتا یوں کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہ اپنے والدین کو زندہ کردے، یا عدم کے بعد انہیں موجود کردے، اسی لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بچہ اپنے ماں باپ کا بدلہ نہیں چکا سکتا مگر یہ کہ اسے غلام پائے تو اسے خرید

والترمذی۱ے ونسائی وابن ماجة فاشار صلی الله تعالی علیه وسلم الی بعض المجازاة علی حسب مایدخل تحت الامکان فان الرق موت حکما اذبه تتعطل الاهلیة ویلتحق الانسان العاقل البالغ بالبهائم فالعتق کانه احیاء له و اخراج من ظلمة البهیمیة الی نور الانسانیة فعن هذ عد اداء لبعض حقوقهما وکذالك النعم النبویة علی صاحبها الصلوة والتحیة علی حسب ماقر ر نا علیك لیست مما تجزی وتجری فیه ذاك بهذا الانه صلی الله تعالی علیه وسلم فی ذلك المقام الرفیع والمنصب البدیع انما یتصرف علی خلافة الملك المقتدر تبارك و تعالی و نعم الملك لاتجزی فان الاحسان لایجازی

کر آزاد کردے ۔ یہ حدیث مسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ نے اپنی سندوں سے رویت، کی تو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تھوڑے بدلہ کی طرف (جو موافق مقدور بشر ہو) اشارہ فرمایا اس لئے کہ غلامی موت کے حکم میں ہے اس وجہ سے کہ اس کے سبب آدمی کی اہلبیت معطل ہوجاتی ہے اور عاقل بالغ انسان جانوروں سے مل جاتا ہے لہذا اسے آزاد کرنا گویا کہ اس کو زندہ کرنا اور بہیمیت کی تاریکی سے انسانیت کی روشنی میں لے آنا ہے، اسی لئے ماں باپ کو آزاد کرنا اس کے بعض حقوق کی ادائیگی میں شمار ہوا، اسی طرح نبوی احسانات علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ جیسا کہ ہم نے تمہارے لئے ثابت کیا ایسے نہیں جن کا بدلہ دیا جائے اور ان میں یہ مقولہ جاری ہو کہ یہ اس احسان کا بدلہ ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو اس مقام رفیع اور اس منصب بے نظیر میں بادشاہ قادر تبارک وتعالی کی خلافت پر

الا بالاحسان كما نطق به القرآن العظيم وما يجازى به العبد لابد وان يكون ايضا من عطايا ه صلى الله تعالى عليه وسلم فكان مكافات عطائه بعطائه وهو غير معقول وعن هذا نعتقد ان اداء شكر الله سبحنه وتعالى بعمنى فراغ الذمة منه محال عقلا اذا لشكر نعمة اخرى فليشكر ها حتى يخرج عن عهدته ويتسلسل الى ما لا يتناهى. فثبت ان الدليل لا غبار عليه من هذا الوجه۔	فائز ہوکر متصرف ہیں اور بادشاہ کی نعمتوں کا بدلہ نہیں ہوتا، اس لئے کہ بدلہ بغیر احسان کے نہیں ہوتا، جیسا کہ اس پر قرآن عظیم ناطق ہے، اور بندہ احسان کا جو بدلہ دے گا لامحالہ وہ بھی سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی عطا سے ہوگا تو سرکار کی عطا کی مکافات سرکاری عطا سے ہوگی، اور یہ معقول نہیں، یہیں سے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ سبحنہ وتعالی کا شکر بہ معنی براءت ذمہ از شکر عقلا محال ہے اس لئے کہ شکر نعمت دیگر ہے تو بندہ اس دوسری نعمت کا شکر کرے کہ عہدہ برآ ہو اور یہ سلسلہ شکر کا نہایت کو نہ پہنچے تو ثابت ہوا کہ دلیل اس وجہ سے بے غبار ہے۔

(اے جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی حق الوالدین امین کمپنی دہلی ۲ / ۱۳) (سنن ابن ماجۃ ابواب الادب باب برالوالدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۸) (مشکوۃ المصابیح کتاب العتق باب اعتاق العبدالمشترک الفصل الاول قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۹۴)

الثانى: ان المقدمة القائلة ان الامه مجمعة على ان افضل الخلق بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلما ما	دوسری وجہ: یہ ہے کہ یہ مقدمہ جس کا مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد افضل یا ابوبکر ہیں یا علی رضی اللہ تعالی عنہما۔ اس پر اجماع

ابو بکر او علی رضی اللہ تعالی عنهما۔ مدخول فیها اذهناك فرقتان اخریان تدعی احدهما تفضیل سیدنا الفاروق رضی اللہ تعالی عنه علی جمیع الامة، ومستندها ما یروی عن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم، انه قال ماطلعت الشمس علی رجل خیر من عمر ۱؎ وعنه صلی اللہ تعالی علیه وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن خطاب ۲؎۔

امت ہے۔ اس پر اعتراض کو مجال ہے اس لئے کہ یہاں دو فرقے اور ہیں، ان میں کا ایک دعوی کرتا ہے کہ سیدنا فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ساری امت سے افضل ہیں، اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضرت عمر سے بہتر کسی آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ اور آپ سے مروی ہے، کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔

(۱؎ کنز العمال حدیث ۳۲۷۳۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۷۷)(۲؎ جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب عمر رضی اللہ تعالی عنہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰۹)

وعنه صلی اللہ تعالی علیه وسلم ان اللہ تعالی باهی باهل عرفة عامة وباهی لعمر خاصة ۱؎ وان کان الاستدلال بها وبامثالها لایقوم علی ساق اما روایة اودرایة اومعا کاستمساك المفضلة بحدیث

اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالی نے عرفات میں جمع ہونے والوں پر عام طور سے فخر فرمایا اور عمر سے خاص طور سے مباہات فرمائی۔ اگر چہ اس روایت سے اور اس کے مشابہ روایتوں سے دلیل پائے ثبات پر قائم نہیں ہوتی یا بلحاظ روایت یا بلحاظ درایت

على خير البشر وحديث الطير و حديث الاستخلاف فى غزوة تبوك وماضاهاها فمنها كذب مختلق ومنها منكر واهٍ ومنها ما يايفيد هم شيئا و كذلك مضت سنة الله فى كل مبتدع يحتج ولا حجة ويجنح حيث لامحجة۔

یا دونوں کے لحاظ سے ، جیسے تفضیلیہ کا حدیث علی خیر البشر علی سب انسانوں سے افضل ہیں اور حدیث طیر اور غزوہ تبوک کے زمانہ میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کا علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کو اپنا خلیفہ مقرر رفمانے کی روایت سے تمسک کا حال ہے کہ ان میں کچھ تو نری تراشیدہ جھوٹ ہیں اور کچھ منکر واہی (راویان ثقہ کے مقابل روایان غیر ثقہ کی روایات ضعیف ہیں) اور کچھ انہیں بالکل فائدہ مند نہیں اور یو نہی اللہ تعالی کی سنت ہر بد مذہب کے حق میں ہوئی کہ وہ استدلال کرے حالانکہ دلیل نہیں اور وہاں کا قصد کرے جہاں راستہ نہیں۔

(۱۔ کنز العمال حدیث ۳۲۷۲۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۷۵) (کنز العمال حدیث ۳۵۸۵۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۹۶) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۶۴۔۶۶۵ ج ۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسٰکِیْنَ

محتاجوں اور غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنے والے

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم اور خاندانِ سرکار کا فقرِ اختیاری

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم کو خدا عزوجل نے اشرف ترین مخلوق بنایا اور محبوبیتِ خاص کا خلعتِ فاخرہ عطا فرمایا۔ اسی وجہ سے دنیا کی جو بلائیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم نے اٹھائیں اور جو مصیبتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم نے برداشت کیں کسی سے ان کا تحمل ممکن نہیں۔ اللہ اللہ! محبوبیت کی تو وہ ادائیں کہ فرمایا جاتا ہے:

"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا"، اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم میں اگر تم کو نہ پیدا کرتا تو دنیا ہی کو نہ بناتا۔

(فردوس الأخبار، الحدیث: ۸۰۹۵، ج ۲، ص ۵۸ ہ بلفظ ما خلقت)

علوِ مرتبت کی وہ کیفیتیں کہ اپنے خزانے کی کنجیاں دے کر مختار کل بنادیا کہ جو چاہو کرو، سیاہ وسپید کا تمہیں اختیار ہے۔

ایسے بادشاہ جن کے مقدس سر پر دونوں عالم کی حکومت کا چمکتا تاج رکھا گیا، ایسے رفعت پناہ، جن کے مبارک پاؤں کے نیچے تختِ الٰہی بچھایا گیا، شاہی لنگر کے فقیر، سلاطینِ عالم، سلطانی باڑے کے محتاج، شاہان معظم، دنیا کی نعمتیں بانٹنے والے، زمانے کی دولتیں دینے والے، بھکاریوں کی جھولیاں بھریں، منہ مانگی مرادیں پوری کریں۔ اب کاشانہ اقدس اور دولت سرائے مقدس کی طرف نگاہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے۔ ایسے جلیل القدر بادشاہ جن کی قاہر حکومت مشرق

مغرب کو گھیر چکی اور جن کا ڈنکا ہفت آسمان وتمام روئے زمین میں بج رہا ہے، ان کے برگزیدہ گھر میں آسایش کی کوئی چیز نہیں، آرام کے اسباب تو در کنار، خشک کھجوریں اور جَو کے بے چھنے آٹے کی روٹی بھی تمام عمر پیٹ بھر کر نہ کھائی۔

کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

شاہی لباس دیکھئے تو سترہ سترہ پیوند لگے ہیں، وہ بھی ایک کپڑے کے نہیں۔ دو دو مہینے سلطانی باورچی خانے سے دھواں بلند نہیں ہوتا۔ دنیوی عیش وعشرت کی تو یہ کیفیت ہے، دینی وجاہت دیکھئے تو اس تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کی شوکت اور اس سادگی پسند کی وجاہت سے دونوں عالم گونج رہے ہیں۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

یہاں یہ امر بھی بیان کر دینے کے قابل ہے کہ یہ تکلیفیں، یہ مصیبتیں محض اپنی خوشی سے اٹھائی گئیں، اس میں مجبوری کو ہرگز دخل نہ تھا۔

ایک بار آپ کے بہی خواہ اور رضا جودوست جل جلالہ نے پیام بھیجا کہ تم کہوتو مکہ کے دو پہاڑوں کو سونے کا بنا دوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہیں، عرض کی: یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن دے کہ شکر بجالاؤں، ایک دن بھوکا رکھ کہ صبر کروں۔

(سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الکفاف... الخ، ج ۴، ص ۱۵۵، الحدیث: ۲۳۵۴)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو نفسِ مطمئنہ عطا فرمایا ہے۔ اگر آپ عیش وعشرت میں بسر فرماتے اور آسایش وراحت محبوب رکھتے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کا پروردگار عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم

کی خوشی پر خوش ہونے والا دنیا میں جنتوں کو اتار کر رکھ دیتا، اور یہ سامانِ عیش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے برگزیدہ اور پاک نفس میں ہرگز تغیر پیدا نہ کرسکتا، ایسی حالت میں یہ بلا پسندی اور مصیبت دوستی اسی بنیاد پر ہوسکتی ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ٹھہرے، دنیا کی ہر چیز کے حق میں رحمت ہو کر آئے، اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم عیش وعشرت میں مشغول رہتے تو "تکلیف ومصیبت"، جن سے عاقبت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غلاموں کو بھی سروکار نہ ہوگا، برکات سے محروم رہ جاتیں۔

ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم مسلمانوں کو کنیزیں اور غلام تقسیم فرمارہے تھے، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: "جاؤ! تم بھی اپنے لئے کوئی کنیز لے آؤ۔" حاضر ہوئیں اور ہاتھ دکھا کر عرض کرنے لگیں کہ "چکیاں پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں ایک کنیز مجھے بھی عنایت ہو۔" ارشاد ہوا: "اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تجھے ایسی چیز بتاتا ہوں جو کنیز وغلام سے زیادہ کام دے، تو رات کو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ کر سو رہا کر۔"

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی التسبیح...الخ، الحدیث ۳۴۱۹، ج۵، ص ۲۶۰)

ایک بار حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانہ میں تشریف لے گئے، دروازہ تک رونق افروز ہوئے تھے کہ حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چاندی کی ایک چوڑی ملاحظہ فرمائی، واپس تشریف لے آئے، حضرتِ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ چوڑیاں حاضر کردیں کہ انہیں تصدق کردیجئے، مساکین کو عطا فرمادی گئیں اور دو چوڑیاں عاج کی مرحمت ہوئیں اور ارشاد ہوا: "فاطمہ! دنیا، محمد اور آلِ محمد کے لائق نہیں"۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وعلیہم وسلم!

عمرِفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر آئے ،دیکھا کہ کھجور کی چٹائی پر آرام فرمارہے ہیں ،اوراس نازک جسم اورنازنین بدن پر بوریے کے نشان بن گئے ہیں ،یہ حالت دیکھ کر بے اختیار رونے لگے اورعرض کی کہ "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم، قیصروکسریٰ، خدا کے دشمن، نازونعمت میں بسر کریں اورخداعزوجل کا محبوب تکلیف ومصیبت میں؟'' ارشاد ہوا: "کیا تُواس امر پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا کے عیش ملیں اورتُوعقبیٰ کی خوبیوں سے بہرہ ور ہو؟''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب تبتغی مرضاۃ...الخ، الحدیث ۴۹۱۳، ج۳، ص۳۶۰)



سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ

جن وانس کے سردار

ابو نعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الجن والانس والی کل احمر واسود واحلت لی الغنائم دون الانبیاء وجعلت لی الارض کلھا طھورا ومسجدا ونصرت بالرعب اما می شھرا فاعطیت خواتیم سورۃ البقرۃ وکانت من کنوز العرش وخصصت بھا دون الانبیاء فاعطیت المثانی مکان التورۃ والمئین مکان الانجیل والحوامیم مکان الزبور وفضلت بالمفصل وانا سید ولد ادم فی الدنیا والاخرۃ ولا فخر وانا اول تنشق الارض عنی وعن امتی ولا فخر

میں جن وانس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا، اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے غنیمتیں حلال کی گئیں، اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورہ بقرہ کی پچھلی کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئی، یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا، اور مجھے تورات کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سوسو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورۃ حجرات سے آخر قران تک ہے

بیدی لواء الحمد یوم القیامة وجمیع الانبیاء تحته ولا فخر والی مفاتیح الجنة یوم القیامة ولا فخر وبی تفتح الشفاعة ولا فخر وانا سابق الخلق الی الجنة یوم القیامة والا فخر وانا امامهم وامتی بالاثر۔

اور دنیا وآخرت میں میں تمام بنی ادم کا سردار ہوں ،اور کچھ فخر نہیں ۔اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں ،اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ لوائے حمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے ،اور کچھ فخر ۔اور میرے ہی اختیار میں جنت کی کنجیاں ہوں گی ،اور کچھ فخر نہیں ،اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی ،اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے روز قیامت جنت میں تشریف لے جاؤں گا ،اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔ اللهم جعلنا منهم فيهم ومعهم بجاهه عندك امین !اے اللہ !ہمیں کردے ان سے ،ان میں ،اور ان کے ساتھ، اپنے محبوب کی وجاہت کے صدقے میں جو تیرے ہاں ہے۔ یاالٰہی !قبول فرما۔

(دلائل النبوة لابی نعیم الفصل الرابع عالم الکتب بیروت ۱/ ۱۳)

انسانی چہرے والا جانور

حضرتِ سیّدُ نا امام محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں :میں

نے مکۂ مکرمہ میں ایک نصرانی کوطواف کرتے ہوئے دیکھا جو اسقف کے نام سے مشہور تھا، میں نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کیا؟ اس نے کہا: میں نے اس سے بہتر چیز اختیار کی۔ میں نے پوچھا: یہ سب کیسے ہوا؟ تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا، تھوڑی دور پہنچنے کے بعد کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر لٹک گیا، سمندر کی موجیں مجھے دھکیلتی رہیں یہاں تک کہ کسی جزیرے میں ڈال دیا، اس میں کثیر درخت تھے جن کے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم تھے۔ ایک صاف وشفاف نہر تھی۔ میں نے اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور کہا: اب میں یہ پھل کھاؤں گا اور نہر سے پانی پیوں گا جب تک کہ کوئی راستہ نہیں ملتا۔ جب رات ہوئی تو میں جانوروں کے خوف سے درخت پر چڑھ کر کسی ٹہنی پر سو گیا، رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں نے سطحِ آب پر ایک جانور کو بزبانِ فصیح تسبیح کرتے ہوئے دیکھا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

اللہ عزیز و جبار کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول اور چنے ہوئے نبی ہیں۔ ابوبکر ان کے غار کے رفیق ہیں، عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے، عثمان گھر میں شہید اور علی کفار پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تلوار ہیں، ان سے بغض رکھنے والوں پر عزیز و جبار کی لعنت ہو، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

وہ جانور یہی کلمات بار بار دہراتا رہا، طلوعِ فجر کے بعد اس نے پھر چند کلمات کہے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کا وعدہ و وعید سچے ہیں اور محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول ہیں، ہدایت دینے والے اور راہنمائی فرمانے والے۔ ابوبکر کو صحیح رائے کی توفیق دی گئی، عمر بن خطاب کفار پر آ

ہنی جنگلے کی طرح (سخت) ہیں، عثمان فضیلت والے شہید ہیں اور علی بن ابی طالب زبردست قوت والے ہیں۔ ان سے بغض رکھنے والوں پر ربِّ مجید کی لعنت ہو۔

جب وہ جانور خشکی پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ جیسا، چہرہ انسان جیسا، ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور دم مچھلی کی دم جیسی ہے، میں ہلاکت کے خوف سے بھاگنے ہی والا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: رک جاؤ، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ میرے رکنے کے بعد اس نے مجھ سے میرے دین کے متعلق دریافت کیا تو میں نے جواب دیا: نصرانیت۔ اس نے کہا: اے نقصان اٹھانے والے! بربادی ہے تیرے لئے، دینِ اسلام اختیار کرلے کہ تو مؤمنین جنات کی قوم میں پہنچ چکا ہے، ان سے سوائے مسلمان کے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔ میں نے پوچھا: اسلام کیسے لاؤں؟ اس نے بتایا: اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدِ مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رسول ہیں۔

چنانچہ، میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا پھر اس نے کہا: تیرا اسلام کامل تب ہوگا جب تو خلفاء اربعہ سے راضی رہے گا۔ میں نے کہا: تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا: ہماری ایک قوم نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی محفل میں حاضر ہوئی، انہوں نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت لائی جائے گی، وہ عرض کرے گی: یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے کونوں کو مضبوط کریگا۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرمائے گا: میں نے تیرے کونوں کو خلفاء اربعہ سے مضبوط کر دیا ہے اور تجھے حسن وحسین سے زینت بخشی ہے۔

پھر اس جانور نے مجھ سے پوچھا: تم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہتا ہوں۔ اس

نے کہا: تو پھر یہاں کھڑے رہو، ایک کشتی کا یہاں سے گزر ہو گا۔ میں وہاں کھڑا رہا۔ وہ جانور سمندر میں اتر کر میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر ایک کشتی گزری جس میں چند افراد سوار تھے۔ میرے اشارہ کرنے پر انہوں نے مجھے بھی سوار کر لیا۔ اس میں بارہ نصرانی تھے۔ جب میں نے ان کو اپنا واقعہ بتایا تو سب کے سب دائرۂ اِسلام میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ہاں ضرور کوئی راز ہے کہ ان کی برکت سے مجھے اسلام کی دولت ملی اور بلند مقام نصیب ہوا۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۶۰۶ اَلشَّیخ شُعَیب حَرِیفِیش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)

جن نے اسلام کی ترغیب دلائی

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک جن میرا تابع ہو گیا تھا۔ وہ آئندہ کی خبریں مجھے دیا کرتا تھا اور میں لوگوں کو وہ خبریں بتا کر نذرانے وصول کیا کرتا تھا۔ ایک بار اس جن نے مجھے آ کر جگایا اور کہا کہ اٹھ اور ہوش میں آ، اگر تجھ میں کچھ شعور ہے تو چل اور بنی ہاشم کے سردار کے دربار میں حاضر ہو کر ان کا دیدار کر جو لوی بن غالب کی اولاد میں پیغمبر ہو کر تشریف لائے ہیں۔ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مسلسل تین راتیں ایسی گزریں کہ میرا یہ جن مجھے نیند سے جگا جگا کر برابر یہی کہتا رہا یہاں تک کہ میرے دل میں اسلام کی اُلفت و محبت پیدا ہو گئی اور میں اپنے گھر سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کس سبب سے تم یہاں آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ہے پہلے آپ اس کو سن لیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

پڑھو۔ چنانچہ میں نے اپنا قصیدۂ بائیہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں نظم کیا تھا پڑھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا اس قصیدہ کا آخری شعر یہ ہے کہ

وَکُنۡ لِیۡ شَفِیۡعًا یَوۡمَ لَا ذُوۡ شَفَاعَۃٍ سِوَاکَ بِمُغۡنٍ عَنۡ سَوَادِ بۡنِ قَارِبٖ

یعنی آپ اس دن میرے شفیع بن جائیے جس دن آپ کے سوا سواد بن قارب کی نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہوگا نہ کوئی نفع پہنچانے والا ہوگا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، جماع ابواب المبعث، حدیث سواد بن قارب...الخ، ج ۲، ص ۲۵۰)

جنوں کا سلام و پیغام

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کا ارادہ کر کے اپنے وطن سے روانہ ہوئے یمن کے ایک جنگل میں ہم لوگ چل رہے تھے کہ ناگہاں اشعار پڑھنے کی آواز آئی ہم نے ان اشعار کو غور سے سنا تو ان کا مضمون یہ تھا کہ اے سوارو! جب تم لوگ زمزم اور حطیم پر پہنچو تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ہمارا سلام عرض کر دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے فرماں بردار ہیں کیونکہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نے ہم لوگوں کو اس بات کی وصیت فرمائی تھی۔ (یقینا یہ یمن کے جنگل میں رہنے والے جنوں کی آواز تھی۔) (الکلام المبین ص ۹۳ بحوالہ ابن سعد)

جن سانپ کی شکل میں آیا

خطیب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بہت بڑے کالے سانپ

نے آپ کی طرف رُخ کیا، لوگوں نے اس کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس آنے دو۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچا تو اپنا سر آپ کے کانوں کے پاس کر دیا۔ پھر آپ نے اس سانپ کے منہ کے قریب اپنا منہ کر کے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا اس کے بعد اسی جگہ یکبارگی وہ سانپ اس طرح غائب ہو گیا کہ گویا زمین اس کو نگل گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے سانپ کو اپنے کانوں تک پہنچنے دیا یہ منظر دیکھ کر ہم لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سانپ آپ کو کاٹ نہ لے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنوں کی جماعت کا بھیجا ہوا ایک جن تھا۔ فلاں سورہ میں سے کچھ آیتیں یہ بھول گیا۔ ان آیتوں کو دریافت کرنے کے لئے جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا۔ میں نے اس کو وہ آیتیں بتا دیں اور وہ ان کو یاد کرتا ہوا چلا گیا۔ (الکلام المبین ص ۹۴)



نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ
حرمین کے نبی

مکہ اور مدینہ کے نبی

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلہ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں "احمد نبی" پیدا ہو چکے ہیں ؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا : کون احمد نبی؟ پادری نے کہا: احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔

چونکہ اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پادری کو نبی آخر الزماں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے، لیکن بصرہ سے مکہ معظّمہ آنے کے بعد جب ان کو پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرما دیا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ، الفصل الرابع فی اسلامہ، ج ۲،ص ۲۵۰)

کفار مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے

اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابوسفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے پچھتر زخم لگے۔

(اسد الغابۃ، طلحۃ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج ۳، ص ۸۳، ۸۴ والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الطاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۱)

ان کے فضائل و مناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا: "اَوْجَبَ طَلْحَۃُ"، (یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔)

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۶۱۲۱، ج ۲، ص ۴۳۳)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: زمین پر چلتا پھرتا شہید "طلحہ" ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، تتمۃ العشرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین طلحۃ بن عبید اللہ، الحدیث: ۳۳۶۵۹۲، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۸۶)

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، طلحۃ بن عبید اللہ التیمی، ج ۲، ص ۳۲۰ ملتقطاً)

اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فہرست میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دس سال بعد خاندان قریش میں پیدا ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۲)

ابتدائی تعلیم و تربیت اسی طرح ہوئی جس طرح سرداران قریش کے بچوں کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ یمن کے ایک بوڑھے عیسائی راہب نے ان کو نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ظہور کی خبر دی اور یہ بتایا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کریں گے۔ جب یہ یمن سے لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ جبکہ آپ سے پہلے چند ہی آدمی آغوش اسلام میں آئے تھے چونکہ مسلمان ہوتے ہی آپ کے گھر والوں نے آپ پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنا شروع کر دیا اس لئے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے بازار کا رخ کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ آپ کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا اور آپ نے قبیلہ انصار کی ایک خاتون سے شادی بھی کر لی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۹۲ - ۹۳ ملخصاً)

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان ومال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگ اُحد میں یہ ایسی جاں بازی اور سرفروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدن اکیس زخم لگے تھے اور ان کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے یہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ (اسد الغابۃ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۴۹۶)

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اپنا یہ پورا قافلہ مع اونٹوں اور ان پر لدے ہوئے سامانوں کے خداعزوجل کی راہ میں خیرات کردیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم پیش کردیئے۔ دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ پیش کردیئے۔ (اسد الغابۃ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۴۹۸)

بوقت وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی۔ (اسد الغابۃ، عبدالرحمن بن عوف، ج ۳، ص ۴۹۹۔۵۰۰)

اور ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کیلئے ایک باغ کی وصیت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ...الخ، الحدیث ۶۱۳۰، ج ۲، ص ۴۳۴)

۳۲ھ میں کچھ دن بیمار رہ کر بہتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے اور ہمیشہ کے لیے سخاوت وشجاعت کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۳)



اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ

دونوں قبلوں (بیت المقدس و کعبہ) کے امام

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں رہے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خداوند تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ آپ اپنی نمازوں میں "بیت المقدس" کو اپنا قبلہ بنائیں۔ چنانچہ آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنایا جائے۔ چنانچہ آپ اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا اٹھا کر اس کے لئے وحیِ الٰہی کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قلبی آرزو پوری فرمانے کے لئے قرآن کی یہ آیت نازل فرمادی کہ

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (پ ۲، البقرۃ: ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپکا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی خوشی ہے تو ابھی آپ پھیر دیجیے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (بقرہ)

چنانچہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلۂ بنی سلمہ کی مسجد میں نمازِ ظہر پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں یہ وحی نازل ہوئی اور نماز ہی میں آپ نے بیت المقدس سے مڑ کر خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا اور تمام مقتدیوں نے بھی آپ کی پیروی کی۔ اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا "مسجد القبلتین" کہتے ہیں اور آج

بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص وعوام ہے جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کیلومیٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔

اس قبلہ بدلنے کو "تحویل قبلہ" کہتے ہیں۔تحویل قبلہ سے یہودیوں کو بڑی سخت تکلیف پہنچی جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تو یہودی بہت خوش تھے اور فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی ہمارے ہی قبلہ کی طرف رُخ کر کے عبادت کرتے ہیں مگر جب قبلہ بدل گیا تو یہودی اس قدر برہم اور ناراض ہو گئے کہ وہ یہ طعنہ دینے لگے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چونکہ ہر بات میں ہم لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے محض ہماری مخالفت میں قبلہ بدل دیا ہے۔اسی طرح منافقین کا گروہ بھی طرح طرح کی نکتہ چینی اور قسم قسم کے اعتراضات کرنے لگا تو ان دونوں گروہوں کی زبان بندی اور دہن دوزی کے لئے خداوند کریم نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (پ ۲، البقرۃ: ۱۴۲)

اب کہیں گے بیوقوف لوگوں میں سے کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ تھے آپ کہہ دیجیے کہ پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ (پ ۲، البقرۃ: ۱۴۳)

اور (اے محبوب) آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بلا شبہ یہ بڑی بھاری بات تھی مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہے (ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں) (بقرہ)

پہلی آیت میں یہودیوں کے اعتراض کا جواب دیا گیا کہ خدا کی عبادت میں قبلہ کی کوئی خاص جہت ضروری نہیں ہے۔ اس کی عبادت کے لئے پورب، پچھّم، اتر، دکھن، سب جہتیں برابر ہیں اللہ تعالیٰ جس جہت کو چاہے اپنے بندوں کے لئے قبلہ مقرر فرما دے لہٰذا اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسری آیت میں منافقین کی زَبان بندی کی گئی ہے جو تحویل قبلہ کے بعد ہر طرف یہ پروپیگنڈا کرنے لگے تھے کہ پیغمبر اسلام تو اپنے دین کے بارے میں خود ہی متردد ہیں کبھی بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ کعبہ قبلہ ہے۔ آیت میں تحویل قبلہ کی حکمت بتا دی گئی کہ منافقین جو محض نمائشی مسلمان بن کر نمازیں پڑھا کرتے تھے وہ قبلہ کے بدلتے ہی بدل گئے اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ اس طرح ظاہر ہو گیا کہ کون صادق الایمان ہے اور کون منافق اور کون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا ہے اور کون دین سے پھر جانے والا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، تحویل القبلۃ ... الخ، ج2، ص246، 249، 250 ومدارج النبوت، قسم سوم، باب دوم، ج2، ص73 ملخصاً)

کعبہ افضل ہے

اور اللہ عزَّ وَجَلَّ بیت اللہ شریف کی عظمت وشان یوں بیان فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ O فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى

النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکّہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اِس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (پ4، اٰل عمران: 96-97)

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: شانِ نزول: یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے، کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے۔ انبیاء کا مقامِ ہجرت وقبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جس کو اللہ تعالیٰ نے طاعت وعبادت کے لئے مقرّر کیا، نماز کا قبلہ، حج اور طواف کا موضع بنایا جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبہ معظّمہ ہے جو شہرِ مکہ معظّمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبۂ معظّمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔ (اس میں ایسی نشانیاں ہیں) جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرند کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اور اس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں، اسی سے انہیں شفا ہوتی

ہے۔ اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتّٰی کہ کتّے اس سرزمین میں ہَرَن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شبِ جمعہ کو ارواحِ اَولیاؑ اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ انہیں آیات میں سے مقامِ ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا۔ اور مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور اس میں آپ کے قدمِ مبارک کے نشان تھے جو باوجود طویل زمانہ گزرنے اور بکثرت ہاتھوں سے مَس ہونے کے ابھی تک کچھ باقی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں نہ اس کو قتل کیا جائے، نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔

اور حضرتِ سیّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس آیتِ مبارکہ میں "بَیْت" سے مراد کعبۃ اللہ شریف ہے۔ جس کو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے بیتُ المعمور کی سیدھ میں زمین میں رکھا۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرتِ سیّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے (زمین پر) اُتارا گیا اور آپ علیہ السلام نے حجِ بیت اللہ فرمایا پھر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کی: اے آدم علیہ السلام! آپ کا حج قبول ہو گیا۔ اور ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ شریف کا حج کیا تھا۔ آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے دریافت فرمایا: تم حج میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر پڑھا کرتے تھے۔ پھر حضرتِ سیّدُنا آدم علٰی نبینا وعلیہ

الصلٰوۃ والسلام بھی طواف میں یہی پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے:
اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! میری اولاد میں اس گھر کو تعمیر کرنے والا بنا۔ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے وحی فرمائی کہ میں اپنا گھر تیری اولاد میں سے اپنے خلیل (حضرت) ابراہیم (علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام) سے بنواؤں گا۔ میں اس کے ہاتھوں اس کی تعمیر کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ جب حضرتِ سیّدُنا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کے عہد میں طوفان آیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے بیت اللہ شریف کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا، وہ سبز زمرد کا تھا اور اس میں جنت کے چراغوں میں سے ایک چراغ تھا۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ص ۱۲۱۔ ۱۲۳ اَلشَّیْخ شُعَیْب حَرِیْفِیْش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)



وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ
اور دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ ہیں

میرے آقا اعلیحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِّ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہِ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین وملّت، حامیِٔ سنّت، ماحیِٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں صاحب تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین اُن کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر) دنیا ودیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ (جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا وآخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ ؎

فانّ من جودك الدنيا و ضرّتها۔ ا؎

(ا؎ مجموع المتون قصیدۃ بردۃ فی مدحہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الشئون الدینیہ دولۃ قطر ص ۱۰)

بے شک دُنیا وآخرت آپ کے جود وسخا سے ہے۔

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی واخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انہیں کے دستِ عطا سے پائی۔ انہیں کے کرم، انہیں کے طفیل، انہیں کے اسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابدالاباد تک ملتا رہے گا جس طرح دین وملت، اسلام وسنت، صلاح وعبادت، زہد وطہارت اور علم و

معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفاء و صحت، عزت و رفعت اور فرزند و عشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انہیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا: ؎ بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے۔۱؎

(۱؎ حدائقِ بخشش حاضری بارگاہ بہیں جائے حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹۴)

قال الرضا: ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے

وقال الفقیر ؎

بے اُن کے توسُل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے اُن کے توسط کے، پرسش ہے نہ شنوائی

وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اوران کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السمٰوات والارض میں ان کا حکم جاری ہے، تمام مخلوقِ الٰہی کو ان کے لیے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔ ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا ، تیرا ؎۲

(۲؎ حدائق بخشش وصل اول درنعت رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۲)

(جو سر ہے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا۔)

سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں اور

تمام عالم کو انہیں کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر۔ ؎

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا

(حدائق بخشش وصل چہارم، درمنافحت اعداء الخ حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص۹)

احکامِ تشریعیہ، شریعت کے فرامین، اوامر ونواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے، جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کردیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں وہی شرع ہے، غرض وہ کارخانہ الٰہی کے مختارِ کل ہیں، اور خسرو ان عالم اس کے دستِ نگرو محتاج)

(وہ کون؟) اعنٰی سیّدالمرسلین (رہبرِ رہبراں)، خاتم النبیین (خاتم پیغمبراں) رحمة للعلمین (رحمتِ ہر دو جہاں)، شفیع المذنبین (شافع خطا کاراں،) قائد الغر المحجلین (ہادی نوریاں وروشن جبیناں)، سرّ الله المكنون (رب العزت کا راز سربستہ) دُرّ الله المخزون (خزانہ الٰہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ) سرور القلب المحزون (ٹوٹے دلوں کا سہارا) عالم ماكان وما سيكون (ماضی و مستقبل کا واقف کار) تاج الاتقياء (نیکوکاروں کے سرکا تاج) نبی الانبياء (تمام نبیوں کا سرتاج) محمّدن (المصطفٰی) رسول رب العالمين صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ اٰله وصحبه وبارك وسلم الىٰ يوم الدين۔ (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۳۴۷۔۳۴۸ ج۲۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

☆☆☆☆☆

صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ
وہ جو مرتبہ قاب قوسین پر فائز ہیں

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نِعمت، عظیم البَرَکت، عظیم المَرتبت، پروانہ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں صاحب تاج کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں: ع

سریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة
من قاب قوسین لم تدرك ولم ترم
خفضت کل مقام بالاضافة اذ
نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فخرت کل فخار غیر مشترك
وجزت کل مقام غیر مزدحم

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل السابع مرکز اہلسنت گجرات ہند ص ۴۴ تا ۴۶)

یعنی یارسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظّمہ سے بیت الاقصٰی کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند

چلے، اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرمادیا، جب حضور رفع کے لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية للساع الی السبق من كمال القرب المطلق الی جناب الحق ولا تركت موضع رقی وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذٰلك الی مقام قاب قوسين اوادنٰی فاوحی اليك ربك ما اوحی۔

یعنی حضور دروازہ میں داخل ہوئے اور آپ نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بندلی کے لئے کوئی جگہ عروج وترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب وقوسین اوادنٰی تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

(الزبدۃ العمدۃ فی شرح القصیدۃ البردۃ الفصل السابع جمعیت علماء سکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶)

نیز امام ہمام ابوعبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

وترقی به الیٰ قاب قوسین
وتلك السیادة القعسا
رتب تسقط الا ما فی حسرٰی
دونها ما وراهن وراء

(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ الفصل الرابع حزب القادریہ لاہور ص ۱۳)

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

قال بعض الائمة والمعاریج لیلة الاسراء عشرة، سبعة فی السمٰوٰت والثامن الی سدرة المنتهٰی والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش. الخ.

بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہٰی، نویں مستوٰی، دسویں عرش تک۔

(افضل القریٰ لقراء ام القری تحت شعر ۷۳ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۴۰۴)

سید علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

قال الشهاب المکی فی شرح همزیة لامام بوصیری عن بعض الائمة ان المعاریج

فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیرہ میں کہا بعض آئمہ سے منقول ہے کہ معراجین دس ہیں۔

عشرة الی قوله والعاشر الی العرش والرؤیة۔

(الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ بحوالہ شرح قصیدہ ہمزیہ المکتبۃ النوریۃ الرضویہ لائلپور ا / ۲۷۲)

دسویں عرش و دیدار تک۔

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطی سلیمٰن علیه الصلوٰة والسلام الریح التی غدوها شهر ورواحها شهر اعطی نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم البراق فحمله من الفرش الی العرش فی لحظة واحدة واقل مسافة فی ذٰلك سبعة اُلاف سنة۔ وما فوق العرش الی المستوی والرفرف لایعلمه الا الله تعالیٰ۔

جب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اوراس مین ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش سے مستوٰی اور فرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

(افضل القرٰی لقراء ام القرٰی)

اسی میں ہے:

لما اعطی موسٰی علیه الصلوٰة والسلام الکلام اعطی نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مثله لیلة الاسراء

جب موسیٰؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرامع اورزیادت قرب اور چشم سر سے دیدار

وزیادة الدنو والرویة بعین البصر وشتان مابین جبل الطور الذی نوجی به موسٰی علیه الصلوٰة والسلام وما فوق العرش الذی نوجی به نبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔

الٰہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

(افضل القرٰی لقرء ام القرٰی)

اسی میں ہے:

رقیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم ببدنه یقظة بمکة لیلة ولاسراء الی السماء ثم الی سدرة المنتهٰی ثم الی المستوی الی العرش والرفرف والرویة۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہٰی، پھر مقام مستوٰی، پھر عرش ورفرف ودیدار تک۔

(افضل القرٰی لقراء ام القرٰی تحت شعر ۱۱ المجمع الثقافی ابوظبی ۱/ ۱۱۶و۱۱۷) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۴۳۔ ۶۴۴ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ

دو مشرقوں اور دو مغربوں کے رب کے محبوب

اللہ سے محبت کے لئے محبوب کی ضرورت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O (پ ۲، آل عمران: ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسّرِ شہیر، خلیفہء اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبّت کا دعوٰی جب ہی سچّا ہوسکتا ہے جب آدمی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متبع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے۔

شانِ نزول: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر ان کو سجدہ کر رہے تھے حضور نے فرمایا اے گروہِ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے دین کے خلاف ہوگئے قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبّتِ الٰہی کا دعوٰی سیّد عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اتباع وفرماں برداری کے بغیر قابلِ قبول نہیں جو اس دعوے کا ثبوت دینا چاہے حضور کی غلامی کرے اور حضور نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور کا نافرمان اور محبّتِ الٰہی کے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔

اللہ سے معافی کے لئے محبوب کی ضرورت

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ (پ ۵، النسآء: ٦٤)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

مفسّرِ شہیر، خلیفہ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار برآری کا ذریعہ ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

مسئلہ: اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

مسئلہ: قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی "جَآءُوْكَ" میں داخل اور خیرُ القرون کا معمول ہے۔

مسئلہ: بعد وفات مقبولان حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (پ ۲، النسآء: ۶۵)

اللہ کی رضا معلوم کرنے کے لئے محبوب کی ضرورت

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

مفسّرِ شہیر، خلیفہءِ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل، سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیرِ خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: معنیٰ یہ ہیں کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دِل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے

شانِ نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی

زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔



جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے جدامجد

فضائل امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک بار حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ خدمتِ اقدس ہوکر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شانہہ مبارک پر سوار ہوگئے، ایک صاحب نے عرض کیا: صاحبزادے آپ کی سواری کیسی اچھی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اور سوار کیسا اچھا سوار ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۸۰۹، ج۵، ص ۴۳۲)

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سجدے میں تھے کہ امامِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پشت مبارک سے لپٹ گئے، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سجدے کو طول دیا کہ سر اٹھانے سے کہیں گر نہ جائیں۔

(مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، الحدیث ۳۴۱۵، ج۳، ص ۲۱)

امامِ حسن اور امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت ارشاد ہوتا ہے: "ہمارے یہ دونوں بیٹے جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔"

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۷۹۳، ج۵، ص ۴۲۶)

اور فرمایا جاتا ہے "ان کا دوست ہمارا دوست، ان کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل الحسن والحسین، الحدیث ۱۴۳، ج۱، ص ۹۶)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم "یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں"۔ اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم "حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے

ہے اور میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں ،اللہ عزوجل دوست رکھے اسے جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھے، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبط ہے اسباط سے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۸۰۰، ج ۵، ص ۴۲۹)

ایک روز حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے دہنے زانو پر امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ور بائیں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے صاحبزادے حضرتِ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہوکر عرض کی کہ ان دونوں کو خدا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم کے پاس نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرما لیجئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلمنے امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی، تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔اس واقعہ کے بعد جب حاضر ہوتے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم بوسے لیتے اور فرماتے: مَرْحَبًا بِمَنْ فَدَيْتُهُ بِابْنِيْ۔ ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۰۰، بلفظ فدیت من)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلم "یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، الٰہی! عزوجل میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انہیں دوست رکھ اور اسے دوست رکھ جو انہیں دوست رکھے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۷۹۴، ج ۵، ص ۴۲۷)

بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے "میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ پھر دونوں کو سونگھتے اور سینہ انور سے لگالیتے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن... الخ، الحدیث ۳۷۹۷، ج ۵، ص ۴۲۸)



مَوْلٰنَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ

اور ہمارے اور (تمام) جن وانس کے آقا ہیں

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیٔ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نورِ من نور اللہ کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں: اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی ووالی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔ (القرآن الکریم ۳۳/۶)

نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ (احمد وبخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

(صحیح البخاری کتاب الکفالۃ باب جوار ابی بکر الصدیق فی عہد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۸) (صحیح البخاری کتاب النفقات ۲/۸۰۹ وکتاب الفرائض ۲/۹۹۷ وباب ابنی عم احدھما الخ ۲/۹۹۸) (صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲

/۳۵)(سنن النسائی کتاب لاجنائز الصلوۃ علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۲۷۹)(سنن ابن ماجۃ ابواب الصدقات التشدید فی الدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۶)(مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۹۰و۴۵۳)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لانی الخلیفة الاکبر الممد لکل موجود۔

اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مددرساں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا اولٰی بالمومنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۳۷۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من مؤمن الا وانا اولی به فی الدنیا والأخرة اقرء وا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم فایما مؤمن مات وترك مالا فلیرثه عصبته من كانو ومن ترك دینًا اوضیاعًا فلیاتنی فانا مولاه ۔ البخاری۔ ومسلم والترمذی عن ابی هریرة وابو داود والترمذی عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالی عنهم۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ "نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے"، تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دَین بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولٰی میں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیک وعلٰی آلک وبارک وسلم۔(بخاری ومسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے

اور ابوداود و ترمذی نے جابر بن عبداللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔)

(صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدین باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۳۲۳)(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۷۰۵)(صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۳۶)(سنن الترمی، سنن ابی داود کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۵۴)(مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲ / ۳۳۴و۳۳۵)(شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴۱ المکتب الاسلامی بیروت ۸ / ۳۲۴)(سنن الکبریٰ للبیہقی باب العصبۃ ۶ / ۲۳۸ وکتاب النکاح ۷ / ۵۸ دار صادر بیروت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

المولی الناصر۔ یہاں مولیٰ بمعنٰی مددگار ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب تحت حدیث ۳۰۲ / ۴۷۸۱ بیروت ۱۹ / ۱۶۴)

تولاجرم بحکم حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی و مددگار ودافع بلا ومکروہات ہیں، والحمدللہ رب العٰلمین،

اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا: حضرت امیر وذریئہ ظاہرہ اورا ۔۔۔۔ الخ۔

(تحفہ اثناء عشریۃ باب ہفتم درامامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴)

اقول: عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں، قال اللہ تعالیٰ:

ینصرون اللہ ورسولہ۔ (القرآن الکریم ۵۹ / ۸)

مہاجرین اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں۔

وقال الله تعالٰی: فان الله هو موله وجبریل۔ (الأية)

(القرآن الکریم ۶۶ / ۴)

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مدد گار اللہ ہے اور جبریل وابوبکر وعمر وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام۔ (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۱۱ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



اَبِی الْقَاسِمِ
یعنی ابوالقاسم

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشہور کنیت "ابوالقاسم" ہے۔ چنانچہ بہت سی احادیث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ کنیت مذکور ہے، مگر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت "ابوابراہیم" بھی ہے۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان لفظوں سے سلام کیا کہ "السلام علیك یا ابا ابراهیم"، یعنی اے ابراہیم! کے والد آپ پر سلام۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اسماء الشریفۃ ...الخ، ج ۴، ص ۲۲۹)

ابومحمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ای لاتسابقوه بالکلام ولا تغلظوا له بالخطاب ولاتنادوه باسمه نداء بعضکم بعضا ولکن عظموه ووقروه ونادوه باشرف مایحب ان ینادی به یا رسول الله! یانبی الله.

یعنی کلام میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم سے سبقت نہ کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم سے ہم کلام ہوتے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم کا نام لیکر نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو اور اشرف ترین اوصاف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ڈالہٖ

وسلم کو نداء کرو جن سے نداء کئے جانے کو
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ۂالہٖ وسلم پسند
فرمائیں اور یوں کہو یارسول اللہ! یا نبی
اللہ !(عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ ۂالہٖ
وسلم)

(الشفاء، الباب الثالث، ج ۲، ص ۶۵)



مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ

محمد بن عبداللہ

خاندانی حالات

نسب نامہ

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب شریف والد ماجد کی طرف سے یہ

ہے:

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) بن عبداللہ (۳) بن عبدالمطلب (۴) بن ہاشم (۵) بن عبد مناف (۶) بن قصی (۷) بن کلاب (۸) بن مرہ (۹) بن کعب (۱۰) بن لوی (۱۱) بن غالب (۱۲) بن فہر (۱۳) بن مالک (۱۴) بن نضر (۱۵) بن کنانہ (۱۶) بن خزیمہ (۱۷) بن مدرکہ (۱۸) بن الیاس (۱۹) بن مضر (۲۰) بن نزار (۲۱) بن معد (۲۲) بن عدنان۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص573) (بخاری ج1، باب مبعث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب یہ ہے:

(1) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (2) بن آمنہ (3) بنت وہب (4) بن عبدمناف (5) بن زہرہ (6) بن کلاب (7) بن مرہ۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، اولاد عبدالمطلب، ص48)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کا نسب نامہ "کلاب بن مرہ" پر مل جاتا ہے اور آگے چل کر دونوں سلسلے ایک ہو جاتے ہیں۔ "عدنان" تک آپ کا نسب نامہ صحیح سندوں کے ساتھ باتفاق مؤرخین ثابت ہے اس کے بعد ناموں میں

بہت کچھ اختلاف ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تھے تو "عدنان" ہی تک ذکر فرماتے تھے۔

(کرمانی بحوالہ حاشیہ بخاری ج 1، ص 543)

مگر اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ "عدنان" حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند ہیں۔

خاندانی شرافت

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان ونسب نجابت وشرافت میں تمام دنیا کے خاندانوں سے اشرف واعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن کفار مکہ بھی کبھی اس کا انکار نہ کر سکے۔ چنانچہ حضرت ابو سفیان نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ "ھو فینا ذو نسب" یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "عالی خاندان" ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب 6، ج 1، ص 10 مفصلاً)

حالانکہ اس وقت وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے اور چاہتے تھے کہ اگر ذرا بھی کوئی گنجائش ملے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کوئی عیب لگا کر بادشاہ روم کی نظروں سے آپ کا وقار گرا دیں۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے "کنانہ" کو برگزیدہ بنایا اور "کنانہ" میں سے "قریش" کو چنا، اور "قریش" میں سے "بنی ہاشم" کو منتخب فرمایا، اور "بنی ہاشم" میں سے مجھ کو چن لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، الحدیث: 2276، ص 1249)

بہر حال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ۔

لَهُ النَّسَبُ الْعَالِيْ فَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ

حَسِيْبٌ نَسِيْبٌ مُنْعَمٌ مُتَكَرَّمٗ

یعنی حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بھی حسب ونسب والا اور نعمت وبزرگی والا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہیں ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پاکدامنی

ایک مرتبہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے والد محترم حضرت سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں سفر پر جارہے تھے کہ راستے میں ایک یہودی عورت ملی جو اپنے مذہب کی کتابوں کو خوب جانتی تھی اور وہ کاہنہ بھی تھی، اس کا نام "فاطمہ بنت مُرّہ" تھا، بہت زیادہ حسین وجمیل اور پارسا تھی، لوگ اس سے شادی کی خواہش کرتے تھے، حسن وخوبصورتی میں اس کا بہت چرچا تھا، جب اس کی نظر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو اسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں نورِ نبوت چمکتا ہوا نظر آیا، وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آکر کہنے لگی: "اے نوجوان! اگر تو مجھ سے ابھی مباشرت کرلے تو میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔" یہ سن کر عفت وحیا کے پیکر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مجھے حرام کام میں پڑنے سے موت زیادہ عزیز ہے اور حلال کام تیرے پاس نہیں یعنی تو میرے لئے حلال نہیں پھر میں تیری خواہش کیسے پوری کرسکتا ہوں۔"

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس گھر تشریف لائے اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد ایک مرتبہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات اس عورت سے ہوئی، اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ انور پر نورِ نبوت نہ پاکر پوچھا: "تم نے مجھ سے جدا ہونے کے بعد کیا کیا؟" آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے مباشرت کی۔" یہ سن کر وہ بولی: "خدا عزوجل کی قسم! میں بدکارہ نہیں لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نورِ نبوت دیکھا تو میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ عزوجل کو کچھ اور ہی منظور تھا اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے پوچھا: "کیا واقعی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے قبول نہ کیا، کیا تو نے اسے اپنی طرف دعوت دی تھی؟" یہ سن کر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے ایک بجلی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا، اس بجلی میں ایسا نور تھا جو سارے ماحول کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس نور کو حاصل کرلوں تا کہ اس پر فخر کرتی رہوں مگر ہر پتھر کی رگڑ سے آگ پیدا نہیں ہوتی مگر اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ زُہری عورت (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بڑی نصیب والی ہے جس نے تیرے دونوں کپڑے لے لئے وہ کیا جانے کہ اس نے کتنی عظیم چیز حاصل کر لی ہے۔ (یعنی حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تم سے وہ شہزادہ حاصل کر لیا جس کے وجود پر دو چادریں ہیں: ایک حکومت کی اور دوسری نبوت کی) وہ عورت اکثر یہ اشعار پڑھا کرتی تھی۔

(اس واقعہ سے رحمتِ عالم، نورِ مجسَّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاک دامنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک نوجوان کو حسین وجمیل مال دار عورت گناہ کی دعوت دے اور صرف گناہ کی دعوت ہی نہیں بلکہ سو اونٹ بھی ساتھ دے لیکن پھر وہ غیرت مند اور عفت وحیا کا پیکر اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دے اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دے، تو کیا یہ عمل پاکدامنی، تقوی، پرہیزگاری اور خوفِ خدا عزوجل کی ایک

اعلیٰ ترین مثال نہیں؟ یقیناً یہ خوف خدا عزوجل کی بہترین مثال ہے، ایسے مرد مؤمن کی پاکدامنی پر کروڑوں سلام۔

سیدی اعلیٰحضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے "فتاوی رضویہ شریف"، جلد ۳۰ صفحہ ۲۷۰ پر حضور نبی رَحمت، شافعِ امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ اقدس نقل فرمایا، چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک ستھری پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دوشاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔"

(بحوالہ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۹۲، الحدیث: ۳۵۴۸۴)



نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ
جواللہ کے نور میں سے ایک نور ہیں

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِٔ نِعمت، عظیم البَرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ میں نورٌ من نور اللہ کے فضائل یوں ارشاد فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم لك الحمد یانور یانور النور یانور اقبل کل نور ونورا بعد کل نور یامن له النور وبه النور ومنه النور والیه النور وھو النورصل وسلم وبارك عی نورك المنیر الذی خلقته من نورك و خلقت من نورہ الخلق جمیعا وعلی اشعة انوارہٖ واٰلہٖ واصحابہٖ نجومہٖ واقمارہٖ اجمعین (اٰمین)

اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں، اے نور کے نور، اے نور ہر نور سے پہلے اور، اے نور ہر نور کے بعد۔ اے وہ ذات جس کے لئے نور ہے، جس کے سبب سے نور ہے، جس سے نور، جس کی طرف نور ہے اور وہی نور ہے ۔ درود وسلام اور برکت نازل فرما اپنے نور پر جو روشن کرنے والا ہے۔ جس کو تو نے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور تمام مخلوق کو اس کے نور سے پیدا فرمایا۔ اور اس کے انورا کی شعاعوں پر اور اس کے آل واصحاب پر جو اس کے ستارے اور چاند

ہیں۔ سب پر۔ اے اللہ !ہماری دعا کو
قبول فرما۔

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام انجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

قال قلت یارسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقه الله تعالٰی قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نورنبیك من نورہٖ فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالٰی ولم یکن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء والارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما اراد الله تعالٰی ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، ومن الثانی

یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ !میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتادیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے

اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکۃ، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء ، فخلق من الاول السمٰوات، ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء الحدیث ۔بطولہ۔

فرشتگان حامل عرش ، دوسرے سے کرسی ، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے ۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے ، پہلے سے آسمان ، دوسرے سے زمینیں ، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے ، پھر چوتھے کے چار حصے کئے ، الیٰ آخرالحدیث۔

(المواہب اللدنیۃ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۷۱و۷۲) (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الاول دارالمعرفۃ بیروت ۱ /۴۶و۴۷) (تاریخ الخمیس مطلب اللوح والقلم مؤسسۃ شعبان ۱ /۱۹و۲۰) (مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۲۱) (مدارج النبوۃ قسم دوم باب اول مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲ /۲)

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ مین بنحوہٖ روایت کی ، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القرٰی اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں ، بالجملہ وہ تلقی امت بالقبو کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے ۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی

حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی ، کما بیناہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین " (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔ت)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیئ من نورہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔

بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

(الحدیقۃ الندیۃ المبحث الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۳۷۵)

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من اٰفات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام۔

اس کو علامہ نابلسی نے نوع نمبر ساٹھ جو کہ زبان کی آفتوں کے بیان میں ہے کہ بعد، کھانے کی برائی بیان کرنے کے مسئلہ کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

قد قال الاشعری انہ تعالٰی نور لیس کالانوار و الروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول ماخلق اللہ

یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اورنوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح

نوری ومن نوری خلق کل شیئ
وغیرہ مما فی معناہ۔

پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں ، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میری ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

(مطالع المسرات الحزب الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۶۵) (فتاوٰی رضویہ شریف ص ۶۵۸ ج ۳۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)



یٰاَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِه

اے نورِ جمالِ محمدی کے مشتاقو!

مقدّر والوں کے سودے

پیارے بھائیو! مقدّر والوں کے سودے ہیں، بس جس پر کرم ہو جائے! ہم سبھی کو چاہئے کہ جلوہ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی حسرت دل میں بڑھائیں اور تمنائے دیدار میں اشک بہائیں، وہ عاشقانِ رسول کس قدر بخت بیدار ہیں جو جلوہ یار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں، عُشاق کی بھی کیا شان ہے۔

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے رُوئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مُسکرانے سے

زیارتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وظیفہ اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے

عرض: حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارتِ شریفہ حاصل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

ارشاد: دُرودشریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر (یعنی کثرت) رکھے بالخصوص اِس دُرود شریف کو بعد عشاء سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا هُوَ اَهْلُهٗ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ صَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ ط

حصولِ زیارتِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیمِ شانِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو، آگے اُن کا کرم بے حد و بے انتہا ہے۔

فراق ووصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر اوتمنائی

(قربت ودُوری سے کیا مطلب! دوست کی رضا وخوشنودی طلب کر کہ اِس کے علاوہ اُس سے دوسرے کی آرزو کرنا افسوس ناک بات ہے۔)

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۱۱۵)

شوقِ دیدارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ایمان کا باعث ہوتا تھا اس بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے نہایت مشتاق رہتے تھے۔ (اور آج بھی ہر عاشق کو شوق دیدار ہونا چاہئے) جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو تشنگانِ دیدار میں جن لوگوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ آپ کو پہچان نہ سکے لیکن جب دھوپ آئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے اوپر اپنی چادر کا سایہ کیا، تو سب نے اس سایہ میں آفتاب نبوت کی دید سے اپنا ایمان تازہ کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۹۰۶، ج ۲، ص ۵۹۳)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لو تم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج "مسجد قبا" بنی ہوئی ہے۔ 12 ربیع الاول کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلۂ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پرجوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے انصار جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اسی مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم

نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرتِ کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۴۹۹ ۔ ۵۰۰ ملتقطاً و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سید الاولیاء اور صالحین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمن آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوشِ مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہوگا کہ ۔

اُن کے قدم پہ میں نثار جن کے قدوم ناز نے
اُجڑے ہوئے دیار کو رشکِ چمن بنا دیا

حجۃ الوداع میں مشتاقان دیدار نے آفتاب نبوت کو ہالے کی طرح اپنے حلقے میں لے لیا، بدوآ کر شربت دیدار سے سیراب ہوتے تھے اور کہتے تھے: "یہ مبارک چہرہ ہے"۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مرض الموت کے زمانہ میں جب حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حالتِ نماز میں ملاحظہ فرما کر مسکرائے تو اس آخری دیدار سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مسرت کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ سوچا نماز ہی توڑ دیں اور اس جمال بے مثال کا آج جی بھر کر نظارہ کرلیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان وجهه ورقة مصحف ما راءينا منظرا كان اعجب الينا من وجه النبی صلی الله عليه وسلم حين وضح لنا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چہرہ قرآن کے ورق کی طرح صاف تھا ہم نے کوئی منظر ایسا نہ دیکھا جو ہمیں رخ انور کے اس منظر سے زیادہ خوشگوار ہو جب چہرہ مبارک ہم پر نمودار ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ، الحدیث: ۶۸۱، ج۱، ص ۲۴۳)

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آنکھیں صرف اس لئے عزیز تھیں کہ ان کے ذریعے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوتا تھا۔ لیکن جب خدا عزوجل نے ان کو اس شرف سے محروم کر دیا تو، وہ آنکھوں سے بھی بے نیاز ہو گئے۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں جاتی رہیں، لوگ عیادت کو آئے تو انھوں نے کہا کہ ان سے مقصود تو صرف رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار تھا۔ لیکن جب آپ کا وصال ہو گیا، تو اگر میرے عوض تبالہ کی ہرنیاں اندھی ہو جائیں اور میری بینائی لوٹ آئے تب بھی مجھے پسند نہیں۔

(الادب المفرد، باب العیادۃ من الرمد، الحدیث: ۵۴۳، ص ۱۵۳)

مشتاق جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑی محبت تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جب وصال ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پتا بتا دو۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غم ہجر میں مدینے کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ ایک سال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کوخواب میں دیکھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑا؟ کیا تمھارا دل ہم سے ملنے کونہیں چاہتا؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خواب دیکھ کر، لبیک یا سیدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! اے آقا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم غلام حاضر ہے، کہتے ہوئے اٹھے اور اسی وقت رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے کو چل پڑے۔ رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلے سیدھے مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوۃ والسلام) پہنچے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ڈھونڈا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ دیکھا، پھر حجروں میں تلاش کیا جب وہاں بھی نہ ملے تب مزارانور پر حاضر ہوئے اور روکر عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ اور جب بلال زیارت کے لئے حاضر ہوا تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پردہ میں چھپ گئے۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو کر قبرانور کے پاس گر گئے، بہت دیر میں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوش آیا تو لوگ قبرانور سے اٹھا کر باہر لائے۔

اس عرصہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کا سارے مدینہ میں غل ہوا کہ آج رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مؤذن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں۔ سب نے مل کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی اللہ عزوجل کے لئے ایک دفعہ وہ اذان سنادو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سناتے تھے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے، دوستو! یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات ظاہری میں اذان دیتا تھا تو جس وقت اشھد ان محمدا رسول اللہ کہتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہٖ وسلم کو سامنے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا۔ اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا؟ مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار ہی کیا۔

بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ رائے ہوئی کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا کہنا نہیں مانیں گے تم کسی کو بھیج کر حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلالو، اگر وہ آکر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور مان جائیں گے، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عشق ہے۔ یہ سنکر ایک صاحب جا کر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلالائے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آج ہمیں بھی وہی اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اٹھا کر کہا۔ تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جگر پارہ ہو، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے باغ کے پھول ہو، جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا، تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مزار مبارک میں رنج پہنچے گا اور پھر فرمایا: حسین! رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لے چلو جہاں کہو گے اذان کہہ دوں گا۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہنا شروع کی اللہ اکبر! اللہ اکبر! مدینہ منورہ میں یہ وقت عجب غم اور صدمہ کا وقت تھا۔ آج مہینوں کے بعد اذانِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ

وسلم کی دنیوی حیات مبارک کا سماں بندھ گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان سنکر مدینہ منورہ کے بازار وگلی کوچوں سے لوگ آن کر مسجد میں جمع ہوئے ہرایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں باہر آگئیں اپنے بچوں کوساتھ لائیں۔ جس وقت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشھد ان محمدا رسول اللہ منہ سے نکالا ہزار ہا چیخیں ایک دم نکلیں اس وقت رونے کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ عورتیں روتی رہیں بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ تم بتاؤ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذنِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تو آگئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ کب تشریف لائیں گے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اشھد ان محمدا رسول اللہ منہ سے نکالا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو آنکھوں سے نہ دیکھا تو غم ہجر میں بے ہوش ہوکر گر گئے اور بہت دیر کے بعد ہوش میں آکر اٹھے اور روتے رہے۔ پھر ملک شام چلے گئے۔ (مدارج النبوت، باب دہم، درذکر مؤذنین...الخ، ج۲،ص ۵۸۳)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تفسیر کررہے تھے حضرت ابوعبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی طرف متوجہ ہوکر سن رہے تھے اس دوران جب بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا ذکر آتا تو ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا شوق دیدار چمک اٹھتا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی ملاقات کے لئے وہ بے چین ہوجاتے۔ ایک بار ابوعبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت کا کس قدر اشتیاق ہے کب سال جائے گا اور موسم حج آئے گا اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ مسکرائے اور فرمایا: ابوعبدالرحمن! صبر کرو، دن جلد ہی گزر جائیں گے۔

ابن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دید کے بغیر مجھے سکون میسر نہیں کب یہ دن گزریں گے، پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کسی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میری ملاقات نہ ہو سکے اس لیے کیا آپ ہمارے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا ہی بیان کر سکتے ہیں، آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ سبھی حاضرین نے بیک زبان کہا ابن مسلمہ تم نے ہمارے دل کی بات کہدی۔ ابن عمیر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا بیان کیجئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قعدہ سے (دوزانو ہوکر) بیٹھ گئے، اپنا سر جھکایا، نظریں نیچی کیں جیسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سراپا اپنے ذہن میں لا رہے ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رنگ میں سفیدی و سرخی کا حسین امتزاج ہے، چشمان مبارک بڑی ہی خوبصورت ہیں، بھویں ملی ہوئی ہیں، بال سیدھے ہیں گھنگریالے نہیں ہیں، داڑھی گھنی ہے، دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گردن مبارک جیسے چاندی کی چھاگل، ہتھیلی اور قدم موٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب چلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اونچائی سے نیچے آ رہے ہوں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی چٹان سے نکل پڑے ہوں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی کی طرف رخ فرماتے تو مکمل طور پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرہ مبارک

پر پسینہ موتی کے مانند ہوتا ہے، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم پست قد ہیں نہ دراز قامت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو یکا یک دیکھتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے اور جو آشنا ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی صحبت میں رہتا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے محبت کرنے لگتا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا طرز تکلم سب سے سچا، ایفاء عہد میں سب سے پکے، سب سے نرم طبع، اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جیسا کسی کو نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔

جس وقت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کرر ہے تھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس جماعت پر سکوت چھایا ہوا تھا، وہ سبھی حضرات پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے اس سراپائے اقدس کو سماعت کرر ہے تھے ابھی حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا بیان مکمل بھی نہ کر سکے تھے کہ اہل محفل بیک زبان پکار اٹھے۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ! (طبقات ابن سعد)



صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور آپ کے صحابہ پر درود وسلام بھیجو جو بھیجنے کا حق ہے

حکم ربانی

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حضرتِ صدر الأفاضل سیّدُنا مولٰینا محمد نعیم الدین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائنُ العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے، یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں بعدِ تشہد درود شریف پڑھنا سنّت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل واصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نامِ اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: درود شریف میں آل واصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالٰی کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکریم ہے علُماء نے اللّٰھم صل علٰی محمد کے معنٰی یہ بیان کئے ہیں کہ یا ربّ محمدِ مصطفٰے صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اوّلین وآخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء، مرسلین وملائکہ اور تمام خَلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں حدیث شریف میں ہے سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

(خزائن العرفان)

صلوٰۃ کے معنٰی

صلوٰۃ کے معنٰی ہیں رحمت یا طلب رحمت۔ جب اس کا فاعل رب ہو تو بمعنی رحمت ہوتی ہے اور فاعل جب بندے ہوں تو بمعنی طلب رحمت، درود شریف کے فضائل ہماری شمار سے باہر ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر مسلمان پر عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور ہر مجلس میں جہاں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف لیا جائے ایک بار واجب ہے اور ہر بار مستحب۔ نماز کے قعدے میں درود شریف امام شافعی کے ہاں فرض ہے، احناف اور دیگر آئمہ کے ہاں سنت مؤکدہ یا واجب، درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہو سکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر درود جائز بالاستقلال مکروہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲ ص ۱۴۵)

جان لیجئے! یہ کتاب میرا سرمایہ ہے، میں تمہیں پیش کرتا ہوں، اسے قبول کر لیجئے۔ جو شخص اس میں اچھی بات پائے تو اُسے چاہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حمد بجا

لائے اور حضور نبیِ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک کی کثرت کرے اور جو اس کے علاوہ (کوئی غلطی، کوتاہی) دیکھے تو اُسے "لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم" پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ کوتاہیوں کی کمی اور ٹوٹے ہوئے دلوں کی درستگی کا باعث ہے۔ صحیح حدیثِ پاک میں ہے کہ یہ (یعنی لَاحَوْل شریف) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء، الحدیث ۶۳۸۴، ج۴ ص ۵۳۶)

جان لیجئے! کوئی شخص کمی، فساد، خطا اور لغزش سے محفوظ نہیں، سوائے فضیلت والے نبی اور عزت والے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جو وصفِ کامل کے مالک، درمیانے قد والے، فضل وکمال والے اور اعلیٰ خصائل کے جامع ہیں، جنہیں جَوَامِعُ الْکَلِم عطا کئے گئے اور علم وفضل، عقل اور انعام کے ساتھ خاص کیا گیا۔

وَهُوَ الَّذِیْ قَدْ حَازَ کُلَّ الْکَمَال

وَخُصَّ بِالْفَضْلِ وَحُسْنِ الْمَقَالِ

وَهُوَ الَّذِیْ قَدْ جَآءَ نَا رَحْمَةً

مُفَرِّقًا بَیْنَ الْهُدٰی وَ الضَّلَالِ

مُحَمَّدُنِ الْمَبْعُوْثُ مِنْ هَاشِمٍ

اَفْضَلُ مَنْ حَازَ جَمِیْعَ الْخِصَالِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ طُوْلَ الْمَدٰی

مَا عَطَّرَ الْکَوْنَ نَسِیْمُ الشِّمَالِ

ترجمہ: (۱) حضور نبیِ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی وہ ہستی ہیں جو ہر کمال کی جامع ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فضل وکمال اور عمدہ کلام کے ساتھ خاص ہیں۔

(۲) اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہدایت وگمراہی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ہمارے پاس رحمت بن کر تشریف لائے۔

(۳) حضرت سیِّدنا محمد مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم (قبیلہ) بنو ہاشم سے مبعوث ہوئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم افضل ہیں جنہوں نے تمام اچھی عادات کو جمع فرمالیا۔

(۴) اللہ عزَّ وَجَلَّ آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم پر عرصۂ دراز تک رحمت نازل فرمائے جب تک کہ شمال کی خوشگوار ہوا کائنات کو معطَّر کرتی رہے۔

اے اللہ عزَّ وَجَلَّ کے بندو! نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

"جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، الحدیث ۹۱۲، ص ۲۴۳) (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، الحدیث ۹۱۲، ص ۲۴۳)

حضور سیِّدُ المُبَلِّغِین، جنابِ رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ تقرب نشان ہے: "جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے، اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا اللہ عزَّ وَجَلَّ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔"

(المعجم الاوسط، الحدیث ۷۲۳۵، ج۵، ص ۲۵۲، مختصر۔ القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع

للسخاوی، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، ص ۲۴۱)

پیارے بھائیو! اب کیا کوئی دُرود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کر سکتا ہے؟ جبکہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر وبَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس نے ہزار بار مجھ پر دُرود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔

صَلُّوْا عَلَى الْهَادِيِّ الْبَشِيْرِ مُحَمَّدٍ

تَحَظُّوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرَانِ

فَاللّٰهُ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْهِ مُصَرِّحًا

فِيْ مُحْكَمِ الْاٰيَاتِ وَالْقُرْاٰنِ

ترجمہ: (۱) تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھو رحمن عَزَّ وَجَلَّ سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(۲) تحقیق اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے واضح نشانیوں اور قرآنِ پاک میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

منقول ہے کہ جو شخص آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر کھڑا ہو کر درودِ پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور جو نیند کی حالت میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ جب تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے کفر کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، اور جب اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو کلمۂ شہادت الہام کر دیتا ہے، اور کوئی مسلمان اس کے پاس جا کر اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کرتا ہے اور اس کے سامنے بار

بار کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اس کو کہتا ہے: "حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھ۔" جب وہ ایسا کرتا ہے اور اپنے اسلام میں حسن پیدا کرتا ہے اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھتا ہے، تو اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

صَلُّوْا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ
اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ نُوْرٌ یَعْقِدُ
مَنْ کَانَ صَلّٰی قَاعِدًا یُّغْفَرُ لَہٗ
قَبْلَ الْقِیَامِ وَلِلْمَتَابِ یُجَدَّدُ
وَ کَذَاکَ اِنْ صَلّٰی عَلَیْہِ قَآئِمًا
یُغْفَرُ لَہٗ قَبْلَ الْقُعُوْدِ وَیُرْشَدُ

ترجمہ: (۱) مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیّدنا محمدِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرودِ پاک پڑھو، بے شک ان پر درود پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے۔ یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

(۲) جو بیٹھنے کی حالت میں درود پاک پڑھے اُسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

(۳) اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درودِ پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق اَلشَّیخ شُعَیب حَرِیْفِیش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَلْمُتَوَفّٰی ۸۱۰ھ)



حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومحاسن پر مہکتا گلدستہ

شرح

ریاض الصالحین (مترجم)

اوّل تا چہارم مکمل

تالیف

امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ

مترجم

ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

شارح

مولانا ناصر حسین قادری عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل ومحاسن پر مہکتا گلدستہ

شرح

شمائل ترمذی

مؤلفہ

امام المحدثین حافظ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

شارح:

علامہ ابوالتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795